فہرست

مضامین تاریخ بہار و خزان حیدر

ڈیڈیکیشن

ہز اکسلنسی مہاراجہ کشن پرشاد بہادر یمین السلطنۃ وزیر باتدبیر دستور
معظم و وزیر اعظم دولت آصفیہ دام اقبالہم و ضاعف اجلالہم کی سرپرستی و حمایت علوم
و فنون و ترویج و اشاعت السنۂ مشرقیہ بالخصوص قدر فرمائی فن تاریخ و عزت افزائی
زبان اردو دارباب علم و کمال مشہور و معروف آفاق ہے اور کیون نہو کہ خود بدولت
بھی علم و کمال سے آراستہ اور نظم و نثر کے ایک اعلی مصنف ہین اور یہ برکت اسکی ہے کہ
آپکو حضرت اقدس و اعلی بندگانعالی متعالی سلطان دکن صانہ اللہ عن حوادث
الزمن و خلد اللہ ملکہ و دولتہ کے تلمذ کا فخر و شرف حاصل ہے۔ آپ نے اس طغیانی رود موسی
مین جو بنفس نفیس زحمات گوارا فرمائے اور شب و روز تباہ شدہ رعایا کو خود تشریف
معائنہ فرمایا اور تمامی مقامات سیلاب کو ملاحظہ کیا جو لوگ سیلاب
سردی سے جان بلب تھے اون مین سے ایک ایک کا
کے جو بحکم حضرت بندگانعالی متعالی حضرت اقدس و ا
مرہ اپنی ذات پر گوارا فرمائی۔ پس یہہ خیر طلب
حالات طغیانی وغیرہ کے تحریر کئے ہین اون
معنون کرنے کا شرف حاصل کرتا ہے اور ا
گر قبول افتد

تقریظ منظوم

جناب مولوی سید محمد عسکری صاحب علایل شاگرد و برادر جناب حبیب کنتوری اعلی اللہ مقامہ

پلا ساقیا ساغر تند و تیز
مثل ہے کہ چون آب از سر گذشت
ہو غم بھی تو اب عشرت انگیز ہے
سمجھہ مین کہون قابل غور ہے
ہمیشہ کرم اور عنایت رہے
یہ دنیائے فانی ہے موج سراب
وہ ہے سوچے جو انجام کار
کیا زندگانی کا ہے
چشم
ہم

کہ پانی سنے کی بند راہ گریز
مساوات ہے پھر چہ نیزہ چہ دست
کہ پیمانہ عمر لبریز ہے
کہ یہ عمر کا آخری دور ہے
زمانہ مین اس کی حکایت رہے
سمجھہ زندگانی کو بھی نقش آب
کہ رہجائے نام نکو یادگار
بشر بلبلہ ایک پانی کا ہے
یہ تاج و نگین اور طبل و علم
ہے باقی وہی اور وہی ہے قدیم
فنا ہے جوان دشمن کے لئے
کوئی اس بہنور سے نکلتا نہین
کہ دنیا مین باقی رہے نام نیک
ہو الفت کی ہر ایک سے رسم و راہ
ہمیشہ رہے فکر زاد سفر

خدا جانے کس وقت آجائے موت ۔ کہ ہو جائین سب دل کے مقصود فوت

زمانے کی حالت پہ رکھے نظر ۔ کہ کیونکر گذرتے ہین شام و سحر

ابھی کیا تھا اور کیا سے کیا ہوگیا ۔ کوئی مل گیا اور کوئی کھو گیا

ابھی کل تھے جس جا مکان شاندار ۔ بنے ہین اسی جا ہزارون مزار

جو بستی تھی کل آج ویرانہ ہے ۔ جو شادی کا گھر تھا عزا خانہ ہے

ابھی کل تھی جس جا ترانے کی دہوم ۔ وہین آج ہین بولتے زاغ و بوم

مین کہتا ہون جو تو اسے یاد رکھ ۔ ہمیشہ دل دوستان شاد رکھ

نہین دور دنیا کا کچھ اعتبار ۔ کبھی یان خزان ہے کبھی ہے بہار

بہت تیز ہستی کی رفتار ہے ۔ قضا ہر گھڑی بر سر کار ہے

اجل جن کی آئی وہ چلتے ہوے ۔ نہ دیکھا کبھی اس کو ٹلتے ہوے

ہے منزل گہ دہر دار فنا ۔ زمانہ ہے خود یادگار فنا

بہت دور جانے کی حاجت نہین ۔ کتابین دکھانے کی حاجت نہین

جو گزرا ہے پیش نظر دیکھ لو ۔ ابھی تک ہے اس کا اثر دیکھ لو

ہوا رود موسی مین طغیان آب ۔ ہوے جس سے باون (۵۲) محلے خراب

یہ طوفان تھا یا قیامت کی لہر ۔ کہ تھا شہر مین بحر دریا مین شہر

زر و مال و اسباب سب بہ گیا ۔ بچا جو سراسیمہ وہ رہ گیا

نہ کھانے کو کھانا نہ رہنے کا گھر ۔ نہ پاؤن مین جوتا نہ دستار سر

کہین باپ روتا ہے فرزند کو ۔ کہین مان کو بیٹی کی ہے جستجو

کہین بھائی کرتا ہے بھائی کو یاد ۔ کہ تو مر گیا مین رہا نامراد

کوئی بیوہ کرتی ہے شوہر کا غم پہنچا کہین ہے عزادار شم

ہے بیٹا کہین باپ کا سوگوار ہے گرد یتیمی سے رخ پر غبار

ہے شاعر کو غم اپنے دیوان کا تو حافظ کو افسوس قرآن کا

کوئی صاحب علم رنجور ہے کتب خانہ کا لب پہ مذکور ہے

کسی کو الم مال و دولت کا ہے کہ جے ہے نہ باقی رہی کوئی شے

کمائی جو تھی پشتہا پشت کی وہ سب رود موسے بہا لیگئی

کوئی کہہ رہا ہے کہ بار خدا یہہ کس طرح کا قہر نازل ہوا

پل کہنہ سے لے چدر گھاٹ تک مکان اور مکین بہ گئے یک بیک

وہ مے کش وہ میخانے وہ جام مل وہ آوازے اور وہ شور دہل

کدو و سبو و صراحی و بط ہوے کالعدم مثل حرف غلط

نہ وہ دور ساغر نہ ساقی رہا فقط نام مے خانہ باقی رہا

ہوئی ایسی مخلوق بے خانمان زمین فرش تھی اور فلک سائبان

مگر سب کو فرمان شاہی ملا کہ رہنے کو ایوان شاہی ملا

نہ رہنے کو کافی ہو یہہ بھی اگر دئے جائین اکثر امیرون کے گھر

محل اور ایوان و بستان سرا ملے ان سبھون کو جو تھے بے نوا

ہوا کھانے پینے کا سب انتظام کہ سرکار کا تھا یہی حکم عام

زر و مال و اسباب جو جو ملا فراہم ہوا آکے سب ایک جا

جو مالک تھے آآ کے لینے لگے دعا شاہ کے حق مین دینے لگے

جو نعشین برآمد ہوئین جا بجا ملا ان کو گور و کفن برملا

جو زخمی سپاہی تھے ان کا مداوا ہوا
جو عریاں تھے ملبوس ان کو ملا

ہوئے بے گھر ہیں ان کا یہ ہو بندوبست
کہ پیش نظر سب ہے بالا و پست

زمین منتخب ہو رہی ہے تمام
کہ اس جا ہو آبادی خاص و عام

جو نادار ہیں جا کے کرتے ہیں عرض
تو سرکار سے ان کو ملتا ہے قرض

غریبوں کی خاطر یہ تدبیر ہے
کہ مجلس سے چندہ ہو ان کے لیے

ہے ایصال چندہ کا یہ اہتمام
کہ ہیں میر مجلس مدار المہام

کمیٹی کا ہوتا ہے جب افتتاح
تو لاریب ہر طرح [illegible]

ہیں تقریر کرتے وزارت مآب
کہ جس کا اثر ہو دلوں پر شتاب

ہیں ماتحت کی مجلسیں اور بھی
اراکین ہیں ہمدرد اور [illegible]

ہے دن رات ان کو غریبوں کی فکر
اسی کی ہے فکر اور اسی کا ہے ذکر

جو پاتے ہیں مالک کی اس میں خوشی
تو مصروف ہیں جان و دل سے سبھی

غرض ہیں یہ بے مثل شاہ و وزیر
یہ ہمدرد خلقان [illegible]

لکھوں میں کہاں تک یہ سب واقعات
کہ باقی بڑی اور تھوڑی ہے رات

میرے دوست سید محمد حسین
کہ نام ان کا روشن ہے تا فرقدین

ہے اغلب تخلص جہان میں علم
سمندر کی ہے موج جن کا قلم

تصانیف بھی جن کے ہیں بیشتر
جو پبلک میں شائع ہوئیں پیشتر

ہے نیرنگ افغان انھیں کی کتاب
جو ہے فن تاریخ میں لاجواب

ہیں جس کے امیر علی مدح خوان
میں کیا اس کی خوبی کروں گا بیان

مسلمان و اسلام ہے اک کتاب
اور اک روس و انگلینڈ ہے لاجواب

ہے ایک اور تصنیف سبھی ہر طرح مرجح — حقائق مذاہب کے جس میں ہیں درج

ہے اک علال و انصاف اسلام پر — کتاب ان کی پبلک میں مشہور تر

غرض ہیں یہ نامی گرامی ادیب — مورخ مصنف عجیب و غریب

انھوں نے ہے تاریخ طوفان لکھی — مہا رود خزان حیدرآباد کی

ہیں پہلی بھی جو آئین طغیانیاں — ہے تفصیل کے ساتھ ان کا بیان

اسی ضمن میں یہ بھی ہے لکھ دیا — کہ کے بار یہ شہر ویران ہوا

یہ تاریخ کیا بلکہ آئینہ ہے — یہ آئینہ کیا بلکہ گنجینہ ہے

بس اب تو خدا سے دعا کر عدیل — کہ اے میرے معبود رب جلیل

نہ اب ایسا طوفان آئے کبھی — نہ ندی قیامت یہ ڈھائے کبھی

اسی طرح پھر شہر آباد ہو — کہ شاہ و رعیت کا دل شاد ہو

وہ شاہ جہاندار جم مرتبت — ہے جس سے قوی پایۂ سلطنت

ہے آصف لقب اور سلیمان وقار — بہ فر کیانی سکندر شعار

جہاندار و دارائے ملک دکن — سخن سنج و نقاد و نقد سخن

بہ فطرت فلاطون و جمشید بزم — فریدون بہ ملک و تہمتن بہ رزم

دم صبح کہتے ہیں کرنا و کوس — یہ نوشاہ ہے سلطنت ہے عروس

یہ نوبت کے نقارے بجتے رہیں — حکومت کے بادل گرجتے رہیں

یہ شیپور و سرنائے و طنبور و نے — دوبالا کریں روز شادی کی لے

یہ آواز گھڑیال گونجے مدام — مسرت ترے پاؤں پوجے مدام

سدا طبل پر چوب پڑتی رہے — یہ نوبت شب و روز جھڑتی رہے

رہیں شاد و خورسند شاہ نظام
بحق محمد علیہ السلام

تقریظ منظوم

از نتیجہ فکر سید امیر حسن صاحب فروغ لکھنوی وکیل ہائیکورٹ

ایک مکرم ہیں سید ذیشان
ہیں جو مشہور آغلب ہمہ دان
ہے محمد حسین نام اُن کا
نثر میں دانزیان ہے کام انکا
کسکو حاصل وقار ایسا ہے
کون مضمون نگار ایسا ہے
راست کوئی کلام سے ظاہر
فن تاریخ کے بڑے ماہر
قابل قدر اُن کی ہر تصنیف
لائق مدح اُن کی ہر تالیف

ضم جو نیرنگ سے کرو افغان
نام ایسی کتاب کا ہو عیان
جس سے ظاہر کمال تاریخی
ہے پٹھانوں کا حال تاریخی
ایک مغرز رسالہ لندن کا
جو گل سرسبد ہے گلشن کا
ہے زمانہ میں جسکی شہرت عام
جس کا انیسویں صدی ہے نام
لکھے اس پرچہ میں ہیں اسکی صفات
درج ہے جس پہ جنوری سنہ سات
قابل قدر ہے ریویو اُس کا
جس سے آغلب کا ہے عیان رتبا
مدح ایسی کتاب اردو کی
نہیں انگریزی پرچہ میں دیکھی
دلپسند ایک دکن کی ہے تاریخ
ہند کے اس چمن کی ہے تاریخ

تذکرہ جس مین اس ریاست کا　　افضل الدولہ کی حکومت کا
ذکر مختار ملک و مال کا ہے　　حال فرمان روائے حال کا ہے
ایک تاریخ روس و انگلستان　　جس پہ جادو بیانیان قربان
سب مفصل بسیط تاریخین　　مثل ابر محیط تاریخین
کرون کس کس کتاب کی تعریف　　ہے بکثرت جناب کی تالیف
حال مین آئی ہے جو طغیانی　　ہوئی بلدہ کی جس سے ویرانی
آصف سادس آجکل ہین رئیس　　سن ہجری ہین تیرہ سو چھبیس
رمضان کی یکم کا ہے یہ حال　　رود موسی نے کر دیا پامال
رات ہی سے تہا زور پر پانی　　صبح محشر تھی صبح طغیانی
زور سیلاب دو پہر تک رہا　　ہوگیا بعد ظہر فضل خدا
ہوے کتنے محلے ہی ویران　　بہہ گئے ہیجدہ ہزار مکان
نہین اس مین مبالغہ زنہار　　لوگ ضائع ہوے ہین پانچ ہزار
زور سیلاب نے جو دکھلایا　　جوش آغلب کی طبع کو آیا
آپ نے ایک کتاب لکھی ہے　　واقعی لاجواب لکھی ہے
واقعیت کا نام مین ہے نشان　　حیدرآباد کی بہار و خزان
وجہین سیلاب کی بیان کی ہین　　خوب انشا طرازیان کی ہین
جس قدر آئے آجتک طوفان　　مع تاریخ و سنہ ہے اونکا بیان
سیکڑون کا ہوا لہو پانی　　بارہا آئی ہے وہ طغیانی
نہ ہو نقصان جان و مال ایسا　　کاش ہو انتظام حال ایسا

حیدر آباد کی بنا ہوئی کب　　درج ہے اسمین شرح وبسط سے سب

واقعی فرد انتخاب ہے یہ　　ایک تاریخ لاجواب ہے یہ

خوب طرز بیان ہے کیا کہنا　　لکھنؤ کی زبان ہے کیا کہنا

اے فروغ اب دکھا نہ زور قلم

حال سب اس کتاب مین ہی رقم

دیباچہ

بہار و خزان حیدرآباد

یعنے

تاریخ طغیانی

بعد حمد و نعت احقر عرض پرداز ہے کہ اس کتاب کی تالیف اور تصنیف اسواسطے
عمل مین آئی کہ خاص و عام کو معلوم ہوجائے کہ صرف موسی ندی کی طغیانیون سے
حیدرآباد فرخندہ بنیاد کو ضرر و صدمہ نہین پہنچتا رہا بلکہ اور حوادث اور سوانحات بھی
زمانہ سابق مین گذر چکے ہین کہ اون سے سخت صدمے پہنچے ہین۔ جن سب واقعات کی
تفصیل اور تشریح کتاب ہذا مین کردی گئی ہے۔ اور پہر جس زمانہ مین آباد ہوتا رہا اوسکے
وجوہ بھی لکھدئے گئے ہین۔ اب کہ حیدرآباد عروس البلاد اور محبوب البلاد ہو رہا تھا
اور تمام ہندوستان کا چمن سمجھا جاتا تھا اوسکو جو صدمہ پہنچا ہے اور جن تدابیر شائستہ
سے اوسکو دفع کیا گیا ہے اوسکو بھی مفصل لکھدیا ہے اور اس کتاب کا نام بہار و خزان
اسی سے رکھا گیا ہے کہ جس طرح زمانہ ماضیہ مین بلدہ ویران ہوکر آباد ہوتا رہا اوسی طرح حال
کی طغیانی کے بعد انشاء اللہ پہر آباد ہوجائیگا اور شہر کا فروغ و عروج جیسا قبل طغیانی تھا
اوسی طرح بلکہ اوس سے بڑہکر ہوگا اسواسطے کہ اعلیحضرت حضور بندگانعالی کے شاہانہ

رحم وکرم اور انصاف گستری اور رعایا پروری اور خسروانہ ہمدردی جو اعلیحضرت کو بنفس نفیس اپنی رعایا سے ہے اور اعلیحضرت کے سایہ حکومت کی برکت سے اور اعلیحضرت حضور بندگان عالی کے نائب السلطنت ہز اکسلنسی مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر یمین السلطنة کی مدبرانہ کوششون اور بے انتہا جفاکشی اور محنت جو آپ نے طوفان کے دفعیہ مین برداشت فرمائی اور فرما رہے ہین اور شب و روز رعایا کی دلجوئی اور اعانت مین مصروف ہین اور نہایت رحمدلی اور کریم النفسی کو عمل مین لاکر کار فرما ہین وہ سب نمایان اور روشن ثبوت اور علامات ہین کہ چمنستان حیدر آباد کی بہار اور فضا پھر اپنے دلکش اور دل آویز مناظر سے اوسی باغ و بہار کا عالم پیدا کردیگی جو طوفان سے قبل تھا -

یہ کتاب بلدہ کے حوادث کی ایک جامع اور مختصر تاریخ ہے اور اس سے پہلے اس خصوصیت کے ساتھہ کوئی کتاب نہین لکھی گئی اور سلسلہ وار حالات اور واقعات درج ہین ترتیب اور تہذیب کے ساتھہ اور اکثر مقامات مین جو اجمال رہگیا تھا اونکو بھی صاف کردیا گیا ہے - ایک نقشہ بھی لگادیا گیا ہے جس سے طغیانی زدہ وغیرہ مقامات کے حالات سب آئینہ ہوجاتے ہین - ایک دشواری یہ پیدا ہوگئی تھی کہ مورخین سابق نے اپنی تاریخون مین حسب معمول ہجری سنہ لکھدیا تہا - اس زمانہ مین اوسکا تطابق سنہ عیسوی سے ضرور تہا مگر یہ عقدہ حل طلب تہا - بعد تحقیقات مزید کے یہ عقدہ بھی حل کرلیا گیا اور ہر مقام پر جہان سنہ ہجری تھے وہان مطابقت کرکے سنہ عیسوی بھی تحریر کئے گئے ہین اور جو قاعدے سنہ ہجری سے سنہ عیسوی کے مطابق کرنے علی ہذا سن عیسوی سے سن ہجری کے دریافت کرنیکے ملگئے ہین وہ اس غرض سے معہ تمثیل ذیل مین درج کئے جاتے ہین کہ آئندہ اور لوگونکو بھی معلوم ہوجائین اور اونہین سے مدد لیکر وہ سنین ہجری اور عیسوی کی مطابقت کرلیا کرین -

قاعدہ سن ہجری سے سن عیسوی کی دریافت کرنیکا

جس سن ہجری کی مطابقت سن عیسوی سے مطلوب ہو سن ہجری کی صدیوں کو تین مین ضرب دے ہجری صدیون سے اوپر جو کچھہ رہگیا ہی اوسکو ۳۳ پر قسمت کرے خارج قسمت کو صدیون کے حاصل ضرب مین جو پہلے مل چکا ہی جمع کری حاصل جمع جو ہو اوسکو ہجری سے جسکی مطابقت منظور ہے تفریق کری حاصل تفریق پر ۶۲۱ جو ابتدائے عیسوی اور ہجری کا فرق تہا بڑہائی مجموعی سن عیسوی ہوگا۔

مثال - ۱۰۴۱ھ ہجری مین کون عیسوی تہا ۱۰۴۱ھ مین دس صدی ہین اوسکو تین مین ضرب دیا ۳۰ ہوی بعد اوسکے ۴۱ جو صدیون کے اوپر تہا اوسکو ۳۳ پر تقسیم کیا ایک آیا ایک کو ۳۰ حاصل ضرب سابق پر بڑہایا ۳۱ ہوی اسکو ۱۰۴۱ھ سے نکالو تو باقی رہی ۱۰۱۰ اسپر ۶۲۱ بڑہائے ۱۶۳۱ ہوی یہی سن عیسوی ہے جو مطابق ۱۰۴۱ھ ہجری کے ہے۔

قاعدہ سن عیسوی سے سن ہجری دریافت کرنیکا

جس سال عیسوی کا ہجری مطلوب ہو اوس سال عیسوی سے ۶۲۲ تفریق کرو حاصل تفریق کو ۱٫۰۳۰۷ مین ضرب کرو حاصل ضرب مین سیدہی ہاتہہ سی چار عدد شمار کرکے اعشاریہ قائم کرو بعد اوسکے ۴۶ر حاصل جمع مطلوبہ سنہ ہجری ہوگا۔

مثال - ہمکو یہ دریافت کرنا ہی کہ ۱۶۳۱ء مین سنہ ہجری کیا تہا۔ حسب قاعدہ مندرجہ بالا اول ہمنے ۱۶۳۱ مین سے ۶۲۲ منہا کئے حاصل تفریق ۱۰۰۹ رہا اسکو ۱٫۰۳۰۷ مین ضرب دیا تو ۱۰۳۹ر۹۷۶۳ ہوا اسمین ۴۶ر جمع کیا تو ۱۰۴۰ر۴۳۶۳ ہوا چونکہ اس جمع مین اعداد صحیح کے بعد کسری اعداد بھی ہین اس لئے بعوض اوس کسر کے اعداد صحیح مین ایک کا ہندسہ جمع کردینے سے ۱۰۴۱ ہوگیا یہی سن ہجری مطلوب ہے جو مطابق ہے ۱۶۳۱ء عیسوی کے۔

خاکسار

سید محمد حسین اغلب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اول

حیدرآباد کی آبادی کا آغاز

شہر حیدرآباد جس کو یکم رمضان سنہ ۱۳۲۶ھ مطابق ۲۸ ستمبر سنہ ۱۹۰۸ء کو بروز دوشنبہ بوجہ طغیانی موسیٰ ندی کے بہت بڑا صدمہ پہنچا ہے اوس کو سنہ ۹۹۸ھ مین محمد قلی قطب شاہ نے آباد کیا تھا جس کو جدید شہر کی آبادی کے مقابلہ مین قدیم شہر کی آبادی کہنا چاہئے اور اُس آبادی کے تاریخی حالات یہہ ہین کہ ایک دن بادشاہ شکار کے واسطے گولکنڈہ سے مشرقی جانب روانہ ہوئے اور جب چار کوس پر پہونچے تو اونھون نے موسیٰ ندی کے کنارہ ایک سرسبز اور شاداب مقام دیکھا اور وہین اوس شہر کے آباد کرنے کی تجویز کی جس کا نام پہلے بھاگ نگر تھا پھر حیدرآباد ہوا نجومیون سے دریافت کرنے کے بعد بساعت مسعود اس شہر کی بنیاد قائم ہوئی اور چار بازار اور چار کمانین بنائی گئین۔ اور ہر بازار مین سڑک اس طرح پر نکالی جو ایک دوسرے

سو ادسے قائم سے قطع کرتی تھین اور ان کے قطع کرنے سے چوراہا بنجاتا تھا پھر سڑکون کے کنارہ نہرین جاری کی گئین اور ان کے کنارے سایہ کے واسطے درخت نصب کیئے گئے اور بادشاہ نے اپنے رہنے کے لیئے شمالی جانب شہر کے مکانات تعمیر کرائے۔ کہتے ہین کہ بادشاہ کے حکم سے جو دوکانین بنی تہین اون کی تعداد اوسوقت چودہ ہزار تھی اور بارہ ہزار حمام اور مدرسے اور خانقاہین اور مسجد اور لنگرخانے اور مہمانخانے تھے اور جسقدر عمارتین تھین وہ چونے اور پتھر کی تھین۔

اس کا نام بھاگ نگر کیون ہوا۔ بادشاہ اوس زمانہ مین ایک ہندو عورت پر فریفتہ اور عاشق تھا اُس نے اوس کا مرتبہ بہت بڑہا رکھا تھا اس کی سواری کے وقت ہزار سوار اوس کے جلو مین رہتے تھے اور اس سے عاشق نے اس شہر کا نام اپنی معشوقہ کے نام پر بھاگ نگر رکھا تھا۔ جب بھاگ متی مرگئی تو ستره برس کے بعد بھاگ نگر کا نام حیدرآباد ہوگیا۔ مگر حیدرآباد کا نام اس کے بعد بھی مدتون بھاگ نگر ہی رہا اور حیدرآباد زبان زد خاص و عام کب ہوا جب اورنگزیب نے اس کو فتح کرکے اپنی حکومت قایم کی۔

شروع مین حیدرآباد کی آبادی سلطان محمد قلی کے زمانہ ہی مین بہت بڑھگئی تھی۔[1] اور اوسی زمانہ مین وہ دکن مین ایک عظیم الشان شہر مشہور ہوگیا تھا اور یہ دوسرا شہر آباد بھی اس واسطے کیا گیا تھا کہ شہر گولکنڈہ کی آبادی مین بہت کشمکش ہوگئے تھے۔ اب اس دوسرے شہر کے آباد ہونے سے شہر گولکنڈہ کے لوگ حیدرآباد مین آکر آباد ہونے لگے اوس کے باغات وغیرہ ہر چہار جانب دس دس کوس تک نزکورا اور ابراہیم پٹن اور بھونگیر اور پٹن چرو تک تھے اور یہی اوس کی چار حدین تھین

[1] کہتے ہین کہ سابق مین پانچ لاکھ آدمی آباد تھے اور جب حیدرآباد آباد ہوا تو تیس ہزار کی آبادی تھی۔

اور حوالی بلدہ کے دیہات اور قصبات سے اٹھارہ لاکھ روپیہ وصول ہوا کرتے تھے
یہہ شاہی باورچیخانے اور سادات کے انعام اور اکرام کے واسطے صرف ہوتے
رہتے تھے اس بادشاہ نے اور بہت سے شاہی محل تعمیر کئے تھے منجملہ اون کے دادمحل
اور چندن محل اور گلگین محل وغیرہ اور ایک جامع مسجد اور عاشورخانہ وغیرہ اور حوض
اور مدرسہ بھی بنوائے۔ کہتے ہین کہ حیدرآباد کی آبادی مشہد مقدس کی وضع پہ ہوئی
تھی اون مین سے بطور یادگار چند باقی رہ گئے ہین مثلاً عاشورخانہ اور چارمینار اور
چارکمان اور جامع مسجد وغیرہ باقی یادگار ہین تو عرفی کے اس شعر کی مصداق ہو رہی ہین

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ — آثار پدیدست صنادید عجم را

جدید شہر یون مین آباد ہوتے ہین۔

جب اس طرح پر حیدرآباد آباد ہو چکا اور چودہ ہزار دوکانین
اور بارہ ہزار محلے اور خانقاہ اور مدرسہ اور مسجدین وغیرہ
کہ ان سب کی تعمیر مین پانچ کرور روپیہ خزانہ سلطانی سے صرف ہوئے اور بادشاہ
کی داد و دہش اور قدردانی علم و فضل شہرہ آفاق ہو رہی تھی تو پھر دور اور نزدیک
سے لوگ آکر حیدرآباد مین کیون نہ آباد ہو جاتے اوسوقت حیدرآباد کی آبادی
اوس درجہ پر پہنچ گئی تھی کہ وہ اپنے دلکش مکانات اور باغات کی وجہ سے فردوس
برین ہو رہا تھا۔ اور سالانہ چار لاکھ ہون[۵] جو اس دارالسلطنت کے مضافات سے
حاصل ہوتے تھے وہ خزانہ عامرہ مین داخل ہوکر سادات اور علما کی نذر ہو جاتے
تھے اور باورچیخانہ کے مصارف کے واسطے بھی یہہ روپیہ وقف تھا جس مین سے
روزانہ کھانا وغیرہ تقسیم ہوا کرتا تھا۔ ان سب حالات پر نظر کرکے جس شاعر نے یہہ شعر
لکھے ہین وہ بے شک اوس زمانہ مین حیدرآباد پر صادق آتے تھے۔

سلہ ۵ فی زمانہ ہون چار روپیہ آٹھ آنہ اوس زمانہ کا سکہ سلطانی [illegible] اور طلائی [illegible]

شہرے چو بہشت در نکوئی — یابی تو در و ہر آنچہ جوئی
زد ہر چہ نکوست کم نیابی — یابی ہمہ چیز و غم نیابی

اس بادشاہ دین پناہ اور عادل نے اوس سرزمین کو آباد کیا تھا جس کی نسبت ایک مورخ لکھتا ہے کہ قبل اس آبادی کے یہان بجز ویرانگی اور صحرائی درختون کے اور کچھ نہ تھا چند برہمن شاہ علی بنڈہ کے بالائی مقام پر آباد تھے اور یہہ برہمن سکا کول اور راج مندری وغیرہ مین جاکر سندو عمائدین سے فائدہ حاصل کرکے پھر واپس آتے تھے اوس وقت مسلمانون کا یہان نام و نشان بھی نہ تھا کہتے ہین کہ شاہ چراغ صاحب جب نجف اشرف سے آئے تو اون کی بدولت یہان اسلام کا نشو نما ہوا۔

تاریخ بنائے حیدرآباد حیدرآباد کی آبادی کے مادہ تاریخ مین درمیان مورخین کے اختلاف ہوگیا ہے صاحب گلزار آصفیہ نے یا حافظ سے ۱۰۰۰ سنہ ہجری مادہ تاریخ نکالا ہے اور صاحب تاریخ قطب شاہیہ فرخندہ بنیاد سے ۹۹۸ سنہ ۱۵۹۱ء مادہ تاریخ پیدا کرتے ہین حالانکہ فرخندہ بنیاد سے ۱۰۰۱ سنہ ہجری نکلتے ہین اور تاریخ عزیز دکن مین لکھا ہوا ہے کہ سلطان محمد قلی قطب شاہ کی شادی ۹۹۸ سنہ ہجری مین ہوئی تھی پس معلوم ہوتا ہے کہ اس سن مین یعنے ۹۹۸ سنہ ہجری مین شہر حیدرآباد کے آباد کرنے کی بنیاد ہوئی تھی اور جب آٹھ برس مین شہر آباد ہوگیا تو فرخندہ بنیاد سے جو مادہ تاریخ نکلتا ہے وہ اس کی آبادی کے اختتام کا تاریخی مادہ ہے اور تاریخ قطب شاہیہ مین جو تاریخی مادہ ۹۹۸ سنہ ہجری ہندسون اور عبارت مین لکھا ہے وہ صحیح نہین ہے بلکہ صحیح وہ مادہ تاریخ ہے جو مورخ نے اپنے ذیل کے اشعار مین ظاہر کیا ہے۔

بہ نہصد و نود و ہشت سال — محمد قلی شاہ فرخندہ فال

بنا بلدہ حیدرآباد کرد — ہمانکہ چونکل دروی آباد کرد

مذکورہ بالا بیان کی تصدیق چار مینار کے مادہ تاریخ سنہ ۹۹۹ ہجری اور جامع مسجد کے مادہ تاریخ سنہ ۱۰۰۵ ہجری اور چار کمان کے مادہ تاریخ سنہ ۱۰۰۰ھ سے ہوتی ہے یعنی بلدہ مسجد کا مادہ تاریخ وہی ہے جو فرخندہ بنیاد کا ہے اور یہی بین ثبوت ہین کہ اختتام آبادی کا مادہ تاریخ جو فرخندہ بنیاد سے پیدا ہوتا ہے وہ صحیح ہے اور اوس کی تائید صاحب رشید الدین خانی کے اُس فقرہ سے بخوبی ہوجاتی ہے اور یہی فقرہ قول فیصل ہے کہ تاریخ بناے شہر کی یا حافظ ہے اور اتمام شہر کی فرخندہ بنیاد ۔

قدیم گولکنڈہ اور حیدرآباد یوروپین سیاحون کے نزدیک

یہہ دو سیاح فرانسیسی ہین جن مین ایک ٹیونیر تاجر ہے جس نے سنہ ۱۶۵۳ و سنہ ۱۶۵۴ء کے درمیان حیدرآباد کو دیکھا تھا اور اس کے بعد دوسرے سیاح موسیو تھیونو نے سنہ ۱۶۵۵ و سنہ ۱۶۶۸ء کے دور سیاحت مین ان دونون نے شہر کی سیر کی ہے اور یہ زمانہ اخیر قطب شاہیون کی حکومت کا تھا۔ پہلا سیاح لکھتا ہے کہ سلطنت گولکنڈہ کا دار الحکومت اب بھاگ نگر مین ہے مگر قلعہ کے نام سے سب لوگون کی زبان پر گولکنڈہ مشہور ہے شہر کے دو کوس کے فاصلہ پر بھاگ نگر ہے اور یہین بادشاہ رہا کرتا ہے اس قلعہ یعنے گولکنڈہ کا محیط چھہ میل ہوگا جس مین ایک بڑی فوج رہتی ہے درحقیقت یہ قلعہ ایک شہر ہے جہان بادشاہ اپنا خزانہ اوس وقت سے رکھا کرتا ہے جب سے بھاگ نگر کو اورنگزیب کی فوج نے غارت کیا تھا ۔

بھاگ نگر اوس شہر کا نام ہے جسکو عام لوگ گولکنڈہ کے نام سے تعبیر کرتے ہین اس شہر کو بادشاہ حال کے پردادا نے اپنی ایک اہلحرم اور محبوبہ کے نام پر آباد کیا

تھا وہ بیگم اوس سے کہا کرتی تھی کہ دریا کے کنارہ پُر فضا میدان مین مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک محل بنایا جائے اور شہر آباد کیا جائے جس سے بادشاہ نے اوس کی مرضی کے مطابق شہر کی بنیاد ڈالی اور اپنی بیگم کے نام پر اوس باغ کا نام باغ نگر رکھا

عرض بلد اس شہر کا سولہ درجہ اٹھاون دقیقہ ہے اس کے گرد و نواح کی سرزمین ایک سطح میدان ہے مگر شہر کے پاس بے شمار پہاڑیان اور پتھریلی چٹانین اوسی طرح پر ہین جیسے کہ مانٹین بلو مین نظر آتی ہین یہ شہر ایک فرانسیسی شہر ہے جو فرانس کے شمالی شرقی گوشہ پر ضلع سین اے مارن مین واقع ہے جنوبی مغربی کنارہ پر عین دیوارون کے پیچھے ایک بڑا دریا بہتا ہے اور بھاگ نگر کے پاس ایک پختہ سنگین پل بھی بنا ہوا ہے جو خوبصورتی مین شہر پیرس کے پان نف یعنے پل جدید سے کچھ ہی کم ہے (اس پل اور ندی کا تاریخی حال آیندہ ہم ظاہر کرین گے) شہر کی آبادی آرسیان کے برابر ہلوگی جس کی آبادی اس وقت چون ہزار ہے بھاگ نگر مین اچھے اچھے مکانات بنے ہوئے ہین اور کھلا ہوا ہے سڑکین بڑی چوڑی ہین مگر اوس سے زیادہ پختہ نہین ہین جیسی کہ فارس اور ہند کی دوسری شہرون مین ہین ان سڑکون پر ہمیشہ گرد و غبار اوڑا کرتا ہے جس سے ایام گرما مین بڑی تکلیف ہوتی ہے۔

پل پر سے جب شہر مین جاہین تو پہلے ایک کوس پل کے اسطرف ایک طویل آبادی مین ہوکر گذرنا پڑتا ہے جس کا نام اورنگ آباد ہے اس مقام پر تمام تاجر اور ساہوکار اور اہل حرفہ وغیرہ ہر طرح کے آدمی بستے ہین اور کل بستی یہی ہے اور شہر کے اندر تو وہی لوگ رہتے ہین جو ذی مرتبہ یا عہدہ داران محلات شاہی یا اہلکاران اور کارکنان سلطنت اور فوجی ملازم ہین صبح کے دس گیارہ بجے سے شام کے چار پانچ

بجے تک ساہوکار تاجر وہان سے شہر مین اسلئے آتے ہین کہ باہر کے تاجرون سے لین
دین کرین بعد اس کے وہ اپنے اپنے گھر دن کو شب باشی کے لیے لوٹ جاتے ہین اس
ایک کوس کے طولانی آبادی مین دو تین خوبصورت مسجدین بھی ہین جو مسافرون کے
لئے کاروان سرائے کا کام دیتی ہین اور اسی جگہ کئی ایک مندر دکھائی دیتے ہین شہر
سے جب گولکنڈہ کے قلعہ کو جاوین یا گولکنڈہ سے شہر کو جاوین تو پہلے پل کے اسی
طرف درمیان گولکنڈہ اور پل کے یہ آبادی ملتی ہے جسکو سیاح نے اورنگ آباد لکھا
ہے۔ مگر اورنگ آباد کا نام اس آبادی کے قایم ہو جانے کے بعد کسی اور فارسی تاریخ
مین نہین ہے۔

پھر اس سیاح کا بیان ہے کہ جب پل سے پار ہوتے ہین تو ایک چوڑی سڑک ملتی
ہے جو سیدھی بادشاہ کے محل تک جاتی ہے اس سڑک کے دست راست پر آپ کو بعض
درباری امرا کے مکانات دکھائی دین گے اور یہین پانچ چار دو منزلی کاروان سرا
بھی جن مین بڑے بڑے کمرے اور حجرے بنے ہوئے ہین اس سڑک کے اخیر کنارہ پر
بڑا چوک ہے جس کی ایک طرف کی دیوار سے محلات شاہی شروع ہوتے ہین ان محلا
وسعت مین ایک بالاخانہ ہے جہان بادشاہ دربار کیا کرتا ہے چوک مین محلات
دروازہ نہین ہے بلکہ اس کے قریب مین تھوڑے فاصلہ پر ہے جب اس د
سے اندر جاتے ہین تو ایک وسیع صحن ملتا ہے جس کے چارون طرف
سپاہیون کے لیے برآمدے بنے ہوئے ہین اس
آپ ایک اور صحن مین جاوینگے جو اسی طرح کا ہے اور جس
مسقف کمرہ ہین جن کی چھتون پر اور نیز محل کے اس حصہ کی

کھڑے ہوتے ہین بہت ہی خوبصورت باغ ہین اور اتنے بڑے درخت ہین کہ دیکھکر تعجب ہوتا ہے کہ ان عمارتون نے اون کا بوجھ کیونکر سنبھالا ہے۔

اس شہر کے دوسری جانب جہان سے سوسلی پٹم کو راستہ جاتا ہے دو بڑے بڑے تالاب ہین اونمین سے ہر ایک کا محیط ایک ایک کوس ہوگا ان تالابون مین بڑی عمدہ سجی ہوئی کشتیان پڑی رہتی ہین جن مین بیٹھکر بادشاہ سیر کیا کرتا ہے ان کے کنارون پر اعلیٰ درجہ کے ارکین سلطنت کے مکانات بنے ہوئے ہین۔

شہر کے قریب گولکنڈہ مین تین کوس پر ایک نہایت عمدہ مسجد ہے جہان شاہان گولکنڈہ کے مقابر ہین ان مقبرون پر شام کے چار بجے ہر روز مساکین کو روٹی اور پلاؤ تقسیم ہوتا ہے اگر کسی میلہ کے دن آپ ان مزارات مین جائین تو عجیب وغریب رونق پائینگے صبح سے شام تک یہان اچھے اچھے قالینون کا فرش رہتا ہے۔

اس کے علاوہ دوسرا سیاح اس طرح پر لکھتا ہے کہ جب ہم بھاگ نگر مین پہنچے جسے ہی مین حیدرآباد کے نام سے پکارتے ہین بیرون بلدہ کے مکانات جہان ہم آکر ٹھہرے صرف مٹی کے بنے ہین اونکی چھتین پر چھپر پڑے ہین اور ایسے نیچے اور بد نما ہین کہ جھونپڑیون سے بڑھکر اونھین نہین کہہ سکتے۔ اس محلہ مین ہم ایک کنارہ سے کنارہ تک گئے یہ بہت لمبا ہے اور پل تک برابر چلا جاتا ہے ہم یہان پر کوتوال سے ہمین اندر جانے کے واسطے اجازت نامہ آجاتا ہے کا ہے جبکہ اول سیاح نے گولکنڈہ سے پل تک طولانی محلہ بیان کیا ہے (یہ بیرون بلدہ کہا جاتا تھا) پھر وہ لکھتا ہے کہ تجارتی مال پہلے کوتوال تھا مگر ایک ایرانی نے جس پر بادشاہ کی عنایت تھی اور جسکی

اس کاروان کے بڑے سوداگر سے ملاقات تھی ہمارے آنے کی خبر سنکر فوراً ایک شخص
کو حکم دے کر بھیجا کہ ہمیں مال و اسباب سمیت اندر آنے دین چنانچہ ہم پل سے گذر گئے تو دا
ندی اس پل کے نیچے سے بہتی ہے اسوقت صرف ایک نالہ معلوم ہوتی تھی اگرچہ بارش کے
وقت بڑی ہوجاتی ہے جس قدر کہ برسات مین دریا سین لا ور آگے جاکر بڑا ہوجاتا ہے
پل کے انتہا پر ہمین شہر کے دروازہ ملے جو ایک پھاٹک کے سوا اور زیادہ کچھ نہین کہہ
سکتے غرضکہ ہم داخل ہوکر کوئی پاؤ گھنٹہ تک برابر ایک لمبی سڑک پر چلے گئے جسکے دونون
طرف مکانات بنے ہوئے تھے مگر وہ بھی ایسے ہی پہنچے تھے جیسے کہ بیرون بلدہ مین تھے اور
اس مصالحہ سے بنے ہوئے تھے مگر یہان تر و تازہ اور خوشنما باغ بھی ہین۔

ہم ایک سرائے مین پہونچے جو نعمت اللہ خان کے نام سے مشہور ہے اور اوسکا
دروازہ اسی سڑک پر ہے اور ایک شخص جا کر وہان فروکش ہوا مین نے بھی دو روپیہ مہینہ
پر ایک کمرہ کرایہ پر لے لیا اس شہر کی لمبائی اوس کی چوڑائی سے زیادہ ہے اور پل سے
چار مینار تک سیدھا لمبا چلا گیا ہے لیکن چار مینار سے آگے یہ سڑک سیدھی نہین ہے مین
نے چلتے وقت اس شہر کی لمبائی ناپی اور جب چار مینار تک پہنچا اور وہان سے مجھے
دست چپ کی طرف پھرنا پڑا اور ایک میدان مین ہوکر ایک اور سڑک ملی جو شہر کے
دروازہ کو جہانتک مین جاتا چاہتا تھا چلی گئی ہے جب سب مین نے ناپ لیا تو معلوم ہوا کہ
بھاگ نگر پانچہزار چھ سو پچاس قدم لمبا ہے پل سے چار مینار تک دو ہزار چار سو پچاس
قدم اور چار مینار سے میدان مین ہوکر اوس دروازہ تک جہان سے مچھلی پٹن کو
راستہ جاتا ہے۔ تین ہزار دو سو قدم ہے اس سے آگے بیرون بلدہ کی آبادی
ہے جو ایک ہزار ایک سو قدم تک چلی گئی ہے۔

یہان شہر مین کئی میدان یا بازار کے چوک ہین مگر سب سے اچھا وہ چوک ہے
جو بادشاہ کی ڈیوڑھی کے روبرو ہے اس چوک کے مشرق اور مغرب دو بڑے
بڑے دیوانخانہ ہین جو ستونون مین بہت نیچے تک چلے گئے ہین ان کی چھتین لکڑی
کی ہین اور زمین سے پانچ فیدم[1] اونچی ہین اور چار ستونون پر قایم ہین یہہ چھت چوڑی
ہے اور دیوارون پر پتھر کے اسارے لگے ہوئے ہین اور کونون پر سائبان بنی ہین ان دونون
دیوانخانون مین کوتوال کی کچہری ہوتی ہے اور دیوانخانون کے نیچے جیلخانہ ہین۔
شاہی محلات کے شمال مین جو چوک ہے اس کے سامنے ایک برآمدہ بنا ہوا ہے جہان
دن مین کئی بار جب بادشاہ شہر مین ہوتا ہے تو نقارچی آکر نوبت بجایا کرتے ہین۔
اس میدان کے بیچ مین اور شاہی عمارت کے روبرو ایک دیوار ہے جو تین فیٹ
موٹی اور چھ فیدم اونچی اور لمبی ہے اس سے آگے ہاتھیون کی لڑائی ہوتی ہے یہہ
دیوار لڑائی کے مقام کے بیچ مین ہے جب ہاتھی لڑائی کے لیے مست کیے جاتے ہین
تو وہ اس دیوار کے دونون طرف چلے آتے ہین اور جب غصہ مین ہو جاتے ہین تو اوسکو
فوراً توڑ ڈالتے ہین معمولی مکانات ہین سے اس جگہ کوئی دو فیدم سے اونچا نہین ہے
لوگ اونہین اسلیئے اونچا نہین بناتے کہ گرمیون مین تازی ہوا کے آنے مین کوئی روک
ہو۔ ان مکانات مین اکثر تو مٹی کے بنے ہوئے ہین مگر جو لوگ صاحب ثروت اور عزت
ہین اون کے مکانات اچھے اور خوبصورت ہین۔
محل سراے شاہی جو تین سو اسی قدم لمبی ہے نہ صرف اس چوک کی ایک حد کو پورے
طور پر گھیرے ہوئے ہے بلکہ چار مینار تک چلی گئی ہے اور یہان جاکر اوس کے کنارون

[1] ۱ فیدم چھہ فیٹ مساوی دو گز انگریزی

پر کونسلک بنا دئے گئے ہین اس محل سرا کی [illegible] جو جگادری پتھرون کی بنی ہوئی
ہے تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر آدھے آدھے برج ہین اور چوک کی طرف بہت سی کھڑکیان
اور کھلا ہوا برآمدہ تماشہ دیکھنے کے لئے بنا ہوا ہے کہتے ہین کہ یہ محلسرا اندر سے بہت ہی
خوبصورت ہے اور اوس کے سب سے بلند کمرون مین بھی پانی پہونچا دیا گیا ہے جو دن
بہت دور سے آتا ہے اور آکر چار مینار کے اوپر ایک حوض مین جمع ہوتا ہے وہان سے نلون
کے ذریعہ سے محلات مین جاتا ہے کوئی شخص اس حویلی کے اندر بادشاہ کی خاص
اجازت بغیر نہین جا سکتا - اور بادشاہ کی اجازت بھی بہت ہی کم ملتی ہے نہین نہین
عام لوگون مین سے کوئی شخص اوس کے پاس نہین جا سکتا اور وہان کچھ دور حد مقرر
کر دی گئی ہے جسکے قریب ہو کر کسی کو جانے کی اجازت نہین اس شہر مین ایک اور بھی چوک
ہے جہان بڑے بڑے امرا کے اچھے اچھے مکانات بنے ہوئے ہین کاروان سرائین
عموماً خوبصورت ہین اور نعمت اللہ کی سرائے جو شاہی باغات کے روبرو شارع اعظم پر
ہے سب سے زیادہ اچھی سمجھی جاتی ہے وہان ایک وسیع چوک ہے جسمین قسم قسم کے
درخت ہین اور ایک حوض بھی ہے جہان مسلمان وضو کیا کرتے ہین -

اس شہر مین چار مینار نہایت خوشنما عمارت ہے مگر اس کے آس پاس بدقطع چھپر کی دوکانین
ہونے سے جن مین ترکاری وغیرہ بکتی ہے اس عالیشان عمارت کی خوبصورتی مین فرق
آگیا ہے -

اس شہر مین بڑے بڑے سوداگر اور ساہوکار اور جوہری بھی آباد ہین اور اہل ہنر
اور دستکار بھی بھاگ نگر کے باشندون مین چالیس ہزار سوار بھی ہین جن مین ایرانی
مغل تاتاری ہین -

سوا ہندوستانی تاجرون کے یہان اور بہت سے ایرانی اور ارمنی سوداگر ہین مگر سلطنت کی کمزوری کے باعث امرا اون پر جبر کرتے ہین جب مین یہان تھا تو ایک امیر نے ایک ہندو ساہوکار کو بلاکر اپنے مکان مین بند کر دیا اور اوس سے پانچ ہزار دو سو چونسٹھ روپے لئے جو چکن نام سے ایک سکہ جاری تھا - لیکن جب اس ظلم کی شہرت ہوئی تو ساہوکارون نے دوکانین بند کر دین جس پر بادشاہ نے اوس ہندو کو اوس کا سب مال دلا دیا اور اس طرح معاملہ رفع دفع ہو گیا -

اس شہر کے باشندہ علاوہ تجارت کے زراعت پیشہ بھی ہین اور بہت سے یوروپین بھی اس سلطنت مین ہین ان مین پرتگالیون کی تعداد زیادہ ہے جو اپنے ملک سے سنگین جرائم کی بدولت یہان بھاگ کر آباد ہو گئے ہین - انگریز اور ڈچ حال مین آئے ہین اور ڈچ لوگون کو یہان بڑے فوائد ہو رہے ہین اونھون نے تین سال سے یہان ایک کوٹھی بنائی ہے یہ لوگ کمپنی کے لئے چھینٹ وغیرہ کپڑا خریدتے ہین جو ہندوستان کے دوسرے مقامات پر فروخت کیا جاتا ہے -

ان بیانات سے ثابت ہوتا ہے کہ حیدرآباد کی آبادی اوس زمانہ مین بھی شباب پر پہنچ چکی تھی - اور کمال کا درجہ بھی اوس کو حاصل ہو چکا تھا اور پل کے اوس طرف جو شاہی آبادی گولکنڈہ تک تھی جس کو سیاحون نے بیرون بلدہ قرار دیا ہے اور کسی جگہ بیرون بلدہ مین آبادی نہ تھی جو آج کل دیکھنے مین آتی ہے یہان صرف جنگل اور پہاڑ تھے اور پرانے پل کی تیاری سے بھی یہ پایا جاتا ہے کہ اگرچہ وہ بھاگ نگر کے آباد ہونے سے پہلے بنا دیا گیا تھا جسکا ذکر ہم آگے چلکر کرین گے تاہم بعد آباد ہو جانے حیدرآباد کے شہر مین آمد و رفت کیواسطے کافی سمجھ لیا گیا تھا اور اس سے ظاہر ہے کہ بیرون بلدہ

مین سوا اوس آبادی کے اور آبادی کو ترقی ہوئی تھی اور کچھ بھی آبادی نہ تھی جس طرح پر آج کل ہے کہ اوس شہر مین آمد و رفت کے واسطے علاوہ پرانے پل کے تین اور پل بیکے بعد دیگرے بنا دیے گئے ہین پس موسیٰ ندی جو قدیم الایام سے جاری ہے اور برسات کا سلسلہ بھی ہمیشہ سے چلا آتا ہے اوس مین طغیانیان کم و بیش بہت سی ہو چکی ہونگی اور آیندہ بھی ہمیشہ ہوتی رہین گی مثلاً اوس طغیانی سے جو نقصان پہنچا ہو گا وہ درختون اور جھاڑیون تک محدود ہو گا جس کی وجہ سے اور جس غایت سے پرانے پل کی تعمیر کا حکم دیا گیا تھا اور یہی طغیانی وہ ہے جسکو ہم عہد قطب شاہیہ کے زمانہ کی پہلی طغیانی کہتے ہین

پرانے پل کی تیاری دکن کی تاریخون مین لکھا ہے کہ جس سرزمین پر حیدرآباد آباد ہے وہان اوس کی آبادی کے قبل ایک موضع چچلم آباد تھا اوس موضع مین بھاگ متی نام ایک طوائف رہتی تھی اوس پر شاہزادہ مرزا محمد قلی عاشق ہو گیا تھا اور جوش عشق مین شاہزادہ موصوف رات کے وقت ہمیشہ قلعہ گولکنڈہ سے وہان جایا کرتا تھا ایک دن موسم برسات مین اس نے رات کے وقت جانے کا قصد کیا مگر بارش کے زیادہ ہو جانے سے ندی مین اس قدر طغیانی آگئی کہ بہت بڑا ہاتھی اوس مین قدم نہین رکھ سکتا تھا۔ مگر شاہزادہ کا جذبہ عشق اور محبت اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ اوس نے اپنے سواری کا گھوڑا اوس تلاطم اور تموج مین ڈالدیا اور حافظ حقیقی نے اوس کو ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ پر بسلامت پہونچا دیا۔ اب خفیہ نویسون نے جب بادشاہ کو یہ خبر دی تو وہ نہایت تردد اور تشویش مین ہو گیا اوس نے شاہزادہ کے بحفاظت نکلجانے پر شکر کے سجدہ ادا کیے اور اوسی کے ساتھ حکم دیا کہ ایک مضبوط پل اس ندی پر قبل اس کے کہ آیندہ موسم برسات شروع ہو تیار کر دیا جائے اور اوس کی تعمیر کے لیے ایک لاکھ روپیہ خزانہ

ہمارے روپیہ دینے کا حکم صادر فرمایا حکم کے پہنچتے ہی تمام بیگاری [illegible] پانچ سو ہزار روپیہ
کے [illegible] سے [illegible] پل تیار کرا دیا [illegible] ہزار روپیہ باقی [illegible] تھا اوس روپیہ سے [illegible]
حکم سلطانی الوسع اور اقسام کے کھانے پکوا کر اوسی پل پر [illegible] تھا اور مساکین وغیرہ کو
تقسیم کیا گیا [illegible] پل طول میں دو سو گز اور عرض میں [illegible] گز [illegible] چودہ گز [illegible] اور
بائیس [illegible] کہ اوس زمانہ میں ایک [illegible] تھا [illegible] اور مسافرون
کے قیام کے واسطے [illegible] رکھا تھا [illegible] پل کا مادہ
پیدا کیا ہے اوس کے معنی میں پانسو مشرقی بادشاہ نے [illegible] فرمائے ہیں ۔

کہ تخت [illegible]   [illegible] تاریخ ادا کر رکھا

۹۸۶ ہجری
۱۵۷۸

اور بعضون نے صراط مستقیم سے مادہ پیدا کیا ہے ان دونون مین فرق پانچ سال
کا ہے - اور یہہ بھی لکھا ہے کہ اوسی سال دریائے گوسی کا پل جو پتھر مین تیار کیا گیا اور
یہہ پل موسی ایک سال مین بموجب حکم بادشاہ بالکل تیار ہوگیا تھا اور یہہ پل چودہ
سال قبل آبادی حیدرآباد سے بن چکا تھا اور بعد آباد ہو جانے حیدرآباد کے یہ شہر تھا
کہ اوس زمانہ مین باغ و بہار رہو رہا تھا مگر بہار کے بعد خزان ضرور آتی ہے اور بہار خزان
لازم و ملزوم ہین ۔ لیکن موسمی خزان اور بہار سالانہ محدود ہوکر رہجاتی ہے اور شہرون
اور سلطنتون کی خزان اور بہار کا دوسرا رنگ ہے یعنے بہار بھی مدتون رہتی ہے اور
جب خزان آجاتی ہے تو اوسکا دور بھی سالہا سال تک قایم و برقرار رہتا ہے۔ چنانچہ
حیدرآباد کی خزان اور بہار کی حالت بھی رہی ہے اور اب ہم اوس کی بہار کی حالت
تو لکھ چکے ہین خزان کی حالت لکھنا چاہتے ہین ۔

باب دوم

حیدر آباد کی ویرانی

کسی کسی زمانہ مین حیدر آباد ویران اور برباد ہوا۔ سنہ۔۔۔ہجری مین جو قحط پڑا وہ بہت بڑا قحط تھا دو تین سال پانی برسا تو مگر کم اور سلطان عبد اللہ قطب شاہ کے عہد مین چاول کا نرخ جوار زان تھا گران ہوگیا یعنے ایک ہون کے بارہ من چاول آتے تھے اب سات ہی من رہ گئے اور رفتہ رفتہ تین من کا نرخ ہوگیا اور جب نصف سال گذر گیا اور پانی بالکل نہ برسا اور قحط کی سختیان شروع ہوگئین تو سب سے پہلے بادشاہ نے حکم دیا کہ علما اور فضلا اور مومنین اور صالحین اور عام و خاص تین روز روزہ رکھین اور جمعہ کے دن واسطے نماز استسقا کے شہر کے باہر جائین اور ہنود وغیرہ بھی جنگلون مین اور رود موسی کے کنارہ اپنے اپنے مذہب کے رسوم کے مطابق خدا سے بارش کی دعا کرین چنانچہ نواب علامی فہامی حسب الحکم بغرض نماز استسقا شہر حیدر آباد کے باہر آئے اور اوس میدان مین جو ندی محل کے برابر واقع تھا قاضی حسن مشہور بقاضی ملک خطیب اور پیش نماز نے نماز استسقا بخشوع و خضوع تمام معہ ادعیہ ماثورہ ادا فرمائی خلق خدا نے بآواز حزین اور قلب اندوہگین بارگاہ یزدانی سے طلب باران کی اور بعد ختم نماز نواب علامی فہامی نے صدر مجلس مین رونق افروز ہوکر اشرفیون اور روپیون کے توڑون کے منہ کھولدئے جو بادشاہ نے واسطے تقسیم فقرا اور مساکین کے عطا فرمائے تھے اشرفیان اور روپیہ تمام مستحقین اور صالحین کو تقسیم ہوئے اور خوردہ جو ہاتھیون اور

اونٹوں پر بار تھا وہ درویشوں اور محتاجان رنگ نیض انکو تقسیم کیا اور عصر کے وقت جمیع
خلایق نے فاتحہ پڑہا اور لوگ واپس ہوکر اپنے اپنے مکانوں پر چلے گئے۔
بادشاہ کے اعتقاد اور صالحین کی دعا سے اور نماز استسقا کے ادا کرنے سے یہ
تو ضرور ہوا کہ اسقدر بارش ہوگئی تھی جس سے زمین کسی قدر تر ہوگئی مگر اسکے بعد پھر
امساک باران ہوا یہانتک کہ موسم برسات بھی بیت گیا اور ندی نالے تالاب یا کنوئیں
ساگر جو بعض امرا نے تعمیر کیے تھے اور جو عہد سلطنت حیدرآباد میں بادشاہان سابق نے بنائے تھے بالکل خشک
ہوگئے تھے وہ تمام خشک ہوکر [illegible] اگر [illegible] اور گہرا کر دیا گیا تھا تب
بھی پانی اونمین پیدا نہوتا اور باغات اور درخت نئے اور پرانے خشک ہوگئے اور
جنگلوں مین حیوانات پانی کے نہ ملنے سے تلف ہوگئے اور تمام دیہات اور قصبات
اور شہروں مین مردوں کی لاشوں کا انبار نظر آتا تھا اور شہر کی بازاروں اور محلوں
مین بے شمار لاشین پڑی ہوئی دیکھی جاتی تہین کہ اون کا اٹھانے والا کوئی نہ تھا اور
خلقت پانی اور غلہ کے قحط سے بیا بمرتی تھی اور ایسی حالت طاری تھی کہ دیکھی نہیں جاتی
تھی اب بادشاہ نے حکم دیا کہ غلہ کا ذخیرہ اضلاع مین جس قدر ہو اوسکو حیدرآباد مین لاکر
غلہ فروش فروخت کیا کرین اور یہہ بھی حکم تھا کہ کوئی شخص غلہ کا ذخیرہ جمع نہ کرے اس
حکم سے شہر مین کسی قدر کھانے کی اشیاء دستیاب ہونے لگین۔ اور شہر کے باہر تو یہہ
بھی نہ ملتی تھین اور حال یہ تھا کہ مٹھی بھر چاول جب مٹھی بھر روپیہ دیا جاتا تھا تو ملتے تھے۔
اس پر بھی سلطان وقت کے حکم سے لنگر خانہ مقرر ہوئے اور ہر محلہ مین قایم کئے گئے اور
حکم ہوا کہ مہتمم جسکو چاہین کھانا تقسیم کردین اور خارج از شہر آبادیوں مین لنگر مقرر ہوئے کہ ان
کے ذریعہ سے شہر کے باہر محتاجوں کو کھانا دیا جاتا تھا یہ اس واسطے کیا تھا کہ باہر سے شہر مین

کھانے کے واسطے لوگ نہ آیئن اور دیگون مین آش پکاکر اور اُن کو ساتھ لیکر محلون اور بازارون مین لوگ پھرتے تھے اور جن مصیبت زدون مین حس وحرکت باقی نہ رہی تھی اُن کو دیتے تھے اور جو بالکل ناتوان تھے اُن کو پلاتے تھے اور صبح سے شام تک مساکین اور غربا کو اس طرح پر کھانا دیا جاتا تھا اور تقسیم ہوتا تھا اور محلون مین بہت سی باولیان بھی کھودکر تیار کردی گئی تھین کہ پانی کی تکلیف نہ ہونے پائے اس درجہ اس قحط کے دفعیہ مین اہتمام اور انتظام ہوا تھا کہ اس سے بڑھکر انتظام ممکن نہ تھا۔ یہ قحط اکثر ممالک ہندوستان مین پڑگیا تھا اور برہانپور مین تو اس سے بڑھکر تھا اور بڑودہ اور احمدآباد گجرات مین تو آدمی کا گوشت آدمی کھارہا تھا شاہجہان بادشاہ ہندوستان اوسوقت برہانپور مین مقیم تھے اونہون نے اپنا تمام خزانہ اس قحط مین خرچ کردیا اور جب تک قحط رہا اُن کا قیام برہانپور ہی مین رہا اور حیدرآباد مین اگرچہ یہہ قحط اس حد تک نہین پہنچا تھا تاہم اوس کے شدآید ایسے بڑھے ہوئے تھے کہ ایک لاکھ آدمی کی تجہیز وتکفین تو سرکاری طور پر ہوئی تھی باقی جن لاشون کا پتہ نہ ملا وہ ادہر اودھر سڑگل کر رہ گئی ہون گی جن کی نسبت مورخ قطبشاہیہ لکھتا ہے کہ سوائے اُن کو جن کو کہ کفن دیا گیا اور جو بے کفن مدفون ہوگئین وہ بیشمار تھین سوائے خدا کے اون کی تعداد کا علم اور کسی کو نہین ہوسکتا اس قیامت خیز حادثہ کی تاریخ حسب ذیل لفظون اور ایک کلمہ سے نکلتی ہے۔ الفاظ اور کلمے یہ ہین۔

مرگ خلق آمدہ	مرض	غم
سنہ ۱۰۴۰ ہجری	سنہ ۱۰۴۰	سنہ ۱۰۴۰ ہ ۱۶۳۰ ع

یہہ قحط جو ایک عظیم قحط تھا اس سے شہر حیدرآباد بہت کچھ ویران اور پریشان

ہوگیا تھا اور یہ ویرانی اوس کی پہلی تھی اس سے پہلے اوس کو کوئی صدمہ نہین پہنچا
تھا یعنے حیدرآباد کی آبادی سے چونتیس برس کے بعد گویا ارضی اور سماوی آفات
اور بلیات کی خزان کے جھونکون سے اوس کا موثر ہونا شروع ہوگیا اور ابھی قحط
کم نہوا تھا کہ خزانہ سے اوس کے دفع کرنے کی غرض سے جو روپیہ جمع تھا وہ سب
صرف ہوگیا اور اوسی زمانہ مین سلطنت کی انتظامی حالت درہم اور برہم ہونے
لگی اور یہہ قاعدہ کی بات ہے کہ قحط جو اپنا خراب اثر چھوڑ جاتا ہے یا اور آفات ارضی
اور سماوی سے سلطنتین موثر ہو جاتی ہین تو قحط اور اون آفات کے دفع ہونے کے
بعد نظم و نسق سلطنت کے درست کرنے مین برسون صرف ہو جاتے ہین اور حیدرآباد
مین تو ابھی قحط موجود تھا کہ خزانہ مین روپیہ کے نہونے سے تمام مداخل و مخارج اور
قواعد اور ضوابط دیوانی مین خلل آگیا۔ یہان تک نوبت پہونچی کہ بہت سے سرکاری
کام معطل کر دئے گئے اور مطبخ اور فیلخانہ اور طویلہ شاہی کا انتظام قرار واقعی نہ تھا۔
اب ہر محال سے شور و غل بلند اور شکوہ و شکایت بھی اور غرور بر دضرور ہوئی ہوگی
سو اسطے کہ دنیا مین کوئی ایسا انقلاب نہین ہوتا جسمین لوگ بنتے اور بگڑتے نہون مگر بنتے
کم ہین اور بگڑتے زیادہ ہین پس جو اعلی منتظم اور مدبر اس قحط کے زمانہ مین تھے اون کی شکایتین
شروع ہوئین کہ یہ حساب نہین جانتے ہین اور برہمنون کو تمام کام سپرد کر رکھا ہے اور
اونہین کی وجہ سے انتظام مین خرابیان پڑی ہوئی ہین۔ لہذا مرزا حمزہ استرآبادی
جن کی دیانت اور امانت مشہور تھی مگر خود کام نکرنے اور دوسرون پر کام کے چھوڑ
دینے سے اور اون کی خیانت سے جو برہمی انتظام مین واقع ہوگئی تھی اوس کا علاج
بادشاہ نے اس طرح پر کیا کہ اون کو ہٹا کر اون کی جگہ پر نواب علامی فہامی مرزا

روزبہان آصفہانی کو ۲۳ ربیع الثانی سنہ ۱۰۴۰ھ مین مقرر فرما دیا مگر اونہون نے بھی ایسے کام کئے کہ اُن کے کامون سے بھی بادشاہ راضی اور خوش ہوئے اور بادشاہ کے خیال مین آگیا کہ اُن کو بھی معزول کردینا چاہئے مگر کسی دوسرے وقت مین بس یہ بھی معزول ہوئے سنہ ۱۰۴۲ھ (۱۶۳۲ع) مین اس حساب سے جو سیلاب سنہ ۱۰۴۰ھ مین آیا تھا اور جسکا ذکر ہم بعد مین کرینگے وہ اُنہین کے عہد مین تھا اُن کے بعد میر فصیح الدین محمد مقرر ہوئے اور بادشاہ اُن سے ایسے خوش و راضی تھے کہ قلمدان جمع بھی اُن کو مرحمت کردیا پس اسی طرح کم و بیش انتظامی برہمی اُس وقت تک رہی جب تک سنہ ۱۰۴۱ھ مین بارش نہوئی اور جس سال بارش ہوتی ہے اوس سال پیداوار کے بعد قحط کی گرانی سے ارزانی بدل جایا کرتی ہے یعنے حیدرآباد کے قحط کا خاتمہ سنہ ۱۰۴۲ھ کی پیداوار کے بعد سمجھنا چاہئے۔

حیدرآباد کی تباہی اور ویرانی پولیٹکل وجوہ سے۔

یہہ ویرانی اور تباہی جس کا ذکر ہم پہلے کرچکے ہین وہ قدرتی تھی اس سے بڑھکر پولیٹکل تباہی اور بھی پیش آئی ہے جسکی تفصیل کے واسطے ایک دفتر درکار ہے مگر اس مقام پر یہہ لکھدینا ضرور ہے کہ جس ملک کی دولت اور ثروت شہرت پاجاتی ہے اوس کے فتح کرنے کی طمع اعلیٰ طاقت کو ہو جاتی ہے مثلاً آخر مین بابر کا خاندان دہلی مین ایسا پھیلا کہ اوسکی اعلیٰ طاقت کا سکہ اور خطبہ تمام ہندوستان مین جاری تھا اور دکن کی اسلامی ریاستین جن مین حیدرآباد کی ریاست بھی شامل تھی اوس کی دولت اور زرخیزی اور سرسبزی مشہور ہوچکی تھی پس ہندوستان کی اعلیٰ طاقت کب بغیر ایسے ملکون کو فتح کئے ہوئے خاموش رہ سکتی تھی دلی خواہش اُن پادشاہون کی یہی تھی کہ

کسی طرح پر یہہ ریاستین اُن کے قبضہ مین آجائین۔ باقی الزامات سے بری رہنے کے
واسطے تاریخون مین حالات اور واقعات مختلف ہوجاتے ہین اوربھی وجوہ وہ تھے
جن سے شاہجہان نے اول مرتبہ اورنگ زیب کو حیدرآباد بھیجا اور یہہ اول
پولٹیکل تباہی حیدرآباد کی تھی کہ وہ لٹ گیا اور تباہ و برباد ہوا اس مرتبہ اورنگزیب
صلح کرکے چلا گیا اور قطب شاہ کی سلطنت قایم رہی مگر شہر کو صدمہ پہنچا تھا یعنے قدرتی
آفات کے پچیس ۲۵ چھبیس ۲۶ برس کے بعد ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۰۶۶ھ ۱۶۵۵ع سے پہلے اورنگزیب نے
اپنے لڑکے سلطان محمد کو حیدرآباد روانہ کیا اور پھر خود بھی ۶ ربیع الثانی حیدرآباد
روانہ ہوا۔ یہہ روانگی اورنگ آباد سے ہوئی تھی اوس وقت شاہجہان زندہ
تھا اور میر جملہ جس کا نشو نما قطب شاہ کے دربار مین ہوا تھا اوس نے قطب شاہ
سے انحراف کرکے اورنگ زیب اور شاہجہان سے سازش کرکے حیدرآباد کی
خرابی کے واسطے یہہ سب سامان مہیا کر دیا تھا۔

شاہجہان کا فرمان جو میر جملہ اور میر محمد امین میر جملہ کے لڑکے کی سفارش کے
متعلق تھا اور اورنگزیب کی جانب سے جو نمک اور مرچ ملا کر کارروائی کی گئی تھی
وہ ایک پولٹیکل پالیسی تھی۔ جسکا منشا وہ چھیڑ چھاڑ تھا جو زبردست زیردست
سے کیا کرتے ہین اس بہانہ اور چھیڑ کے بعد جبکہ شہزادہ اورنگ زیب حیدرآباد مین
آیا تو قطب شاہ ۸ ربیع الثانی کو حیدرآباد سے نقد اور جواہر اور طلا و نقرہ لیکر
قلعہ گولکنڈہ مین چلا آیا اور سلطان محمد جو پہلے آیا تھا اوس نے حیدرآباد پر قبضہ کر لیا
اور تمام شاہی کارخانہ جات لوٹ لئے۔ اور عمدہ کتابین اور چینی خانہ اور بہت سی
اشیاء نادرہ اور تحفہ ضبط کرلین۔ یہہ چیزین لوٹ مین اس قدر آئی نہین کہ باوجود

غارت اور تفرقہ ہونے کے چند روز وقت کوچ کے پھر بھی بہت سے چھوٹ گئی تھین
اور یہہ ظاہر ہے کہ اس زمانہ مین جو فوجین واسطے جنگ کے کسی دوسرے ملک مین
آتی تھین تو اُن فوجون مین جو سپاہی ہوتے تھے وہ تنخواہ بادشاہون کی سرکار سے
پاتے تھے مگر لڑائی کے وقت رعایا کا مال واسباب لوٹ کر اون کو تباہ کردیتے تھے
اور دارالسلطنتون کو ویران اور پریشان یہی حیدرآباد مین اورنگزیب اور ان کے
لڑکے کے آنے سے ہوا تھا۔

دوسری پولیٹکل تباہی حیدرآباد کی۔

اس مرتبہ حیدرآباد کی تباہی اور ویرانی اس درجہ ترقی
کر گئی تھی کہ اب بھی تاریخون سے اوس کا حال پڑھ کر
رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین اب یہہ ہوا کہ شاہ جہان کا انتقال ہوگیا اور عالمگیر بادشاہ
ہوا پس عالمگیر نے قصد مصمم کیا کہ حیدرآباد پر قبضہ کرلیا جاے چنانچہ بموجب حکم اورنگزیب
عالمگیر بادشاہ جب شہزادہ عالم ایک بڑی فوج لے کر حیدرآباد کے قریب پہونچے تو
سنہ ۱۰۹۶ھ ۱۶۸۴ مین ابوالحسن تانا شاہ بعالم پریشانی کے اور اضطرابی مع عیال واطفال اور
ناموس اور محلات اور جواہرات اور ہون اور جسقدر وہ لیجا سکے اپنے ساتھ لیکر حیدرآباد
سے گولکنڈہ چلے گئے پس اُن کا جانا تھا کہ تمام شہر مین اضطراب پھیل گیا اور تانا شاہ
جسقدر اپنے ساتھ لے گیا تھا اوس کے علاوہ شاہی کارخانون اور تجارت کا ما[ل]
چار پانچ کروڑ سے زیادہ رہ گیا تھا اور سپاہیون کی عورتین اور رعایا ...
رہ گئی تھی اس شہرت سے شہر مین قیامت برپا تھی بہت سی شریف...
اور پردہ پوشی اور اپنے مال کے اوٹھانے مین فرصت نہ...
ہاتھ پکڑے ہوئے پریشانی کے عالم مین قلعہ ک...

شہزادہ کو پہونچے شہر کے اوباشون اور غارت گرون نے مطلع ہو کر شہر کو غارت کرنا اور تاراج کرنا شروع کر دیا اور حالت یہ ہو رہی تھی کہ تمام شب لوگون نے جہان تک کہ وہ اپنی مال وعیال و اطفال کو لے جا سکتے تھے ۔ سب کو قلعہ مین پہونچا دیا اور ابھی صبح ہونے پائی تھی کہ شاہ عالم کا لشکر شہر پر ٹوٹ پڑا اور شہر اور شہر کے محلون اور دولتخانہ اور راستون پر جو کچھ موجود تھا خواہ وہ پادشاہی مال تھا خواہ امرا اور تجار کا یہان تک کہ زر و نقد اور جواہر بے شمار اور عمدہ سے عمدہ بیش قیمت زیور اور دیبا اور زر بفت اور خز و حریر اور ظروف چینی و قالین اور ہاتھی اور گھوڑے اور پشمینہ و ظروف برنجی اور ظروف طلا و نقرہ سب کو لوٹ لیا اور جو عمدہ سے عمدہ قالین سنگین تھے اور جن کو اٹھا نہ سکتے تھے اُن کو خنجر اور تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے لے گئے اور مسلمان اور ہندوؤن کی عورتون اور لڑکیون کو قید کر لیا اور اپنے ساتھ لے گئے اور اس درجہ تک حرمت شریفون کی ہوئی کہ اوس کے بیان کرنے مین شرم آتی ہے. شاہ عالم نے منع کرنے مین بڑی کوشش کی مگر سنتا کون۔ اُس زمانہ کی فوج کا یہ بھی ایک مشغلہ تھا آخر کار شہزادہ نے کوتوال لشکر کو مقرر کیا کہ دیوان بادشاہی سے متفق ہو کر اور چار پانسو سوار اپنے ہمراہ لیکر شاہی کارخانہ جات کو لوٹ سے محفوظ رکھے اور شہدون اور حرام خوردن اور لوٹ مار کرنے والون اور اُن کی بھی جو آتش زنی کرتے پھرتے تھے گوشمالی کرے اس سے فتنہ و فساد مین کمی ہو گئی مگر لوٹ کھسوٹ بدستور قایم تھی ۔

[illegible] قریب ستر ہزار ہون اور نقد اور جنس شہزادہ کے قبضہ تصرف [illegible] نے بھی رحم اور کرم کی جانب توجہ دلائی اور یہ کہ مقصود [illegible] ہوا جسکے تمام شروط عالم گیر کے مفید تھین ۔ مگر

گولکنڈہ مین حکومت تاناشاہ کی قائم رہتی تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ جب عالمگیر کے پاس یہ معاہدہ پہونچا تو اوس نے اس خیال سے کہ تاناشاہ کے تمام ملک پر قبضہ کرنا چاہیے نہ کہ ان سے پیشکش وغیرہ قبول کر کے ان کی حکومت قایم رکھنا اور اسی سبب سے عالمگیر نے شہزادہ پر عتاب بھی ظاہر کیا تھا اس طرح پر یہ دوسری پولیٹکل بربادی تھی جس سے تمام شہر تیرہ و تار اور بے چراغ ہوگیا تھا۔

تیسری پولیٹکل بربادی یہ بربادی حیدرآباد کی اسوقت ہوئی ہے جب عالمگیر نے خود تشریف لاکر گولکنڈہ کا محاصرہ کیا اور یہ جنگ مہینون رہی پس ویران تو ہوچکا تھا اوس سے قدیم اور جدید آبادی حیدرآباد اور گولکنڈہ اور زیادہ ویران ہوگئی جس دارالسلطنت مین ایسی ایسی بڑی لڑائیان ہواکرتی ہین وہ سب یونہین ویران ہواکرتی ہین جیسا کہ حیدرآباد ویران ہوگیا تھا۔

مگر حیدرآباد کی ویرانی کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی تھا کہ عالمگیر کی فوج کی حالت عدم دستیابی غلہ نہایت سقیم اور ابتر ہوگئی تھی غرضکہ حسب بیان تاریخ خورشید جاہی جسکو ضمیمہ تاریخ رشیدالدین خانی سمجھنا چاہیے شہر حیدرآباد اس سے پہلے نہایت آباد تھا جب تک کہ شہزادگی کے زمانہ مین اورنگزیب یہان نہ آئے تھے اور جب ۱۰۶۶ھ سنہ مین آئے تو اسی وقت سے یہ شہر ویران ہونا شروع ہوا اور بوجہ حادثات اور گرانی غلہ اور شیوع طاعون ہزارہا آدمی قصبات اور دیہات اور لشکر وغیرہ مین ہلاک ہوے یہان تک کہ حیدرآباد ویران ہوگیا اور شہزادہ کام بخش کے مظالم اور تعدیات سے بھی ویران ہوتا رہا اور بعد قتل رستم دل خان صوبہ دار حیدرآباد اس شہر مین بالکل آبادی نہ رہی تھی یہان تک کہ فرخ سیر کے زمانہ ۱۱۲۷ھ سنہ تک جبکہ

تخمیناً ساٹھ سال ہوتے ہین یہ شہر ویران پڑا رہا جیسا کہ صاحب رشید الدین خان لکھتے ہین مبارز خان جب فرخ سیر کے وقت مین صوبہ داری حیدرآباد کے خلعت سے سرفراز ہوکر حیدرآباد مین آئے تو پرانے پل کے دروازہ سے داخل ہوے اوسوقت حیدرآباد باوجود اس کے کہ پہلے وقت مین قطب شاہیون کے آباد تھا پھر ان حادثات سے ایسا ویران ہوا - کہ پل کے دروازہ سے رستم دل خان کے مکان تک جو دارالامارت تھا - اور وہان سے یہان تک مسافت بعید تھی اونہون نے صرف تین دوکانین دیکھین اور تمام شہر کو ویران اور بے چراغ پایا اور اول یہی مبارز خان ہین جنہون نے بعد بڑی بڑی کوشش اور سعی اور بعد بے انتہا مصارف کے بارہ برس کے اندر پھر اس شہر کو آباد کیا اور اوس کی چار دیواری کی بنیاد قایم کی - مگر شہر کی چاردیواری تھوڑی تکمیل رہ گئی تھین -

اس مقام پر یہ بھی ذکر کرنا ہے کہ صاحب رشید الدین خان نے جو یہ لکھا ہے - کہ حیدرآباد کا نام گولکنڈہ کے جنگ کے وقت عالمگیر نے دارالجہاد رکھا تھا بعد فتح فرخندہ بنیاد نام رکھا یہ صحیح نہین ہے بلکہ شاہ عالم جب بعد وفات عالمگیر بادشاہ ہند کے فرمانروا ہوے تو انہون نے دارالجہاد کا نام موقوف کرکے اوس کی جگہ فرخندہ بنیاد نام رکھا - اور یہی صحیح ہے اسواسطے کہ شاہ عالم بہادر شاہ بادشاہ کی جو حالت تانا شاہ کی متعلق تھی اور جس سے عالمگیر نے آن پر عتاب کیا تھا اور پھر آن کی مذہبی حالت ان سب سے یہ پایا جاتا تھا کہ جو کچھ تانا شاہ کے ساتھ عالمگیر نے حیدرآباد مین کیا اوس کو وہ پسند نہ کرتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ اونہون نے اپنے زمانہ مین دارالجہاد کو بدل کر فرخندہ بنیاد نام قایم کیا تھا -

باب سوم

موسیٰ ندی کے طغیانی کے حالات اور یہ بحث کہ اوسکی وجہ تسمیہ کیا ہے اسپر بحث

ابتک تو یہ ندی تاریخی ندی قرار نہ پائی تھی مگر یکم رمضان سنہ ۱۳۲۶ھ م ۲۸ ستمبر سنہ ۱۹۰۸ء کو قیامت خیز سیلابی طوفان سے دکن کے واسطے یہ تاریخی ندی قرار پا سکتی ہے۔
ان اوراق کے لکھتے وقت ہم نے ارادہ کیا تھا کہ اس ندی مین چھوٹے بڑے جو طوفان قطب شاہیون کے وقت مین آئے ہین اور جن کا ظہور گولکنڈہ کے عالمگیری محاصرہ تک تھا اون کو قطب شاہیون کے زمانہ مین لکھین پھر یہی مناسب معلوم ہوا کہ علیحدہ علیحدہ لکھنا کچھ ٹھیک نہین ہے بہتر یہ ہے کہ اس ندی کا علیحدہ ذکر کرین اور جو طوفان اس مین قطب شاہیون اور فرمانروایان آصفیہ کے زمانہ مین آتے رہے ہین ان سب کو سنہ وار لکھین اور جس بادشاہ کے زمانہ مین جو طوفان آیا ہے اوس زمانہ کا بھی ذکر کردین مگر قبل اس کے اس امر کا ظاہر کردینا ضرور ہے کہ اس ندی کی وجہ تسمیہ کیا ہے اور دوسری ندی جو گولکنڈہ کے قریب اس مین آکر مل گی ہے اوسکو اور اس کو موسیٰ اور عیسیٰ کیون کہتے ہین۔
مختلف تاریخون کی کتابین دیکھین مگر سوائے موسیٰ ندی کے نام کے اور کچھہ نہ پایا ہان فرانسیسی سیاح نے جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر آئے ہین موسیٰ ندی کے نام کے بجائے تردا ندی لکھدیا ہے اور مورخ گلزار آصفیہ نے یہ لکھا ہے کہ عیسیٰ ندی

کو عوام سانگل بھی کہتے ہین - معلوم ہوتا ہے کہ یہہ دونون نام تلنگی زبان کے ہین اور
اسی کے ساتھ یہہ بھی شبہہ ہوتا ہے کہ شاید مسلمانون نے اپنے زمانہ حکومت مین وہ
نام بدل کر موسیٰ اور عیسیٰ نام رکھدیا ہو مگر عجب یہہ خیال ہوتا ہے کہ مسلمانون نے
شہرون کے نام تو بدلے ہین لیکن تالاب اور بڑے بڑے دریاؤن اور ندیون کے
نام جیسے پہلے زمانہ سے چلے آتے ہین وہ اب بھی بدستور قایم ہین اس خیال کے
بعد پھر یہہ خیال پیدا ہوا کہ اگر مسلمانون نے یہہ نام رکھے ہین تو کس مادہ سے اور یہہ نام
کس اضافت سے ہوئے ہین پس اس کا پتہ نہ لگا اور اسی سراغ کے نہ ملنے سے پھر
خیال ہوا کہ اس ندی کا نام جو موسیٰ ہوا ہے یہ ایک تلنگی لفظ ضرور ہوگا اس واسطے
کہ جہان سے اس کا مخرج پیدا ہوا ہے وہان تلنگی زبان بولنے والے ابھی تک اوس کو
موسی ندی کہتے ہین - اور موسیٰ نہین کہتے اور پشت ہا پشت سے یہی نام لیتے ہوئے چلے آتے
ہین - ایک تلنگی زبان کے جاننے والے سے دریافت کیا گیا تو اوس نے کہا کہ موسی
تلنگی زبان مین گندی جگہ کو کہتے ہین جہان کہاد اور گھوڑا پڑا رہتا ہے اور دوسرے
سے یہہ معلوم ہوا کہ مچکنڈ ہندؤن کی تیرتھ کیوجہ سے موسی ہو گیا ہے - اور یہہ بھی کہہ
سکتے ہین کہ مسلمانون نے اپنے زمانہ مین بشرطیکہ یہہ عربی نام ہو تروا جس کی معنی پیلا پن
حالت کے ہین حضرت موسیٰ کی اضافت سے کہ موسیٰ عبرانی مین پانی کو کہتے ہین اور
آپ ہی کا معجزہ رود نیل کا مشہور ہے - تروا کا ترجمہ موسی کر لیا ہے اور اس ندی
کا نام موسی ندی رکھ دیا ہو -

بعد اس نام کے عام مسلمانون نے موسی کے مقابلہ مین اوس ندی کا نام جو اوس
مین شامل ہو جاتی ہے عیسی رکھ لیا ہو بہرحال اسکی وجہ تسمیہ کچھ ہی کیون نہو خواہ

یہہ ہو جو بیان کی گئی ہے اور خواہ اس واسطے اس کا نام رکھا گیا ہو کہ موسی کی معنی سنسکرت
مین چھ مین جیساکہ اوسوقت بولتے ہین کہ جب چور تمام مال و اسباب گھر کا چورا لیجاتا ہے
تو کہتے ہین کہ کل اسباب چور موس لے گیا یعنے جس طرح پر چور موس لیجاتا ہے اُسی طرح
پر یہہ بھی تمام مال و اسباب بروقت طغیانی بہا لیجاتی ہے۔ اور موس چوہے کو بھی
کہتے ہین شاید پہاڑی اور صحرائی چوہون نے پہاڑ مین سوراخ کردئے ہون جہان
سے اوسکا مخرج پیدا ہو گیا ہو اور اس کا اس ضرب المثل سے پتہ چلتا ہے جو یہان مشہور
ہے کہ موسی گھر گھوسی اس سے اس کا نام موسی ندی ہو گیا ہو جب ہمکو ان قیاسات کے
سوا صحیح اور قطعی طور پراس کی وجہ تسمیہ تحقیقات کرنے کے بعد بھی نہ دریافت ہوئی تو ہم کو
بھی مجبور ہو کر مورخین سابق اور گزیٹر کا تتبع کرنا پڑا اور اسی تقلید سے جو لوگ پہلے اس
ندی اور طغیانی کا حال لکھ گئے ہین وہی ہم بھی لکھتے ہین۔

رود موسی کا مخرج سب سے بڑی تلنگانہ مین جو ندی ہے وہ موسی ہے جو اُنکی
تین تعلقات کو سیراب کرتی ہے۔ اس کا منبع سوار یڈی پیٹہ کے قریب اننت گیری کے
پہاڑون مین واقع ہے اور شرقی سمت مین بہتے ہوئے بلدہ حیدرآباد اور اوس کے
شمالی مضافات یعنے چادرگھاٹ کے درمیان سے گزرتے ہوئے ضلع نلگنڈہ مین
داخل ہوجاتی ہے ندی مانجرا ضلع کے شمال مین صرف دو ہی مواضع واقع تعلقہ
آصف نگر کے پاس سے گزرتی ہے اور پس پیو یہ جسکو ہلدی ندی بھی کہتے ہیں
شمال سے گزرتی ہے اور دیو ندی جو کل مین واقع ہے یہہ دونون مانجرا کی شاخین ہین
گزیٹر مین ایک اور مقام پر یہہ بھی لکھا ہے کہ یہ ندی اننت گیری کے پہاڑون
مین تعلقہ پٹلور ضلع اطراف بلدہ سے نکلتی ہے اور ایک سو بارہ میل تک شرقی

سمت مین بہتی ہے جہان الیر ندی چنور کے قریب اوس کے بائین جانب سے اس
مین داخل ہوتی ہے۔ یہان سے پھر جنوبی مشرقی سمت مین بہتی ہے یہان تک کہ کرشنا
مین داخل ہوتی ہے اس کا جملہ طول ایک سو پچاس میل ہے اس ندی سے مختلف
مقامات مین متعدد نہرین کاٹی گئی ہین جن سے تالابون مین پانی پہونچایا جاتا ہے۔
اور بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد اس کے داہنے کنارہ پر واقع ہے۔

۹۸۵ ہجری مطابق ۱۵۷۷ء کی طغیانی۔ موسی ندی مین قبل قایم ہونے بنیاد حیدرآباد اور اسکی آبادی کے اور بھی سیلاب ضرور آئے ہون گے مگر بعد
آباد ہونے حیدرآباد کے ابتک جو سیلاب آئے ہین انہین کا تذکرہ مناسب سمجھا گیا
ہے اور یہہ بھی ظاہر کیا جاتا ہے اور تاریخون مین اس کا ثبوت بھی موجود ہے کہ موسی
ندی مین سیلاب اکثر اوس وقت آیا ہے جب کہ ایکسال قبل بارش نہین ہوتی ہے
اور قحط پڑ گیا ہے جسقدر طول امساک باران مین ہوا گیا ہے اوس سے زیادہ اس
ندی مین طغیانی آتی رہی ہے یا یون لکھین کہ اگر ایک سال پہلے کم بارش ہو چکی
ہے تو کمی کے ساتھ موسی ندی کا طوفان رہا۔ اور اگر بالکل بارش نہین ہوئی تو
اوسوقت طوفان کا زور و شور بہت ہوا گیا ہے اور صاحب گلزار آصفیہ نے جو یہہ
لکھا ہے کہ ہر بارہوین سال اس ندی مین طوفان آیا کرتا ہے صحیح نہین ہے اسواسطے
کہ ذیل مین جو حالات ہم لکھتے ہین ان سے صاحب گلزار آصفیہ کی اس تحریر کی بخوبی
تمام تر دید ہو جاتی ہے۔ اور یہہ بھی ہے کہ پرانا پل حیدرآباد کی آبادی کے قبل
بنا ہے وہ بھی اس ندی کے طغیانی کے وجہ سے بنایا گیا تھا جس طغیانی کا حال
بوجہ نہ آباد ہونے شہر حیدرآباد کے اور نہ نقصان پہونچانے آبادی کے کہ آبادی

موجود نہ تھی مورخین نے زیادہ تفصیل کے ساتھ نہین لکھا ہے مگر ہمنے چونکہ ابراہیم قطب شاہ کے وقت مین پل کی تیاری سے ایک سال قبل موسی ندی مین طوفان آنے کو ثابت کیا ہے لہذا سرسری طور پر اس کا بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔ اور اب جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہین حیدرآباد کے آباد ہونے کے بعد جو طغیانیان آئی ہین وہ حسب ذیل ہین۔

رود موسی کی طغیانی سنہ ۱۰۴۱ھ مطابق سنہ ۱۶۳۱ع مین۔

یہی اول عظیم الشان تاریخی طغیانی ہے جو سلطان عبد اللہ قطب شاہ کے وقت مین بعد آباد ہوجانی حیدرآباد رود موسی مین جوش و خروش کیساتھ آئی اس طرح پہ کہ سنہ ۱۰۴۰ھ مین بارش بالکل نہ ہوئی تھی اور اس سنہ کے قبل جو بارش ہوئی وہ کافی نہ تھی پس ان وجوہ سے بہت بڑا قحط نمودار ہوگیا اور وہی وجہ موسیٰ ندی کی طغیانی کی ہوئی اور چونکہ بوجہ قحط شہر ویران ہوچکا تھا اور آبادی بہت کم ہوگئی تھی۔ لہذا بمقدار آبادی کے لحاظ سے جو آدمی مرے اور نقصان ہوا اوسکو صاحب تاریخ قطب شاہیہ نے اگرچہ بیان نہین کیا ہے مگر جسقدر لکھا ہے اوس سے ظاہر ہے کہ یہ بہت بڑی طغیانی تھی اون کا بیان جن فقرات اور الفاظ مین ہے وہ یہ ہین کہ جب سنین ماضیہ مین بارش کم ہوئی اور سنہ ۱۰۴۰ھ مین مطلق بارش نہ ہوئی جس سے قحط عظیم پیدا ہوا جسکا ذکر سابق مین ہوچکا ہے تو اس سال یعنی سنہ ۱۰۴۱ھ مین موسم برسات مین چار ماہ تک اس درجہ پانی برسا کہ اس کا سلسلہ ٹوٹنے مین نہ آیا اور چہارشنبہ کا دن تھا اور ۷ وین تاریخ صفر المظفر سنہ ۱۰۴۱ھ تھی کہ اسی دن موسیٰ ندی مین طغیانی پیدا ہوگئی۔ اور طغیانی بھی ایسی کہ پرانے پل کے اوپر سے پانی بہنا شروع ہوگیا اور سیلاب شہر کے اندر آگیا۔ جس نے شہر کی بڑی عمارتون اور درویشون اور فقیرون کے مکانات منہدم کردئے اور بہت سے

درخت باغ محمد شاہی کے جو پادشاہی دولت خانہ مین واقع تھے - یہہ سیلاب اپنے ساتھ بہالے گیا - اور یہہ طوفان ایسا تھا کہ مسن رسیدہ اور بوڑھے لوگ بیان کرتے تھے کہ ہمنے نہ سنا ہے اور نہ دیکھا ہے کہ کبھی ایسا سیلاب شدت اور جوش کیساتھ اس موسی ندی مین آیا ہو اسکا جوش و خروش صبح سے شروع ہوا تھا اور تین بجے دن تک رہا اور بعد اس کے کم ہوا -

یہہ طوفان جو یکم رمضان ۱۳۲۶ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۰۸ء یوم دوشنبہ اب آیا تھا اور اسکی نوعیت مین کم و بیش فرق ہو تو ہو ورنہ وہ بھی اس زمانہ کی آبادی کے لحاظ سے شہر مین بہت پھیل گیا تھا اور تفصیل کے ساتھ مکانات کے نقصان کا ذکر مورخ قطب شاہیہ نے نہین کیا ہے -

طغیانی رود موسی ۱۰۷۹ھ مطابق ۱۶۶۸ء مین -

فرانسیسی سیاح جو سلطان عبداللہ قطب شاہ بادشاہ کے عہد مین حیدرآباد آیا تھا اور وہین مقیم تھا وہ بیان کرتا ہے کہ مجھے دو مہینے گذرے تھے کہ موسم سرما ماہ مئی اور جون کے بارش اور گرج کیساتھ شروع ہوگیا - لیکن گرج تو چار روز سے زیادہ نہ رہی مگر بارش خوب زور سے ہوا کی - اور طوفان کے ساتھ وسط جولائی تک رہی اگرچہ اس کے بیچ مین بھی کبھی کبھی کھل گیا مگر باقی مہینا بالکل کھلا رہا - اگسٹ ستمبر اور اکٹوبر مین بڑی بارش ہوئی - لیکن گرج پھر نہ ہوئی - دریاؤن مین ایسا پانی بھر گیا تھا کہ پلون پر سے ہاتھیون کے ذریعہ گزرنا دشوار تھا بھاگ نگر کے دریا سے بوجہ طغیانی دو ہزار گھر بہہ گئے اور بہت سے آدمی اس مین ڈوب گئے -

رود موسی کی طغیانی ۱۰۹۰ھ ۱۶۸۶ء مین | یہہ وہ سال ہے جب عالمگیر گولکنڈہ کا

محاصرہ کئے ہوئے تھے اور ان کو قحط اور اور مصیبتون سے مقابلہ کرنا پڑا تھا اور پانی اور غلہ اور مویشیون کو چارہ نہ ملتا تھا جس کا ذکر نعمت خان عالی نے اپنی ہیت سے اشعار مین کیا ہے۔ چودہوین شعبان ۱۰۹۸ھ مین ایک طوفان بادوباران کا نمودار ہوگیا اور اس کا اثر اُن کے لشکر مین ایسا ہوا کہ تمام خیمے وغیرہ اس طوفان سے زمین پہ آرہے۔ اور کیچڑ اور پانی مین ٹوٹ پھوٹ کر اور خراب ہوکر رہ گئے اور بہت سا اسباب جو سرنگون اور سلامت کوچون مین لڑائی کے کام مین آنے کے واسطے داخل کیا گیا تھا وہ سب اس سیلاب مین غرق ہوگیا اور بہت سے لوگ جنھون نے اس طوفان سے خوف نہ کیا تھا جب وہ اس سیلاب سے گزرنا چاہتے تھے وہ بھی ہلاک ہوکر بہہ گئے مگر سپاہی جو بلند پہاڑی پہ چڑھ گئے تھے محفوظ رہے اور بہت سے دمدمے اس طوفان سے منہدم ہوگئے اور جب دن ہوا تو قلعہ والون نے نکلکر عالمگیر کے لشکر پر ہاتھ صاف کیا اور بہت سے لوگون کو قید کرکے تانا شاہ کے پاس پہنچا دیا مگر لطف اللہ خان سعد اللہ خان کے بڑے لڑکے کا پتہ نہ تھا جس نے اس محاصرہ مین کارنمایان کئے تھے اور اُس کے صلہ مین عالمگیر نے اس کو ایک تلوار عنایت کی تھی جب سیلاب اور قلعہ والون کی شرارت کا حال عرض کیا گیا تو بادشاہ نے اس سرگذشت کو غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ سے دریافت فرمایا آنھون نے عرض کیا کہ لطف اللہ خان ایک مسجد مین پناہ گزین ہے جو مابین اردوئے معلیٰ اور قلعہ کے ہے اور اُس کے ساتھ اور بھی بہادر ہین مگر سیلاب اور طغیانی رودموسے کی وجہ سے وہ نہین آسکتے کہ آکر قلعہ والون کو روکتے کشتی ملتی نہین ہے جس کے ذریعے ان کو اتار لیا جائے اس معروضہ پر بادشاہ نے حکم دیا کہ حیات خان داروغہ فیلخانہ فیل

کوہ پیکر مردمان دلاور اور بہادر دریا کے کنارہ پونچا دے حسب الحکم یہی کیا گیا
لیکن سیلاب کا وہ زور و شور تھا اور طوفان برپا تھا کہ ہاتھی ندی مین نہ جاسکے
اور آخر کار حیات خان کی کوشش بیکار گئی اور وہ بھی گرداب حیرت مین مبتلا ہو کر
قریب نصف شہر کے بے نیل مرام واپس آئے یہہ طغیانی بھی بہت بڑی طغیانی
تھی جس نے عالمگیر ایسے بادشاہ کی کسی تدبیر کو چلنے نہ دیا۔

طغیانی رود موسی ۱۱۸۰ھ مطابق ۱۷۶۶ع مین۔

بعہد نواب غفرانمآب آصف جاہ ثانی نظام الملک نظام الدولہ میر نظام علی خان بہادر ۱۱۸۰ھ
مین جو طغیانی ہوئی اس سے پہلے بھی بارش ہوئی تھی پس موسی ندی مین امساک باران
کے بعد جو بارش ہوئی اوس سے طغیانی آگئی جس سے شہر کی فصیل شکست ہوگئی
اور پانی بہت زیادہ بلدہ مین پھیل گیا اسی پر خیال کر کے نواب غفرانمآب آصف جاہ
نظام الملک بہادر اول کے زمانہ ۱۱۶۱ھ ۱۷۴۷ع مین ضرور موسی ندی مین طغیانی آئی
ہوگی اس واسطے کہ تاریخ مین لکھا ہوا ہے کہ ۱۱۶۱ھ مین اورنگ آباد اور گجرات
اور دیگر جنوبی ممالک مین بوجہ امساک باران قحط پڑ گیا تھا کہ فی پلہ ۸۰ روپیہ غلہ
کی قیمت ہوگئی تھی اور اوسی زمانہ مین آپ برہانپور سے حیدرآباد روانہ ہوگئے
تھے اور کثرت بارش سے اگرچہ موسم برسات کا نہ تھا مگر آپ کی طبیعت علیل ہوگئی
اور اوسی سال آپنے انتقال فرمایا۔

طغیانی رود موسی ۱۱۸۵ھ مطابق ۱۷۷۱ع مین۔

اوسی سال بعہد آصف جاہ ثانی پھر امساک باران ہوا اور ایسا کہ نماز استسقا کے واسطے عیدگاہ
مین رونق افروز ہوئے اور بکمال عجز و انکسار سے طلب نزول باران کی۔ کہتے

ہین کہ اسسال اس درجہ پانی برساکہ ساتوین ربیع الثانی جمعہ کا دن تھا جب موسی ندی
مین طغیانی آگئی اور ایسی طغیانی کہ شہرپناہ کی دیوار مغربی جانب منہدم ہوگئی اور اوس
کے اندر سے پانی شہر مین چلا گیا اور یہ وہی مہینا تھا جس مین کہ چار محل کے بارود
خانہ مین آگ لگ گئی جس سے محل بادشاہی نیست و نابود ہوگیا اور بہت سے آدمی
جل کر مرگئے یہ بیان تو صاحب تاریخ خورشید جاہی کا ہے مگر سلسلہ آصفیہ جلد چہارم
مین لکھا ہوا ہے کہ ۱۱۸۰ھ مین ایک مرتبہ دریاے موسی مین اس زور سے سیلاب
آیا کہ شہر مین پانی بھر آیا اور محل مین اوسوقت بارودخانہ تھا بارود بھیگ گئی اس
بارود کو دھوپ مین خشک کر رہے تھے کہ کسی طرح بارود نے آگ لے لی اوس کے
صدمہ سے وہ مکان اور گرد و نواح کے مکانات اوڑ گئے اور اوس سے (۷۰) ستر ۸۰ اسی
آدمی بھی مرے اور زخمی ہوئے۔

اس مجمل حال کی تاریخ تزک آصفیہ مین جسکے مصنف و مولف تجلی علی شاہ مغفور ہین
کہ وہ اوس زمانہ مین موجود تھے اونہون نے اس طرح پر تفصیل کی ہے کہ اس سال
۱۱۸۵ھ مین بالکل بارش نہوئی اور قحط پڑ گیا اس واسطے بماہ جمادی الاول سنہ
مذکور مین نواب غفرانمآب میر نظام علیخان بہادر پیادہ پا ہوکر فتح دروازہ سے عیدگاہ
مین تشریف لے گئے اور نماز استسقا بامامت مفتی عبدالقوی خان ادا فرمائی
اسی طرح پر دوسرے دن بھی بامامت سید غلام سرور خطیب مکہ مسجد اوس جگہ نماز
پڑھی اور اوس دن بھی پیادہ پا تشریف لے گئے تھے اور مشایخین اور علما اور فضلا بھی
بارش کے واسطے دست بدعا ہوئے تھے ان دعاؤن کی برکت سے بارش شروع
ہوگئی اور اس قدر بارش ہوئی کہ بادشاہی چار محل کے تین جانب عالم آب نظر

آتا تھا تمام فصیل غربی اور جنوبی اس سیلاب سے گر گئی اور ہزارہا مکانات جو بہت مستحکم اور مضبوط تھے وہ بھی سربسجود ہوئے اور مثل خس و خاشاک غلطان و پیچان سیلاب کے ساتھ بہتے ہوئے نظر آئے بعد اس طوفان کے حضور بندگانعالی نے صرف خاص سے بہت کچھ نقد و جنس مرحمت فرمایا اور حکم دیا کہ فصیل اور پل جلد تیار ہو جاوین -

طغیانی رود موسی سنہ ۱۲۲۴ھ مطابق سنہ ۱۸۰۹ع ہین -

بعہد نواب مغفرت منزل آصف الملک سکندر جاہ بہادر جو سیلاب آیا اوس کے متعلق یہی لکھا ہے کہ شہر پناہ کئی جگہ سے ٹوٹ گئی تھی اور کسی قدر نقصان بھی ہوا -

طغیانی رود موسی سنہ ۱۲۴۶ھ یا سنہ ۱۲۴۴ھ مطابق سنہ ۱۸۲۹ع ہین

بعہد غفران منزل نواب ناصر الدولہ بہادر حسب تحریر صاحب تاریخ گلزار آصفیہ جو طغیانی آئی اس سے پہلے بھی بارش ہوئی تھی اور قحط موجود تھا اس کے بعد لکھتے ہین کہ سنہ ۱۲۴۶ھ مین چار حادثہ تازہ وقوع مین آئے جو عجیب و غریب ہین منجملہ ان کے ایک طغیانی رود موسی ہے جو بہت بڑی طغیانی سمجھی جاتی ہے اور یہ کہ زمانہ سابق مین بھی چند مرتبہ یہ طغیانی ظاہر ہو چکی ہے مگر اس مرتبہ اس کا زور و شور اس درجہ تھا کہ فصیل دروازہ پل کے بازو کو توڑ کر پانی اندرون بلدہ چلا گیا اور دو کانون اور گھرون اور بازار سدی عنبر خان چیلہ سرکار کے رہنے والے غریبون کے مکانات بازار سردار الملک عرف گھانسی میان اور حوض چارمحل بالکل غرق آب ہو کر رہ گئے اور ایسے منہدم ہوئے کہ اونکی بنیاد کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا گویا کبھی اس سرزمین پر آبادی وقوع مین نہ آئی تھی اور طرفہ ماجرا یہ ہے کہ اس ندی مین ہر بارہوین سال ایسے حادثہ ہوا کرتے ہین اور باشندون پر یہ واقعات گذرا کرتے ہین مگر یہان کے باشندہ ہین کہ وہ اسی سرزمین پر مکانات

اور دوکانین بنانے کے واسطے تیار اور مستعد رہتے ہین اور باہم لڑتے جھگڑتے ہین کہ
ایک بالشت زمین سے زیادہ ایک دوسرے کے تصرف مین ہونے پائے یعنے پھر
مکانات اور دوکانین اوسی سرزمین پر بنا لیتے ہین اور پارچہ وغیرہ کی خرید و فروخت
کرتے ہین اور ان کو کچھ بھی اندیشہ جان ومال کا نہین ہے اور لال چند حلوائی جسکا پوتا
چھوٹن لال سیٹھ موجود ہے اُس نے بیان کیا کہ اوس کا مکان اوسی جگہ بازار مین تھا اور
وہان کے باشندون مین وہ سب سے زیادہ صاحب مقدرت ہے اوس نے اپنے مکان
کے زینہ کے چبوترہ کو سنگ بست کر کے نہایت مستحکم کر دیا ہے اور ایسا مستحکم کہ اب
طغیانی کے اثر سے اوس کو اندیشہ نہین ہے۔

اس طغیانی سے ایک تختہ دروازہ پل کے بازوے راست کا جو آہن پوش تھا
اور ہلتون کا وزن رکھتا تھا مانند پرکاہ اوڑکر باغ امین الملک بہادر متصل فصیل بلدہ
عقب عاشورخانہ پادشاہی جا کر گرا جو بہت دور ہے اور دہلی دروازہ کے بازو کے ایک
تختہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور دروازہ پل کے روبرو درمیان راستہ کلان کر اوس
کے دہلیز کے اندر بہت بڑا غار ہو گیا جو برابر دس ہاتھیون کے ہے اس کے علاوہ اور بھی
ہزارہا مکانات غرق آب ہوئے اور ہزارہا آدمی ہلاک۔

اسی واقعہ کو صاحب رشید الدین خانی نے بھی ۱۲۴۷ھ کے واقعات مین لکھا ہے
مگر باجمال تفصیل نہین کی ہے یعنے اُن کا بیان ہے کہ آخر ربیع الثانی ۱۲۴۵ھ مین بارش
کی شدت سے شب کو موسی ندی مین سیلاب آگیا جسکے زور سے ایک پاٹ پل کے
دروازہ کا جو مقفل تھا اپنی جگہ سے اوکھڑکر امین الملک کے باغ مین پہونچ گیا۔ سوا
اس کے اور کئی جگہ سے فصیل شکست ہو گئی اور جو حصہ پل کا ٹوٹ گیا تھا اُس کے منجملہ

اور عالیشان عمارات کے مثلاً بارہ دری راج باغ جسکی تعمیر مین پچیس لاکھ روپیہ اور دیوان خانہ کلان و رسوم لقایم محل اور مجلس را اور بہجت محل و آئینہ خانہ و چینی خانہ و تصویر خانہ اور بارہ دری خانہ باغ و آئینہ خانہ و چینی خانہ اور عمارت کوہ شریف و نقار خانہ و درگاہ مولا وغیرہ جن کی تعمیر مین پچاس لاکھ روپیہ صرف ہوئے تھے راجا بالا راجہ چندو لال مہاراجہ بہادر نے اپنے عہد مین بصرف کثیر بنوا دیا تھا اور یہہ سب آپکی عہد کی زندہ یادگارین ہین۔

ان دونون مورخون کے بیان مین صرف اجمال اور تفصیل اور مختصر کا فرق ہے باقی طغیانی کا واقعہ ایک ہی معلوم ہوتا ہے۔

اب اس طغیانی کا حال جو تلنگی زبان کی نظم مین بیان ہوا ہے اس سے پایا جاتا ہے کہ اس طغیانی سے بھی شہر پر آفت نازل ہوگئی تھی۔ اس مین تفصیل کے ساتھ حالات ہین اور اُن حملون کا بیان بھی ہے جن کا ذکر مورخین نے نہین کیا ہے اس واسطے اس نظم کا ترجمہ بھی رپورٹ متعلقہ پرگی ضلع محبوب نگر سے کیا جاتا ہے۔ اور اس سیلاب کا حال اسواسطے نظم کیا گیا تھا کہ لوگ اُس زمانہ مین اس حال کو اس نظم مین گاتے ہون گے اور یہہ بھی پایا جاتا ہے کہ مچکنڈہ دریا تون مین اسی موسی ندی کو کہتے ہین

ترجمہ نظم تلنگی

اے شہر حیدرآباد جب کہ تیرا شباب تھا اور عروج اور شان و شوکت اور دولت و اقبال کمال پر تو اس مچکنڈہ ندی یعنے (موسی) ندی نے تیرے بعض آباد حصہ کو بروز یکشنبہ دو بجے رات کو کثرت بارش سے اپنے مین طغیانی اور سیلاب پیدا کرکے تباہ اور برباد کردیا۔

شہر کی فصیل ٹوٹ گئی اور شہر کے اندر پانی داخل ہوا اور بازار کوکہ اور چادر گھاٹ
اور دلی دروازہ اور پتلی باولی تک پانی پہونچا اور سوتے ہوئے لوگون کو تباہ کیا چند
آدمی جو محفوظ رہے ان کو تیرنا آتا تھا چار محل دروازہ اور چمپا دروازہ اردو بازار بالکل
ویران ہوگیا۔ کاروان کا نصف حصہ غرق آب تھا اور بیگم بازار پریشان حال تھا بارہ دری
اور دیوانفصیل شکست پڑی ہے ریذیڈنسی کی جانب جو نیا پل تیار ہوا تھا وہ بھی شکست
ہے اکبر جاہ بازار شولہ کوڑہ کوٹھی رزیڈنسی ویران ہے اور بہت سے دولت مند ساہوکار
اور بارہ واڑیون کی دولت اور دوکانین سپرد خاک ہین اور ندی کے دونون کنارون
پر جہان تک نظر کام کرتی ہے ہزارہا مردے اور ساہوکارون کے دفتر پڑے ہوئے
ہین جس نے اس سب حالت کا مشاہدہ کیا اوسکا نام بنگا کوڑ تھا اور اوسی کا بیان
کسی تلنگی شاعر نے نظم مین ادا کیا ہے۔

اس کے علاوہ نواب ضرغام الدولہ بہادر کے چند اشعار نایاب اور نادر ہمکو
مل گئے ہین ان کو بھی ہم ذیل مین درج کرتے ہین نواب صاحب اوس زمانہ مین
موجود تھے اور انہون نے بچشم خود حالات اور واقعات دیکھ کر یہ اشعار کہے ہین

مثنوی تصنیف نواب ضرغام الدولہ بہادر مرحوم

بعہد ناصر الدولہ بہادر | شدہ دریاے موسی دفعتاً پر
منیر الملک دیوان آنزمان بود | زچندولال دوران کامران بود
شب دوشنبہ و تاریخ بستم | ربیع الاول آخر شد تلاطم
بہ نصف اللیل طغیان کرد موسی | خرابی ہا نمایان کرد موسی

غرض بحر رحمت کامران شد | مکان ہر سوئے جائے بے نشان شد
رسانید آب او را تا ابین باغ | ز چو لے بردل لالہ شدہ باغ
ہمہ ضایع شدہ باغ ابین است | درختان تشنہ ہموار زمین است
برابر کرد خانہ تا بخانہ | رسیدہ آب درہا شور خانہ
دردہلی ست گشتہ ریزہ ریزہ | روان شد آب بروے دوسہ نیزہ
سرانجام اثاث البیت مردم | ہمہ تاراج شد بازار بیگم
درپل را چو سیل آب بشکست | فتادہ غاروناپیدست تنگ بستہ
مثال پنبہ ریزہ چوڑی بازار | زبہر سراسیمگی مردم درآزار
ہمہ بازار گھانسی بے نشان شد | خس و خاشاک آنجا ہم نہان شد
سنہ الفاظ تاریخش ہر آمد | ز طغیانی موج موسی آمد

۱۲۴۵ھ

دعاے بے نظر این است دائم | رئیس شہر باشد حی و قائم

طغیانی رود موسی ۱۲۶۵ھ مطابق ۱۸۴۸ع مین۔

اس زمانہ یعنی تباریخ ۲۸ ذیقعدہ ۱۲۶۵ھ مین تمام رات پانی برسا اور صبح کو نماز کے وقت موسی ندی مین طغیانی آئی اس کے دونون کنارون پر جو مکانات بنے ہوئے تھے وہ دور دور تک بہہ گئے اور فصیل بھی کئی جگہ سے ٹوٹ کر رہ گئی اوس دن آلہ بارش پیما کے حساب سے اول نو گھنٹہ سے دوسرے دن نو بجے تک پاؤ کم سات انچہ پانی پڑا اور تمام فصل مین ۳۷ انچہ جس بوجہ طغیانی نقصان جان و مال ہوا۔ اور دس روز تک دیوارین اور مکانات بھیگے ہوئے گرتے رہے اور خلقت پریشان

ادھراودھو ماری ماری پھرتی تھی۔

طغیانی رود موسی ۱۲۶۷ھ مطابق ۱۸۵۱ء مین۔ اس سال جو طغیانی آئی یکایک آگئی یعنے ۲۲ شعبان بروز پنجشنبہ دو پہر کو حسب بیان صاحب رشید الدینخانی دفعتاً رود موسی مین طغیانی نمودار ہوگئی جس سے ۲۱ در پل کے پانی سے بھر گئے تھے اور چند آدمی جو کنارہ غافل کھڑے تھے وہ بہہ گئے اور کچھ جانور بھی تلف ہوے

یہہ طغیانی بغیر بارش کے تھی اور ممکن ہے کہ بلدہ میں بارش نہوئی ہو اور زیادہ تر یہہ ہوا کہ ندی موسی اور دوسری ندی جو اس سے مل گئی ہے اُن کے مخرج کے مقامات پر زیادہ بارش ہوگئی ہو اور اوسی سے یہہ طغیانی پیدا ہوگئی ہو اور پہاڑی ندی اور دریاؤن مین بعض وقت ایسی ہی طغیانیان آجایا کرتی ہین۔ کہ اون کا وہم وگمان بھی نہین ہوتا مگر لوگون کے دیکھنے مین آجاتا ہے کہ بادل کی طرح پانی کی بلند چادر چلی جاتی ہے بھاگنے سے جو بچ جاتے ہین اُن کی جانین محفوظ رہتی ہین اور جو اس بلند سیلاب مین آجاتے ہین وہ ہلاک ہوکر اوسی کے ساتھ بہتے ہوئے چلے جاتے ہین۔

طغیانی رود موسی ۱۲۸۱ھ مطابق ۱۸۶۴ء مین بعہد اعلیحضرت مغفرت مکان نواب میر افضل الدولہ بہادر ۱۲۸۱ھ کے پہلے پانی نہ برسا تھا اور قحط تھا مگر چہارشنبہ چوتھی ماہ صفر ۱۲۸۱ھ پانی برسنا شروع ہوگیا۔ اور دو شبانہ روز برستا رہا اس سے موسی ندی مین طغیانی آگئی مگر اس طغیانی سے کچھ زیادہ نقصان نہین ہوا۔

طغیانی رود موسی ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۶۶ء مین۔ پھر اوسی عہد مین اس سال کے قبل بوجہ نہ بارش کے قحط کے آثار پیدا ہوگئے اور ۶ جمادی

گران تھا۔ یہانتک کہ امرا نے لنگرخانے جاری کردے لیکن ماہ ربیع الثانی مین بارش ہوگئی جس سے موسی ندی مین نہایت درجہ طغیانی ہوئی مگر اس طغیانی سے بھی نقصان کچھ زیادہ نہین ہوا۔

اسی طرح پر اور بھی طغیانیان خفیف خفیف مختلف زمانون مین ہوتی رہی ہین جنکا ذکر مورخین نے اُن مقامات پر کیا ہے جہان حیدرآباد کے درویشون کا حال لکھا ہے اور شاید ہی کوئی طغیانی ایسی ہو جس کے پہلے گرانی اور قحط سالی نہوئی ہو ورنہ امساک باران کے بعد جو بارش ہوا کی ہے اس سے چھوٹی اور بڑی طغیانیان ضرور ہوتی رہی ہین اور یہ بھی ہوتا رہا ہے کہ اگر دو چار برس پانی کم برسا اور ایک سال نہ برسا تو اوسکے بعد جو بارش ہوئی اوس سے موسی ندی مین قیامت برپا کرنے والی طغیانی ضرور آتی رہی ہے اور یہ سچ ہے اور تاریخی صداقتون سے اسکا ثبوت ملتا ہے کہ برسات کی موسمی نیرنگیان جن مقامات پر رہتی ہین اور بارش کم ہوئی یا دو چار سال مین ایک سال بالکل نہوئی تو پھر جو پانی برستا ہے وہ ضرور غضب ڈھانے والا اور قہر لانے والا ہوتا ہے اور اوس کی مثال بالکل یہی ہے کہ جو آدمی کبھی بیمار نہین پڑتا اور پھر بیمار ہو جاتا ہے تو اوس کی بیماری نہایت شدت کی ہوتی ہے۔ یہانتک کہ اوسکی جان کے لالے پڑ جاتے ہین۔ عرب مین بارش ہوتی نہین اگر کبھی ہوگئی تو ایک چھینٹا سا پڑ جاتا ہے مگر مورخین نے لکھا ہے کہ آٹھویں جمادی الثانی ۱۰۳۹ھ ۱۶۲۹ء مین مکہ معظمہ مین جو طغیانی آئی اوسکی وجہ یہ تھی کہ وہان شدت سے پانی برسا تھا اور ایسی بارش ہوئی تھی کہ کہا کسی نے دیکھی اور سنی نہ تھی اوس طغیانی سے بہت سا مال خراب اور بہت سی دس ررتلف ہوگئی تھین اور ۵۰۰ مکان منہدم ہوکر رہ گئے تھے اور کعبہ شریف مین

سوا تین گز پانی زمین سے بلند ہوگیا تھا سا ٹھ عابد خانہ اُس مکان متبرک کے غرق آب ہوگئے تھے اور قریب دو لاکھ روپیہ مالیت کی کتابین قدیم جو مکہ معظمہ کے کتب خانہ مین تھین وہ بھی ڈوب گئی تھین اور چاہ زمزم پانی سے لبریز ہوگیا تھا یہ وہی بات ہے کہ پانو برستا نہ تھا اور برسا تو ایسا کہ حشر برپا کر دیا۔

بلدہ حیدر آباد کے واسطے تو قحط اور طغیانی لازم اور ملزوم چلی آتی ہین۔ جن کا ذکر ہم پہلے کر آئے ہین اور اب بھی یہی کہتے ہین کہ جن مورخین نے بلدہ کا قحط لکھا ہے اور طغیانی کا ذکر نہین کیا ہے اوسکو ضرور یہی سمجھنا چاہئے کہ طغیانی کم وبیش ضرور آئی ہوگی صرف ذکر چھوٹ گیا ہے ورنہ بہت سی طغیانیان جن کا ذکر ہم نے کیا ہے وہ قحط کے بعد ہی ظہور مین آئی ہین اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جس قدر سخت قحط تھا اوسی قدر سخت سیلاب آئے ہین

باب چہارم

پھر حیدر آباد کی ترقی آبادی کا حال

بلدہ کی آبادی مین روز افزون ترقی کس زمانہ سے ہوئی۔

ہم اوپر بیان کر آئے ہین کہ ساٹھ برس تک بلدہ مختلف وجوہ سے کہ اون کا بھی ہم نے ذکر کر دیا ہے ویران پڑا رہا اوس کے بعد مبارز خان نے زر کثیر صرف کر کے اوسکو بارہ برس مین آباد کیا اور یہ ویرانی رود موسی کی طغیانی کی وجہ سے اول تو ہوئی نہ تھی اور اگر کسی قدر ہوئی ہو تو اوس کا ذکر اس وجہ سے تاریخون مین نہین ہے کہ قحط اور عالمگیر کی فوج کے لوٹنے اور آگ لگا دینے سے شہر زیادہ تر ویران ہوا تھا۔ اور جب یہ بڑے بڑے

حادثات پیش آچکے تو آدمی کہان تھے جو طغیانی کے اثر سے متاثر ہوتے بہت ہوا تو یہی ہوا ہوگا کہ ویران شدہ مکانات کو بلدہ مین طغیانی رود موسی نے شکار کیا ہوگا۔

مبارز خان نے جس قدر آباد کیا تھا اور شہر کی فصیل تھوڑی سی بنا کر چھوڑ دی تھی لیکن اونھون نے بے کنگرہ کی فصیل دروازہ چادرگھاٹ سے دروازہ دبیرپورہ اور قریب دروازہ یاقوت پورہ بنوادی تھی اوس فصیل کو نواب مغفرت مآب آصفجاہ اول نے تکمیل فرمایا بس یہی اوس کی آبادی تھی اور یہی آبادی اوس کی چلی آئی نواب غفران منزل آصفجاہ ناصر الدولہ بہادر کے عہد دولت عہد تک اور وہی پرانا پل تھا جس ایک پل کے ہونے سے ظاہر ہے کہ بلدہ اوس زمانہ تک کس درجہ آباد ہوگا اس عہد مین اندرون بلدہ آبادی بڑھی یہان تک کہ صاحب گلزار آصفیہ لکھتے ہین کہ ۱۲۵۸ھ ۱۸۴۲ء مین تمام دنیا کے آدمیون سے یہ شہر بھرا ہوا تھا۔ اور ایسی آبادی تھی کہ اس سے بڑھکر خیال مین نہین آسکتی اب اور جسقدر آبادی بڑھتی گئی اوسی قدر ضرورت ہوئی مختلف پلون کے بنانے کی چنانچہ ۱۲۴۶ھ ۱۸۳۰ء مین بعہد نواب غفران منزل پل چادرگھاٹ تیار ہوا جسکی تاریخ پل پر کندہ ہے

ناصر الدولہ شاہ آصفجاہ	کہ نظیرش کسے ندید نگاہ
حکم چون شد بہ راجہ چندولعل	زد و ساز ند پل بہ شام و پگاہ
از سر عقل میجر اسٹوارٹ	پل بنا کردہ مثل مہر و ماہ

اسی طرح پل افضل گنج جو بعہد نواب مغفرت مکان افضل الدولہ بہادر ۱۲۷۶ھ ۱۸۵۹ء مین تعمیر ہوا اوس کی تاریخ اسطرح پر کندہ ہے۔

بعہد افضل الدولہ نظام الملک آصفجاہ دوران
الٰہی تا بود تابان مہ و خورشید اقبالش درخشان

بود کرنل ڈیوڈسن بہادر سفیر نیک دل ذی شوکت شان

صراط مستقیم رود موسیٰ زسعی مصرعہ تاریخ برخوان

۱۲۷۶

تیسرا پل مسلم جنگ کے نام سے مشہور ہے جو بعہد اعلیحضرت حضور نظام الملک آصفجاہ موجودہ فرمانروائے دکن بزمانہ مدار المہامی نواب سر وقار الامرا بہادر مرحوم ۱۳۱۸ھ مین نواب لایق الدولہ مسلم جنگ مرحوم نے اپنے ذاتی مصارف سے تعمیر کرایا جس کی تاریخ ذیل کندہ ہے۔

واہ کیا خوب عمارت بہتر

۱۸ ۱۳ھ

۶۱۹

یہ پل اس ضرورت سے تعمیر ہوئے ہین کہ بیرون بلدہ کی آبادی سابق مین نہ تھی بعد قائم ہوجانے آبادی بیرون بلدہ کے چار پلون کی معہ پرانے پل کے ضرورت ہوئی جیساکہ گزیٹر مین لکھا ہوا ہے کہ شہر کی آبادی اپنے سابقہ حدود سے شمال اور مشرق کیجانب بہت کچھ تجاوز کر گئی ہے شہر مین داخل ہونے کے چار پل ہین پرانا پل منتہی مغربی حد پر ہے اور مسلم جنگ پل جسکو نیا پل بھی کہتے ہین منتہی مشرق کیطرف ہے اور دو اور پل ہین۔ ایک افضل گنج کا پل دوسرا چادرگھاٹ کا جسکو چمپا دروازہ کا پل بھی کہتے ہین پرانے پل کے قریب نیا پل ہے۔

شہر کے مضافات دو حصوں پر منقسم ہین ایک وہ جو رود موسی کے شمال کو ہین اور دوسرے وہ جو خاص بلدہ سے ملحق ہین اول الذکر مین بیگم بازار اور کاروان اور افضل گنج اور مشیرآباد اور خیریت آباد اور سیف آباد اور چادرگھاٹ شامل ہین اور مشرق سے غرب

تک کوئی تین میل اسکا طول اور شمال سے جنوب تک ڈیڑہ میل عرض ہے جسکا رقبہ
تقریباً پانچ مربع میل ہے رزیڈنسی بازار اون مضافات کے جنوب مشرق کی جانب اور
بلدہ کے شمال شرقی گوشہ میں واقع ہے دوسرے مضافات جو رود موسی کے داہنے
کنارہ پر اور شہر سے ملحق ہین اور شہر کے جنوب مشرق مین ہین وہ یاقوت پورہ اور ملک پیٹھ
اور جہان نما ہین اور ان سمتون کی آبادی جیسا کہ گزیٹر مین لکھا ہوا ہے اور اندرون بلدہ
کی آبادی کے درمیان مین حد فاصل رود موسی ہے اور یہ ترقی آبادی جو روز افزون
بلدہ اور بیرون بلدہ ہوتی رہی ہے بسبب نواب مختار الملک سر سالار جنگ مرحوم اول
کے حسن انتظام کی بدولت ہے اسواسطے کہ وہی ایک ایسے مدبر اور منتظم ہوگئے ہین
جنہون نے حیدرآباد مین امن قایم کردیا اور فتنہ و فساد کا دفعیہ ہوا اور امن و امان ہی ایک
بڑا ذریعہ شہرون اور سلطنتون کی آبادی کا ہوتا ہے بیرون بلدہ رود موسی کے قریب
سب سے پہلے تو وہ آبادی تھے جو کاروان کے نام سے مشہور تھے اور اب بھی
مشہور ہے اوس کے بعد بیگم بازار کا نمبر ہے اور بعد اوس کے جو آبادی بیرون
بلدہ کی ہوئی ہے وہ پچاس ساٹھ برس سے ہے اور یہی وہ بیرون بلدہ ہے جسکے
بہت بڑے حصہ کو طغیانی حال سے صدمہ پہنچا ہے جسکا ذکر ہم آگے کرینگے مگر
قبل یہ ظاہر کردینا مناسب سمجھتے ہین کہ بیگم بازار کی آبادی کب سے ہوئی ہے اور
اوسکی وجہ تسمیہ کیا ہے۔

بیگم بازار کی آبادی گلزار آصفیہ مین لکھا ہوا ہے کہ ابھی بندگانعالی حضرت غفران مآب
میر نظام علیخان بہادر نرمل سے بلدہ مین واپس تشریف نہ لاے تھے کہ اعلیحضرت
کی والدہ ماجدہ علیا حضرت قدسیہ بیگم یعنے عمدہ بیگم صاحبہ مرحومہ مغفورہ نے اوس

میدان وسیع مین بازار کی بنیاد قایم کی اور رعایا کو قول دست کردہ کا نون اور مکانون
کی تیاری شروع فرمائی اعلیحضرت بیگم صاحبہ کی راستی اور صداقت اور رعایا پروری
اور ایفاے قول و قرار مشہور زمانہ تھا لہذا معاملہ داران و رعایا نے کیا مقتدر کیا غریب
اور کیا بازاری اور شیخ اور کیا شاب بیان تک کہ ادنی اور اعلی سید اور مسلمان سب
متفق ہوکر حاضر ہوئے اور چھوٹے اور بڑے مکانات کی تعمیر مین مشغول ہوئے اور یہی وہ بازار
ہے جو ان کے نام پر بیگم بازار مشہور ہے اور یہان لکھ پتی اور کروڑ پتی مہاجن موجود
ہین - صاحب تاریخ گلزار آصفیہ نے اگرچہ سنہ آبادی بیگم بازار کا نہین لکھا ہے مگر
یہ لکھا ہے کہ ابھی نواب میر نظام علی خان بہادر قلعہ نرمل سے واپس نہین آئے تھے
کہ بیگم صاحبہ نے اوس کی بنیاد قایم فرمائی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۱۸۲ھ مین آپ نے
نرمل کے قلعہ کا محاصرہ فرمایا تھا اور بارہوین صفر کو مراجعت فرماکر سترہوین تاریخ اسی
ماہ اور اسی سنہ کی تھی کہ آپ داخل بلدہ ہوئے پس حسب بیان تاریخ رشیدالدین خانی
سنہ ۱۱۸۴ھ ہون گے جس مین بیگم بازار کا آباد ہونا شروع ہوا تھا ۔

حال کی طغیانی کے قبل حیدرآباد کی آبادی ۔ ہم پہلے لکھ آئے ہین کہ قدیم حیدرآباد کی آبادی کی
کیا حالت تھی اور ویران ہوجانے کے بعد کیا ہوئی
اور پھر آباد ہونے کے بعد کیا حالت رہی اور پھر اوس کی آبادی کب سے شروع ہوئی
اور اب اوس کی آبادی کیسی عظیم الشان ہے اور یہ عظیم الشان آبادی کس کے زمانہ
سے شروع ہوئی تھی اور یہ کس مدارالمہام کی عالی دماغی کا نتیجہ تھا کہ آبادی روز بروز
ترقی کرتی رہی حقیقت مین نواب مختارالملک سر سالار جنگ اول مرحوم اور مغفور نے
صاحب قران امیر تیمور کی اس تحریر پر عمل فرماکر کہ وزیر کو چاہئے کہ آبادی ملک کی

اور فاہیت رعیت کی کر سے حیدرآباد کی آبادی کے واسطے امن وامان کے وہ
وسائل پیدا کردئے تھے کہ حیدرآباد کی آبادی ترقی اور فروغ پاتی ہی رہی یہانتک کہ
قدیم سے جو اس دارالسلطنت کو دستار دکن کہتے تھے جس طرح پہ دہلی کو دستار ہند
اوس دستار کا زرین طرہ اب اوس کی یہی آبادی تھی جس کی وجہ سے حیدرآباد اپنے
آبادی کے لحاظ سے تمام ہندوستانمین مشہور ہورہا تھا - صاحب تاریخ رشید الدینخانی کی صاحبزادہ کی
جو ذیل رشید الدین خانی کا خورشید جاہی کے نام سے لکھا ہے اوس مین نواب صاحب
مرحوم کے خاندانی حالات لکھکر آپ کی عہدوزارت کا تذکرہ کیا ہے اور لکھا ہے اور
یہ بھی آسیزمانہ کا واقعہ ہے کہ سکہ سکو رکہ اوس مین پانچ ماشہ یا چھہ ماشہ تانبا تھا اوسکو
موقوف کر کے حالی روپیہ کو رائج کیا کہ جسمین اڑہائی ماشہ تانبا اور باقی چاندی تھی - اور
شولاپور کی سڑک بنوائی کہ اوس کے سبب سے بمبئی کی مسافت بلدہ سے پانچ منزل
ہوگئی موسی ندی سے ایک نہر نکالکر حسین ساگر کے تالاب مین ملادی اور بہت سا
روپیہ صرف کر کے دہلی دروازہ پہ نیا پل بنوایا اور اوسی کے متصل حضرت بندگانعالی
کے نام نامی پر افضل گنج یعنے ایک گنج بہت خوش وضع آباد کیا اور دومنزلہ دوکانین
عمدہ طور پہ پختہ بنوادین اور اون کے حوالی مین ایک مسجد خوبصورت تعمیر کی اور مختار گنج
بھی آباد فرمایا اور اس طرف بیرون بلدہ مین زیادہ تر آبادی کا فروغ آپ ہی کے عہد
وزارت سے شروع ہوا ہے اس کے بعد قدیم اور جدید حیدرآباد کا تذکرہ کیا ہے
چونکہ اس تذکرہ مین وہ واقعات بھی درج ہین جن کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہین - لہذا
ان سے قطع نظر کر کے بقیہ واقعات کا تذکرہ ہم بھی کرتے ہین - مثلاً اول دارالحکومت
سلاطین قطب شاہیہ کا قلعہ محمد آباد عرف گولکنڈہ تھا کہ جس مین ابراہیم قلی قطبشاہ کے

وقت مین آٹھ ہزار گز فصیل قلعہ کی معہ چار سو برج اور چبوترہ اور سرا اور مکانات
آٹھ لاکھ روپیہ کی صرف سے تیار ہوئے تھے اور دروازہ آہنی بنایا گیا تھا بعد اوسکے
حیدرآباد آباد ہوا اور یہ بلدہ تین پشت تک یعنے محمد قلی قطب شاہ بانی حیدرآباد
اور سلطان محمد قطب شاہ بانی مکہ مسجد پھر عبداللہ قطب شاہ اور ابوالحسن تاناشاہ کے عہد
تک دارالسلطنت رہا مکہ مسجد بھی نا تمام ہوئی قطب شاہیون کی ہے اور جس قدر باقی رہگئی
تھی اسکو عالمگیر نے بنوا دیا تھا یعنے ایک لاکھ روپیہ عالمگیر کے عہد مین اس کی عمارت مین
صرف ہوا اور نو لاکھ پہلے صرف ہو چکا تھا اور قطب شاہیون کے عہد مین باغ لنگم پلی ایک
لاکھ روپیہ کے مصارف سے اور گوشہ محل مع حوض تین لاکھ چالیس ہزار اور دادمحل
وغیرہ تیس ۳۰ لاکھ اور چوبی دوکانین اور مکانات چودہ ہزار وقف تھے مسافرون وغیرہ
کے واسطے اور سنہ ۱۰۵۴ھ مین عاشورخانہ جو سلطان عبداللہ قطب شاہ نے بارہ گز
بلند بنوایا تھا جو اب بادشاہی عاشورخانہ مشہور ہے اوس کی تیاری مین ۶۶ ہزار روپیہ
صرف ہوئے اور بعد اختتام تعمیر بارہ سو روپیہ کا طعام پختہ اور بارہ من مصری پختہ
کا شربت اور بارہ ہزار ہون نقد واسطے خیرات کے قرار پائے اور یہ بھی لکھا ہے کہ
لنگر سونے کی زنجیر کا وقف مساکین اور فقرا کیا اور بارہ پلے کھچڑی اور بارہ من
قند کا شربت بی بی کے علم کے واسطے مقرر ہوا پھر تاناشاہ نے آٹھ لاکھ صرف کرکے
رود موسی کے کنارہ چار محل تعمیر کرا دیا۔

اس مجموعی حالت پر قیاس کرکے مورخ نے لکھا ہے کہ یہ شہر اول اول بہت آباد
تھا اور پھر ویسی بلکہ اس سے کم بیان کیا ہے جسکی تفصیل ہم کر آئے ہین پھر کہتے ہین کہ
اس شہر کی فصیل نہ مربع ہے نہ مستطیل اور نہ مدور ہے نہ بنیاد جب اس شہر

کی تعمیر ہوتی تھی تو اوسمین فصیل نہ تھی شہر کا ان فقرا نے جس جگہ چاہا اسکو نشست اختیار
کرلی - بس اوسکے مطابق قصبین تیار ہوتی گئین - اور اب شہر کا کیا کہنا وہ گلزار
ہو رہا ہے یعنی شہر کی آبادی کی یہ حالت ہے کہ مکان سے مکان ملا ہوا ہے اور کل
آباد ہے اور مکانات کی یہ حالت ہے کہ خرید کرنے سے بھی مشکل ملتے ہین اور
آگے شہر پناہ درو دیوار کھلواتے ہین - مگر یہان تو مکانات کا ملنا دشوار ہے اور راستون
مین آدمیون کا ہجوم ایسا ہے خاص کر صبح کے وقت تو بہت ہی کثرت ہوتی ہے ۔
اور اس شہر کے چودہ دروازہ اور بارہ کھڑکیان یعنی چھوٹے دروازے ہین -
اور بیرون بلدہ بھی اب بخوبی آباد ہے اور کاروان کہ وہ قدیم پل کے دروازہ پر
واقع ہے وہ بھی آباد ہے - غرض دہلی دروازہ سے کوٹھی رزیڈنسی کے اوسی
طرف مائل بہ مشرق درمیان دروازہ چادرگھاٹ اور دروازہ دہلی کے ہے جانب
مغرب بادشاہی پل کے دروازہ تک اچھی آبادی ہے اور جانب مشرق سمت جنوبی
تک مابین جنوب و مشرق علی آباد کے دروازہ تک آبادی کسی قدر کم ہے اور باغات
اور عالیشان مکانات بھی اسی زمانہ مین امرا نے بنوائے ہین جو دیکھنے سے تعلق
رکھتے ہین اور اگر یون ہی اس شہر کی آبادی ترقی کرتی جاتی تو اس شہر کی آبادی بھی دنیا
کے مشہور اور معروف شہرون کے مساوی ہو جاتی -

ہندوستان مین اور تجارتی شہر مشہور ہین مگر یہ رئیسانہ اور شاہانہ شہر تھا جسکے
دیکھنے سے قدیم زمانہ کے مسلمان بادشاہون کا ساز و سامان اور آباد کئے ہوئے شہرون
کا لطف اب بھی اس شہر مین دیکھنے والون کو آجاتا تھا اب یہ شہر ایسی خوبصورتی
اور خوشنمائی سے آباد تھا کہ اندرون بلدہ اور بیرون بلدہ مین صرف موسی ندی ہی

حد فاصل تھی باقی دونون کی آبادی گویا ایک ہوکر دور تک چلی گئی تھی اور یہ کہ اُس کی آبادی کی خوشنمائی آدمی کو خوب معلوم ہے جو اس شہر کو دیکھ چکا ہے مگر جب لڑائیون کا زمانہ باقی نہ رہا تھا اور ہر سمت امن وامان کا ڈنکا بج رہا تھا اور قحط جو پڑی تھی وہ دفع کردئے گئے تھے وہ اسباب اب کہان موجود تھے جن سے پہلے آباد ہوکر شہر ویران ہوا تھا اب یہی خیال رہ گیا تھا کہ اس شہر کی آبادی ہمیشہ ترقی کرتی رہے گی لیکن کمبخت موسیٰ ندی جس کو انگریزی مین پور یعنے غریب ندی کہنا چاہیے اس کی طاقت طغیانی کی وہی رہی یعنے جیسا ستم ڈہاتی ہوئی وہ ہمیشہ سے چلی آتی ہے اب بھی اس نے سب طغیانیون سے بڑھکر شہر پر وہ ظلم اور ستم کیا کہ اوس کی سفاکی ہمیشہ یاد رہے گی باوجود اس کے کہ حسین ساگر اور تالاب میرعالم مین موسی ندی سے نہرین کاٹ کر ملادی گئی تھین پھر بھی وہ زور و شور اور وہ طغیانی اور سیلاب کہ پناہ بخدا۔

باب پنجم

اب سیلاب موسی ندی سے بربادی

یہہ شہر جو آباد اور پررونق تھا اور عروس البلاد مشہور اور یہ کہ اس مین چار لاکھہ اڑتالیس ہزار چہہ سو چہاسٹھ آدمیون کی آبادی تھی اور بیرون اور اندرون بلدہ کی آبادی چھبیس مربع میل مین پھیلی ہوئی تھی اور ایک لاکھہ دو ہزار ستتر مکانات علاوہ ان مکانات کے جنکا ٹکس دس روپیہ سالانہ سے کم وصول ہوتا ہے اور اس کمی کی وجہ سے ٹکس نہین لیاجاتا وہ سخت ظلم زدہ دن مین سیلاب کے باعث اس طرح پڑ دین

ہوئے کہ بیس ہزار سے زیادہ مکانات اور دوکانین مسمار ہوگئین اور جان و مال کا نقصان
اس درجہ ہوا کہ اس کا صحیح تخمینہ غیر ممکن ہوگیا ہے۔

جن طغیانیون کا حال ہم پہلے لکھ آئے ہین ان مین ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۹۰۳ء کی
طغیانی اور ۱۳۲۶ھ م ۱۹۰۸ء کا حال اس وجہ سے شامل نہین کیا کہ پھر بلدہ فرخندہ بنیاد
کی آبادی اور رونق کا خوش نما فوٹو کھینچ کر ان طغیانیون کے حالات کا اظہار مقصود تھا جن کا
ذکر حسب ذیل ہے۔

موسیٰ ندی کی طغیانی ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۹۰۳ء مین۔

جو طغیانی ۱۳۲۱ھ م ۱۹۰۳ء مین بعہد حضور بندگانعالی
بروز دوشنبہ یعنے ۵ اکٹوبر ۱۹۰۳ء کی رات کو بوقت
۳ بجے شب آئی اس مین اور ۱۹۰۸ء کی طغیانی مین ۸ دن کا فرق ہے یاتی پچھلی رات
کو وہ بھی آئی تھی اور یہ بھی جیسا کہ لکھنے والے لکھ گئے ہین کہ دوشنبہ کے رات کو تین
بجے موسیٰ ندی کو اس قدر طغیانی ہوئی کہ نواب سالارجنگ مرحوم کے باغ اور بیگم
بازار اور کولسہ واڑی اور کاروان اسپان اور کٹلمنڈی اور عثمان شاہی مین پانی
ہی پانی نظر آتا تھا اور ایسی مہیب آواز آتی رہی کہ اکثر لوگون کی نیند مین خلل پڑا ندی
کے مغرب کی جانب جو دوکانین سیندھی وغیرہ کی تھین وہ اور ان کے علاوہ کثرت سے
ساتھ مکانات منہدم ہوگئے۔ بیرون دروازہ چادرگھاٹ جو پختہ اور نو تعمیر مکان
کسی تحصیلدار کا تھا وہ بھی ندی کے نذر ہوگیا۔ ندی مین آدمی بہتے ہوئے دیکھے گئے۔
اور اندرون اور بیرون بلدہ مین جو مکانات منہدم ہوئے ان کی تعداد ۹۰۰۳ ہے
اور پانچ لاکھ روپیہ کا نقصان اور ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ کا نقصان اون کا ہی
جو مفلس ہین اس طغیانی کے قبل ۱۳۰۹ف مین بھی بارش نہین ہوئی تھی اور ۱۳۱۰ف

مین بارش ہوئی تھی مگر کم نہ تھی۔

اس طغیانی کو اس زمانہ مین لوگ کہتے تھے کہ اس سے پہلے ایسی طغیانی کبھی نہین دیکھی حضور بندگانعالی نے اس زمانہ مین بھی توجہ شاہانہ مبذول فرمائی اور مکانات منہدمہ کے معاوضہ کا حکم صادر فرمایا جس کے ثبوت مین چند فقرات فرمان اعلیحضرت بندگانعالی پیش کئے جاتے ہین۔

(۱) مجھکو افضل گنج اور لایق الدولہ کے پل کی کیفیت موصول ہوکر رنج ہوا (۲) حافظ حقیقی کا مین شکر ادا کرتا ہون کہ ان پلون پر سے چلنے والون کی جانین بچ گئین اور ندی کی طغیانی کم ہونے کے بعد پلون مین نقص آیا (۳) ان دونون پلون اور دوسرے پلون کی پختہ مرمت اور توسیع کے واسطے کوئی تدبیر جلد پیش ہو (۴) ہماری راے مین ندی کے نزدیک کے جس قدر مکانات سیلاب کی زور سے مسمار ہوگئے ہین ان کو جہانتک ممکن ہو دوبارہ تعمیر نہ ہونے دیا جاے بلکہ ندی سے فاصلہ پر مالکان مکانات کو معاوضہ مین زمین دے کر مکانات تعمیر کرنے کی ترغیب دیجاے تاکہ آئندہ طغیانی کے حالت مین مکانات کو سیلاب صدمہ نہ پہنچا سکے (۵) جن غربا کے مکانات ندی کی طغیانی یا بارش کی کثرت سے منہدم ہوگئے ہین اور وہ دوبارہ تعمیر کرنے کی قدرت نہین رکھتے ان کی امداد سرکاری طور پر خواہ کسی طرح پر بھی ہو ضرور کرنا چاہیے (۶) اسبارہ مین جسقدر جلد ممکن ہو مناسب تجویزین پیش کرکے منظوری حاصل کرنا چاہیے۔ اور محکمہ صفائی کو تاکید کیجاے کہ ان سے جہانتک ممکن ہو آفت رسیدہ غربا کو برابر تسلی اور تشفی دیتے رہین اور ضروری امور مین تا امکان ان کے مدد کرین (۷) ندی کے سیلاب سے اور بارش کی کثرت سے مکانات کے منہدم ہونے اور رمال وغیرہ کے

سیلاب

تلف ہونے کی کیفیت جو مجھکو متواتر پہونچتی رہی اس سے مجھکو کمال پریشانی رہی
خداوند عالم کا شکر ہے کہ بارش موقوف ہوگئی اور پانی کے طغیانی کا اثر اس حد تک نہ
ہوا جیسا کہ حسین ساگر اور میر عالم کے تالابون سے متحمل تھا جس قدر مجھکو اسوقت تک اطلاع
ہوئی ہے بلدہ مین اور اطراف بلدہ مین آپ نے اور ہر ایک عہدہ دار ماتحت نے ایسی
نازک وقت مین اپنے اپنے فرایض مین کوشش بلیغ سے دریغ نہین کیا جہان تک
ہوسکا میری عزیز رعایا کے جان ومال کا خیال رہا اندرون اور بیرون کوتوالی کو تاکید
کر دینا چاہیے کہ اُن سے جہان تک ہوسکے مصیبت زدہ غربا کو تسلی اور تشفی دیتے رہین
اور ضروری امور مین حتی الامکان اُن کی مدد کرین - اس طغیانی کے خراب اثرات
کے دفع کرنے مین عالیجناب مہاراجہ صاحب بہادر مدار المہام نے بڑی بڑی کوششین فرمائی
ہیئن اور عہدہ دارون مین راے بالمکند صاحب حال جج ہائیکورٹ نے اپنے اعلی دماغ
اور اعلی قابلیت سے اس زمانہ مین جن تجاویز کو پیش فرمایا تھا وہ تجاویز نہایت بیش بہا
اور کار آمد تھین اور اُن پر کم و بیش عمل بھی کیا گیا تھا جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ
بھی ایک بڑے لایق اور قابل عہدہ دار سرکار آصفیہ مین مین معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ
مین آپ بوجہ ہائیکورٹ کے کامون کے شریک رلیف کمیٹی نہ ہوتے ورنہ آپ سے
بڑی مدد رلیف کامون مین پہونچتی -

یہ انتخاب جو مشیر دکن سے کیا گیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ اعلحضرت بندگانعالی کو
از راہ مراحم خسروانہ اپنی رعایا کے آرام و آسایش کا کس درجہ خیال شب و روز رہتا
ہے یہ طغیانی گویا ڈنکہ کی صدا تھی - حال کی طغیانی کے واسطے اور تجویزین بہت
ہوئین مگر پبلک کو اطلاع نہ ہونے سے معلوم نہ ہوا کہ اُن تجویزون پر عمل کیا

ہوا تھا اور جسقدر معلوم ہوا وہ یہی ہے کہ ندی کے کنارہ کنارہ مکانات بدستور قایم ہوتے
رہے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ حال کی طغیانی نے تمام مکانات کو مسمار کرکے رکھدیا اور یہ طغیانی
غضب کی طغیانی تھی کہ جس سے اندرون و بیرون بلدہ کی تجارتی اور گلزار اور آباد محلے
ویران پڑے ہین اور یہ طغیانی جکا حال ہم ذیل مین لکھتے ہین - یہ تو ایسی طغیانی آئی کہ
دنیا مین طغیانی سے ایسی بربادی سواے امریکہ مین ایک شہر کے اور کسی شہر مین نہین ہوئی
ہے -

طغیانی رود موسیٰ یکم رمضان المبارک ۱۳۲۶ھ ۲۸ ستمبر ۱۹۰۸ء بروز دوشنبہ

یہہ محشر انگیز اور قیامت خیز طغیانی اس زمانہ مین نمودار ہوئی اور ایسا سیلاب آیا کہ
بس اسی کو خاتم سیلاب موسی ندی کہنا چاہیے - اس کے قبل بھی بارش ہوئی تھی اور
قحط پیدا ہو چکا تھا جن لوگون نے بچشم خود دیکھا وہ اسکے حالات اور واقعات یون بیان
کرتے ہین چار دن تک شب و روز بارش کا سلسلہ قایم رہا اور آخر کار بروز یکشنبہ ۲۲ ھ
آبان ۱۳۱۸ف صبح کے نو بجے سے موسیٰ ندی مین پانی کا بڑھنا شروع ہوا چار بجے شام
تک ندی مین اسقدر پانی آگیا کہ دہلی دروازہ کے اندر تک پہنچ گیا اور پل کے فیل پایہ
ڈوب گئے اور پانی کی دھار اور تیزی آگاہ کرتی تھی کہ ابھی بڑھکر یہ اور رنگ لاے گی اور منٹ
منٹ پر پانی بڑھتا جاتا تھا مغرب کے بعد طغیانی اس درجہ بڑھ گئی کہ پلون کی کمانین بہہ گئین
اور پانی جوش و خروش کے ساتھ ٹکرین کھا کر پیچھے ہٹنا شروع ہوا - رات کو بارہ بجے کے بعد
تو پانی اس قدر بڑھ گیا کہ پل پر سے بہنا شروع ہوا - یہان تک کہ یکم رمضان ۱۳۲۶ھ
بروز دوشنبہ صبح نمودار کیا ہوئی - حیدر آباد مین قیامت آگئی اور پانی اس درجہ
بڑھا کہ نئے پل کی جانب یوسف بازار اور چھتہ اور پھر بڑھتے بڑھتے پتھر گٹی تک یعنے

مکرم الدولہ کی ڈیوڑھی کی کمان تک چڑھ آیا اور چھنہ کی جانب مختار الملک بہادر
کی کمان تک پہونچ گیا اور پرانے پل کی جانب بیرون کی سرا تک پانی آگیا اور
اس کے تیزی کی آخری رفتار یہین تک رہی بالغرض طغیانی کا سلسلہ دو شاخون
مین ہو کر بیرون و اندرون بلدہ مین اس طرح سے جاری ہوا۔

اندرون بلدہ پانی شاطری گنبد کے قریب سے فصیل توڑ کر شہر مین آگیا ہزارون
آدمیون کو غرق آب اور ہزارون مکانون کو منہدم کرنے لگا۔ اور بیرون کی کھڑکی اور
بھورون کی گلی اور کوچہ سیدانی خان اور احاطہ رشید الملک یہ سب مقامات پانی
کے دھارے مین آگئے چوہری گلی اور درگاہ موسی صاحب قادری اور اسکے احاطہ مین
تخمیناً چار گز پانی تھا اور گھانسی میان کے بازار مین دس گز کی بلندی سے پانی بہہ رہا تھا
اور داور الملک کا مکان بجز ایک حصہ کے تمام بہہ گیا اس محلہ کے اکثر باشندے
تو بھاگ گئے لیکن اکثر اہالیان پولس جو خبر دینے گئے تھے وہ بہہ گئے پتھیلہ برج یہان
بجز شہر پناہ کے پتھرون اور بڑی بڑی چٹانون کے اور ریت کے تودون کے کچھ
بھی نہین رہا اور چار محل کا دروازہ اور چمپا دروازہ اور چار محل کے دروازہ کے دونون
پٹ بہہ گئے۔ جن کا پتہ بھی نہین اور محبوب کی مہندی یعنے حضرت محبوب سبحانی کی
مہندی مین اندرون پانی بھرا ہوا تھا۔ جیلی پورہ کے تمام مکان مسمار ہو گئے۔ اور
ماما جمیلہ کے پھاٹک تک پانی ہی پانی نظر آتا تھا۔

غالب جنگ کی ڈیوڑھی اور سیٹھون کا الاوہ یہان تخمیناً نو گز پانی چڑھ گیا تھا
بجز ایک بیچڑے کے بلند بنگلہ کے اور سب مکانات غارت ہو کر رہ گئے صرف اسی
اونچے بنگلہ پر پانسو عورت اور مرد پناہ گزین تھے اور اسین باغ زچگی خانہ کی

عمارت کا پچھلا حصہ سب کا سب غارت ہوا اور اس عمارت کی چھت تک پانی چڑھ گیا تھا بادشاہی عاشور خانہ مین چھ گز پانی چڑھ آیا مگر اس پرانی عمارت کو کچھ بھی صدمہ نہین پہنچا مجلس عالیہ عدالت اس مین تخمیناً پانچ گز پانی تھا اور دفتر تمام تر بہ تہ ہو گیا۔ مکرم الدولہ کی ڈیوڑھی کے روبرو پانی آگیا اور یہی حد تھی اور دیوان کی ڈیوڑھی مین چھ گز پانی تھا جس سے سامنے کا دیوان خانہ منہدم ہو گیا اور یہ بھی ہوا کہ دیوانی بلدہ تک پانی چڑھ گیا۔ اس طرح پر کہ چھتہ مختار الملک کی کمان تک پانی تھا اور دفتر فوجداری بلدہ بجز کچہری نظامت سوم کے سارے کا سارا نذر سیلاب ہوا یوسف بازار مین خوشنما دوکانین بھی منہدم ہو گئین اور بہت سے آدمی ضایع ہوے لکڑکوٹ اور نصف حصہ دار الشفا کا غرق آب ہو گیا اور راجہ رنبھا کے احاطہ تک پانی چڑھ آیا اور نیا محلہ تو پورے کا پورا تباہ ہو گیا۔ چادر گھاٹ اور رملک پیٹھ یہ محلے قریب نصف کے تباہ ہوے۔ اور اس محلہ مین شاذ و نادر آدمی ضایع ہوے ہین یہ شاخ چھر گھوڑون کی روندے ہوتی ہوئی ندی مین ملگئی۔

بیرون بلدہ حضوری بنگلہ گھوڑ دوڑ جیا گدہ اسی مقام سے سیدھی دھار تھے اور مکان لعل صاحب ریتی کا ناکہ ٹیڑہ کا چبوترہ میر عمر خان کی ڈیوڑھی ان سب مقامون کو پانی کی طغیانی نے بالکل ویران کر دیا۔ چینی کا چوراہا اور گھوڑون کا کاروان یہان بھی پانی چڑھ آیا بھاجی منڈی شہر کی منڈی سعد پورہ کاغذی گڈھی گوشہ محل اور توپخانہ مین پانی آگیا بہت سے لوگ بذریعہ کشتی اتارے گئے۔ ترپ بازار نواب حاکم الدولہ کے مکان محاذی بنگال بنک تک پانی تھا چوڑی بازار بیگم بازار سدی عنبر بازار ان بازارون مین چار گز پانی کا تخمینہ کیا جاتا ہے محبوب گنج مین غلہ ہر قسم کا غارت ہو گیا اور مکانات

گر سے علاوہ اسکے پیہ اس قدر تھی کہ راستہ چلنا دشوار ہو رہا تھا افضل گنج مین
تمام دوکانین اور بازار منہدم اور دواخانہ افضل گنج منہدم ہوکر ایک تودہ خاک کا بنگیا
فیلخانہ اور عبداللہ کا رسالہ گولی گوڑہ اس محلہ مین جو چھتہ کی مسجد مشہور ہے اس کے مینار
تک پانی دوڑ گیا تھا جام باغ اور صفائی کی ورکشاپ بھی پانی سے محفوظ نہ رہی - اور
محی الدین پادشاہ کا باغ اور کوٹھی رزیڈنسی کا نصف حصہ برباد ہوا تار آفس کے آگے ڈاکٹر
جوبلی پیسی تک پانی تھا اور رزیڈنسی تاک کے سامنے والے برج کا نصف حصہ پانی مین غرق
ہوا اور فیاض علیخان صاحب کا بنگلہ بجز اس حصہ کے مہمان خانہ ہوا کرتی مین مسمار ہوگیا
اور چیل بازار اور بھگی جیل بہی ویران ہے اس ندی کی طغیانی دو شنبہ کے چہہ بجے
صبح سے بارہ بجے دن تک ترقی پر رہی پھر پانی کا اوتار شروع ہوا اور رفتہ رفتہ بعد خرابی
بصرہ اتر گیا یہہ تو حیدرآباد کے باشندون سے بیان کی ہوئے حالات ہین اور یوروپین
نامہ نگارون نے جو حالات لکھے ہین وہ بھی حسب ذیل ہین -

کبھی دارالسلطنت حیدرآباد کو یہہ صدمہ نہین پہنچا تھا جو اب سیلاب سے پہنچا
ہے دو روز کی کیفیت بچشم دید بیان ہوتی ہے اور وہ یہہ ہے کہ موسی ندی مین پانی
کا بلند ہونا افضل گنج اور چادرگھاٹ کے پل کے پاس اور اوس کے کنارہ پر جو زیادہ
آباد مقامات ہین وہان بھی پانی کا پہونچنا جس سے لوگ بہت پریشان پائے جاتے تھے
ایک سلسلہ بارش کا قایم تھا جو رکنے مین نہین آتا تھا - افضل گنج کے پل سے پانی
نہایت شدت کے ساتھ بہہ رہا تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ پانی کی ایک دیوار ہے کہ چلتی
ہوئی نظر آرہی ہے افضل گنج کے پل اور چادرگھاٹ کے پل سے ایک ہولناک
گرج اور دھڑاکہ پہلے ہوا اور پھر دونون پل ٹوٹ کر رہ گئے - اور ایک سیلاب افضل گنج میں

ٹوٹ پڑا جس نے اوس آباد گنج کو ویران کردیا افضل گنج کے پل سے چند گز کے فاصلہ پر افضل گنج
کا اسپتال تھا سیلاب کا اثر سب سے پہلے اس پر ہوا اور وہ گر پڑا اور جو بہت سے بیمار آدمی
تھے معلوم نہین کہ وہ کیا ہوئے یہہ بے رحم اور سنگدل سیلاب شدت کے ساتھ قدم بڑھاتا جاتا
تھا اور جو چیز سامنے آتی تھی اوسکو اپنے ساتھ بہا لیجاتا تھا بڑی بڑی سڑکین اور چھوٹے چھوٹے
کوچہ سب اس کی نذر ہوئے مکانات یون گر رہے تھے جیسے درخت سے پتے جھڑتے ہین ہزارہا
آدمی گھبرائے ہوئے بھاگ رہے تھے اور اون کے عقب مین سیلاب یون دوڑا آتا تھا
جیسے برف کسی پہاڑ کی چوٹی سے ڈھلک رہا ہو سیکڑون آدمی یا تو غرق یا گھر مین دب کر
مرگئے یا دوڑ دہوپ مین پامال ہوگئے بعض پختہ حویلیان بچی ہوئی ہین جن پر پانی کا نشان
ہے اور ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ سیلاب آٹھ قدم عمیق تھا جس طرف دیکھا اور قیامت کا نمونہ نظر آتا
تھا کہین کسی درخت سے مردہ اٹکے ہوئے تھے کہین پھولے اور شکل بدلے ہوئے مردہ
ندی مین نظر آتے تھے کئی میل تک بے خانمان لوگ گویا میدان حشر مین بے سر و سامان کھڑے
ہوئے تھے۔ عجیب عالم رقت طاری تھا اور کمال درد انگیز حالت تھی۔ چھتیس گھنٹہ مین پندرہ
انچہ بارش ہوئی اور طغیانی نے ہو کا عالم پیدا کردیا افضل گنج کے قوی ہیکل پل کا ٹوٹ جانا
حیرت پیدا کررہا ہے اس کے بڑے بڑے ستون اوکھڑ کر گر پڑے تھے۔ جب مین چادر گھاٹ
کے پل سے گزرا تو دیکھا کہ شہر کے مشرقی جانب سب ویران پڑا ہے یہان تک کہ نہ سڑکین
ہین نہ کوئی راستہ ہی باقی ہے جو لوگ خاص مکانات والے ہین انہین بھی اپنے مکانات
کے مواقع کا پہچاننا دشوار ہو رہا ہے ایک مسجد کے روبرو کئی مردہ رکھے ہوئے تھے
یہہ وہ مسجد ہے جو شہر مین چادر گھاٹ کے پل سے داخل ہوتے ہی ملتی ہے مگر اس سے بڑھکر
ستم مغربی حصہ شہر مین ہے وہان تو فقط ایک ہو کا میدان ہے ندی نے جو مغرب سے

مشرق کی جانب بہتی ہے مغربی حصہ کو تاراج کر دیا محلہ مستعدپورہ اور کاروان کو بھی صدمہ پہنچا اور وکٹوریہ زنانہ ہسپتال جو چار پانچ لاکھ روپے کے مصارف سے تیار ہوا تھا وہ بھی گر گیا۔

اس طرح پر یہ شہر مسمار اور ویران ہو کر رہ گیا اور وہ خود ہی اپنی ویرانہ حالت پر آواز بلند یہ شعر پڑھ کر سنا رہا ہے۔

کار داغم ہمہ بگذشت ز میدان شہود ٭ ہیچو نقشی کف پا نام و نشانم باقیست

اب وہ محلات جو برباد ہوتے ہیں ان میں سے بعض کی وجہ تسمیہ یا جہانتک معلوم ہوئی ہے لکھی جاتی ہے۔

گھانسی میان کا بازار یہہ ایک عظیم الشان محلہ اندرون شہر تھا اور اس مین اور محلے بھی شامل ہو گئے تھے جس سے اس کی آبادی بہت بڑھ گئی تھی مگر ندی کے کنارہ واقع ہونے سے کہتے ہین کہ اس مین آدمی بہت مرے اور یہہ تمام محلہ مسمار ہو گیا اس کی وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ اسکو گھانسی میان نے آباد کیا تھا۔ اور انہیں کے نام سے بازار مشہور رہے اور گھانسی میان کا خطاب سردار الملک بہادر تھا اور آپ برادر نسبتی شمس الامرا تیغ جنگ بہادر تھے اور ان کو بعہد حضرت غفران مآب حضور بندگانعالی میر نظام علیخان بہادر سات ہزار سوار اور پیادون کی افسری سپرد تھی اور آپ مصاحب او مقرب تھے اور باریاب حضور اس سے منصب ہفت ہزاری و علم و نقارہ و نشان و نوبت و پالکی جھالر دار اور خطاب ملکی سے مخاطب تھے مگر مہدوی طبقہ سے عداوت چلی آتی تھی وہ آپ کے درپے قتل تھے پس ۵ محرم الحرام ۱۲۱۵ھ مین جبکہ آپ عاشور خانہ مہر فزا بائی عرف نہی جی ۱۸۰۰ع ہندوستانی جو آپ کی ملازمہ تھی اور آپ اس کے عاشور خانہ مین تمام رات مرثیہ سنتے تھے۔

تشریف فرما تھے تو اسوقت چار آدمی آئے اور آپ کو تلواروں سے زخمی کیا اور یہہ کام کرکے چلے گئے اور جب آپ کی وفات ہو گئی اور آپ کی نعش کہ مسجد مین آئی تو خلایق کا انبوہ اس درجہ تھا کہ جگہ نہین ملتی تھی پس یہ وہی گھانسی میان ہین جنہون نے اس بازار کو آباد کیا تھا اور یہ وہی بازار ہے جو پہلی طغیانی مین مسمار ہو گیا تھا اور اب بھی ویران ہو گیا ہے۔

احاطہ رشید الملک رشید الملک کا احاطہ جو اس سیلاب سے مسمار ہوا ہے اس کی نسبت لکھا ہے کہ وہان چار گز پانی تھا یہہ وہی احاطہ ہے جو آپ نے پرانے پل کے قریب بلند راستہ پر دو عمارتین عالیشان اور ایک خانہ باغ بنوا کر قایم کیا تھا اور وہین ان کا مسکن اور مقام تھا اور بعد آپ کے انتقال کے پھر یہہ احاطہ آپ ہی کے نام سے مشہور ہو گیا تھا اور آپ عہد مین مغفرت منزل کے اپنی موروثی خدمت دار الانشا پر سرافراز اور مختار ہوئے تھے۔

چادر گھاٹ اس کی وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ یہان ایک چادر پانی کی ہمیشہ سے جاری ہے پس اسی خیال سے اسکو چادر گھاٹ کہتے ہین اور جو پل بنا ہے وہ چادر گھاٹ کا پل کہا جاتا ہے۔

ڈیوڑھی نواب سالار جنگ بہادر ایک انگریزی نامہ نگار نے لکھا ہے کہ یہہ مشہور تاریخی محل ہے اس کے دو بڑے سنگین دروازے ہین اس مین ایک پتھر کا حوض ہے جسمین سنگ مرمر کی تصویرین ہین اس کے مغرب مین ایک چھوٹا سا کمرہ ہے جس مین نواب سالار جنگ اول صغر سنی مین پڑھا کرتے تھے اس سے ملا ہوا آئینہ خانہ ہے جسمین ستونون سے لیکر چھت تک آئینہ جڑے ہوئے ہین آئینہ خانہ کے بائین مغربی جانب ایک اور کمرہ ہے جس کو چینی خانہ بھی کہتے ہین اس مین قیمتی ظروف اس طرح چنے ہوئے ہین کہ دیوارین نظر نہین آتین چینی خانہ سے ملا ہوا خزانہ اور خزانہ سے ملا ہوا دیوانخانہ ہے

بنوا لیا تھا پانی کا طرفہ پیرایا ست ہے آئینہ خانہ کے اوپر بھی ایک کمرہ ہے جسمین تصاویر دلنشین اور عجیب و غریب تصویرین بنی تھین کہ بیرونی کہڑکیون مین ایک چھوٹی سی نہر بھی ہوتی ہے غرض یہہ ہے کہ اسمین بھی پانی آگیا تھا اور دیوارون کو بہت صدمہ پہونچایا۔ یہہ وہی دیوانخانہ عالیشان مع چینی خانہ و آئینہ خانہ ہے جسکو نواب مختار الملک بہادر نے بنوایا تھا اور اسی وجہ سے وہ تاریخی عمارت مشہور ہے۔

بارہ دری میر عالم یہہ بارہ دری کنارہ موسی کے اندر واقع ہے اور پل افضل گنج کے قریب اسکو میر عالم کی بارہ دری اسواسطے کہتے ہین کہ آپ ہی نے اسکو بنوایا تھا اور بعد ختم عمارت آپ یہہ شعر پڑہا کرتے تھے۔

ساختم عمارتے کہ تا صاحب منزل کند ورنہ عاقل عمر خود کو صرف آب و گل کند

اس کے متعلق ایک باغ بھی تھا اور اس بارہ دری اور باغ مین سیر کے واسطے اور پتنگ بازی کے لیے لوگ آیا کرتے تھے مگر ایک مرتبہ فساد ہوجانے سے لوگون کا آنا بند کردیا گیا۔ اس طغیانی سے بارہ دری محفوظ ہے مگر باغ ویران ہوگیا ہے۔

بہادر موصوف ۱۲۱۹ھ مین خلعت مدار المہامی سے سرافراز اور مختار ہوئے تھے بعد اوس کے ساڑہے چار برس مین اونہون نے سنبھلا اور عمارت کے اس بارہ دری کو بھی بنوایا تھا۔

عاشورخانہ یہہ شاہی عاشورخانہ ہے جو قطب شاہیون کی مذہبی یادگار ہے اور ابتک عاشورخانہ کے لوازمات سے مزین ہے یہان بھی اس طغیانی سے پانی آگیا تھا مگر عاشورخانہ محفوظ رہا اور اوسکے ادہر اودہر کے مکانات گرگئے ہین اور اوسکو ماہ محرم ۱۳۲۷ھ مین حسب عادت عفرانماب نواب نظام علیخان بہادر نے واسطے زیارت حسینی علم و زیارت

تبرکات و لنگر فاتحہ رونق افروز ہوکر نذر پیش کی تھی تو اسی عاشور خانہ کی جو بے مرمت اور خراب پڑا ہوا تھا مرمت کا حکم دیا۔ چنانچہ تمام و کمال مرمت ہوگئی اور روشنی اور علم اور تعزیہ اور مرثیہ خوانی اور حوض و صحن و نقار خانہ کے واسطے رقم معتدبہ مقرر فرمادی۔

درگاہ شاہ موسی صاحب قادری ہم اوپر لکھ آئے ہین کہ اس درگاہ کے احاطہ مین چار گز پانی تھا یہہ درگاہ حضرت شاہ موسی صاحب قادری کی ہے جو ۱۱۵۲ھ میں تشریف فرمائے بلدہ ہوئے تھے اور ۱۲۴۲ھ میں وفات پا گئے۔ یہہ درگاہ اور احاطہ آپ ہی کا ہے یہان پانی پہونچ گیا تھا۔

سرائے بوا ہیر متصل حسینی علم۔ یہہ سرائے قطب شاہیون کے وقت کی ہے اور اب بوا ہیر کی سرائے جو مشہور ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ حضرت مغفرت آب نواب میر نظام علیخان بہادر آصفجاہ ثانی کے ہمراہ یہ قوم بندر سورت سے بلدہ مین آئی اس نے اسی سرا مین قیام کردیا پس اس سے یہہ سرا بوا ہیر مشہور ہوگئی اور یہ وہی سرا ہے جسکو اس طغیانی سے نقصان پہنچا ہے۔

یوسف گنج یہہ گنج مرحوم نواب سالار جنگ کے نام نامی سے آباد ہوا تھا مگر اس طغیانی سے وہ بالکل منہدم ہوگیا اور اس کی خوبصورت اور خوشنما دوکانین خاک مین ملکر رہ گئین۔

اندرون بلدہ کے بڑے بڑے محلات تھے جن کا ذکر کیا گیا اور زنانہ اسپتال جو شہزادہ ولیعہد بہادر انگلستان ،، اور ہندوستان کی تشریف آوری حیدر آباد کی یادگار مین بنا تھا جو بہت عمدہ عمارت تھی وہ بھی گر گیا ہے۔ اب بیرون بلدہ کے بعض محلات اور بعض عمارات مشہور کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

افضل گنج یہہ گنج نہایت آباد اور پر رونق تھا اور اسکو نواب مختار الملک بہادر مرحوم نے اعلیحضرت حضور بندگانعالی نواب افضل الدولہ بہادر مغفرت مکان کے نام نامی اور اسم گرامی سے منسوب کیا تھا یہہ وہی افضل گنج ہے جو اب ویران ہوگیا ہے علی ھذا مختار گنج جسکو نواب مختار الملک بہادر نے اپنے نام پر آباد کیا تھا اسکو بھی سخت نقصان پہنچا ہے اور سدی عنبر کا بازار جو آپ کے خاندان کے نام سے آباد ہوا ہے وہ بھی مسمار اور دیگر محلات جن کا الحاق ان گنجون سے ہے وہ بھی ویران ہوکر رہ گئی ہیں

رزیڈنسی پہلے یہہ باغ شمشیر جنگ اعتقاد الدولہ بہادر کا تھا اور کوٹھی بھی اس مین واقع تھی اس مین صاحبان رزیڈنٹ فروکش ہوا کرتے تھے وہی باغ جس مین کہ اب انگریزی کوٹھی بھی تیار ہوگئی تھی۔ مدت سے رزیڈنسی مشہور ہے اسکو بھی اس سیلاب سے سخت صدمہ پہنچا ہے اور ایک جانب کی دیوار منہدم ہوگئی ہے۔

کولسہ واڑی یہہ محلہ موسیٰ ندی کے بالکل کنارہ واقع تھا اس کی وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ یہان کوئلہ زیادہ فروخت ہوتا ہے اور حیدرآباد مین کولسہ کوئلہ کو کہتے ہین اس سے اس کا نام کولسہ واڑی کیا گیا۔ یہہ محلہ آباد تھا مگر اب بالکل ویران ہوگیا ہے۔

گولی گوڑہ اس محلہ مین دودہ دہی بیچنے والے زیادہ رہتے تھے اس سے اس کو گولی گوڑہ کہتے ہین یعنے گوڑیلے یہان آباد تھے اب اس محلہ کا نام محبوب پورہ کہا جاتا ہے یعنے اس کا نام بدل کر فرمانروائے حال حیدرآباد کے نام پر رکھا گیا اسکو بھی بہت بڑا صدمہ پہنچا ہے۔

سیلاب عظیم کے وجوہ اور اسباب کے اس سیلاب سے حیدرآباد مین جو نقصان عظیم ہوا ہے اوسکا ذکر ہم کرآتے ہین اوس کے

ذیل میں یہہ بھی ظاہر کر دینا مناسب ہے کہ اس سیلاب کے وجوہ اور اسباب کیا ہیں کہ اون سے شہر نصف حصہ کے قریب ویران ہو گیا ہے تحقیقات سے معلوم ہوا کہ حیدرآباد کے مغربی جانب شہر کے حدود سے تین میل کی مسافت پر ایک مقام پر موسی ندی میں عیسی ندی آکر مل گئی ہے اور یہ وہی عیسی ندی ہے جسکو سالکل کے نام سے ہم اوپر لکھ چکے ہیں ان دونون ندیون کا پانی جس مقام پر ملجاتا ہے اوسکے بعد سے اس کا دہارہ موسی ندی کا دہارہ ہوجاتا ہے عیسی ندی کے ملنے کے پیشتر موسی ندی میں جسقدر رقبہ کا پانی آکر گرتا ہے اس کی پیمایش ۳۰۲ میل مربع میں ہے اور عیسی ندی میں ۵۳۰ میل مربع کا پانی آتا ہے - موسی ایک طولانی ندی ہے جو وقارآباد کے جنوب مغرب جانب آٹھ میل کے فاصلہ سے بلند ہوتی گئی ہے - اور نظام اسٹیٹ ریلوے لاین کے برابر شنکر پلی تک چلی آئی ہے وہان سے اس کا رخ جنوب مشرق کی جانب حیدرآباد کی طرف پھر گیا ہے - اوسکا مقعر لمبا اور تنگ ہے اور جو اور ندیان اس میں آکر مل گئی ہین وہ بے حقیقت ہین عیسی ندی کا منبع اوس مقام سے جہان وہ موسی ندی سے آکر ملا ہے صرف دس میل آگے پایا جاتا ہے لیکن اس کی معاون ندیان بڑی ہین اور اسکا عام رخ شمال و مشرق کی جانب واقع ہوا ہے -

ملک کا جو حصہ اس مقام پر واقع ہوا ہے اس میں بلندی کے بعد پستی لیکایک بڑہتی ہوئی نظر آتی ہے اور مٹی بھی ایک خاص قسم کی ہے جو بہت جلد پھول اوٹھتی ہے عیسی ندی میں جو اور ندیان آکر ملی ہین ان میں نیتر ندی سب سے بڑی ہے اور جس میں جو ندی آکر گری ہے اسکا نام پرتی ہے اس مقام پر اور بھی کثرت سے تالاب ہین جن میں سب سے بڑا تالاب پلموکل کے نام سے مشہور ہے ۲۸ سپٹمبر کو یہہ سب تالاب اوبل کر بہہ نکلے

اور پتی ندی کا پانی پانچ بجے اوبل پڑا کچھ اس وجہ سے اور کچھ معمولی بارش کی وجہ
سے پانی کی وہ بڑی دیوار پیدا ہوگئی جس سے اس روز آٹھ بجے کے قریب یہہ حادثہ
پیش آیا اس سے ۷۰ برس پیشتر جو طوفان آیا تھا وہ ۱۹۰۸ء کے طوفان سے
بڑھا ہوا تھا لیکن ۱۹۰۸ء کے طوفان سے صرف اتنا اثر پیدا ہوا تھا کہ برسات مین
زیادہ سے زیادہ طغیانی ہونے پر جس مقام پر افضل گنج کے پل کی محرابون مین
پانی چڑھ آتا ہے اس سے صرف پانچ فیٹ اور بڑھ گیا تھا بمقابلہ اوس کے حال کا سیلاب
اسقدر بڑھا کہ پانی پل کے اوپر پہنچ گیا اور اوس کے کنارہ جو دیوارین بنی ہنین ان کو
بھی اس نے گرادیا۔

یہہ غیر معمولی سیلاب چالیس گھنٹہ تک برابر اپنا اثر دکھاتا رہا اور جو تخمینہ کیا گیا اس
سے دریافت ہوا کہ ایک سکنڈ مین دو لاکھ پچیس ہزار مکسب فیٹ پانی گزرتا تھا اس سے
پایا جاتا ہے کہ اس مدت کے اندر سترہ ہزار دو سو اسی ملین مکسب فیٹ پانی اس ندی
سے گزرا ہوگا اگر ممکن ہوتا کہ بارش کا پانی معمولی طریقے سے نکلتا جائے تو ایک لاکھ ۷۵
ہزار مکسب فیٹ فی سکنڈ سے زیادہ روانی نہ ہوتی لیکن اس مقدار مین تالابون کے اوبلنے
سے بہت زیادہ اضافہ ہوگیا۔ موجودہ پل اس مقدار کثیر کے پانی کا خیال کر کے ہنین
بنائے گئے تھے بقول ایک ماہر فن کے کہ جب وقت پانی معمولی برساتی حد تک آگیا تھا تو
اسوقت اسبات کی ضرورت پیدا ہوگئی تھی کہ اوس سے زائد پانی سطح مذکور پر چڑھ کے
روان ہوجاتا مگر اوس کے نکلنے کا راستہ ہی نہ تھا۔

باب ششم

حادثات حیدرآباد کے نتائج

نتائج بھی ہین

باعتبار حالات اور واقعات گزشتہ یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ منجملہ
اور آفات اور مصائب کے جن سے بلدہ موثر ہوتا رہا ہے طغیانیون کا سلسلہ بھی ہے
اور جب مورخین نے وبا اور قحط سالیون کا تذکرہ کیا ہے تو وہ طغیانیون کو بھی یاد دلاتے
رہے ہین - اور قحط اور وبا اور زلزلہ باری جن کا ذکر تاریخون مین پایا جاتا ہے اُن مین
اور طغیانیون مین یہی فرق ہے کہ اول الذکر کے ظہور سے رفتہ رفتہ ترقی ہو کر اموات کی
تعداد بڑھ جاتی تھی اور طغیانی چشم زدن مین اپنا کام کر جاتی تھی اُن آفات سے مکانات
اور مال واسباب محفوظ رہتا تھا اور موسی ندی کے سیلاب سے یہ ہوتا آیا ہے کہ گو آدمی
بمقابلہ اُن آفات کے کمی کی ساتھ ہلاک ہوتے رہے ہین مگر بے گھر اور بے مایہ نہین
ہوئے ہین جو موسی ندی کے سیلابون کی بدولت ہوتے رہے ہین - ان طغیانیون
کے حالات گزشتہ عجیب و غریب طور پر زبان زد خاص و عام ہین مثلاً بعض کہتے ہین
کہ چار طغیانیان سو سو برس کے بعد آتی رہی ہین اور چھ طغیانیان ایسی ہین جنکا
ظہور دوشنبہ کے دن ہوا اور جب وہ آئین تو کنوار کا مہینا ہوتا تھا - مگر تاریخون
سے معلوم ہوتا ہے کہ شہر حیدرآباد کے آباد ہونے کے بعد جو بڑی طغیانی آئی تو وہ
۱۰۴۱ سنہ ھ کی تھی اور اوس کے اڑتیس سال کے بعد بعہد سلطان عبداللہ قطب شاہ
۱۰۷۹ سنہ ھ مطابق ۱۶۶۸ سنہ ع مین حسب بیان فرانسیسی سیاح طغیانی آئی تھی اور بعد

اس کے بعد نواب غفرانمآب آصفجاہ ثانی نظام الملک نظام الدولہ میر نظام علیخان بہادر جو طغیانی آئی وہ ۱۱۸۰ء کی ہے اور اس طغیانی اور ۱۱۹۷ھ کی طغیانی کے درمیان فرق اکیانوا ایک برس کا ہے اور ۱۱۸۶ھ کی طغیانی مین اور نواب غفرانمنزل ناصر الدولہ بہادر کے عہد کی طغیانی جو ۱۲۴۵ھ مین آئی اوس مین چھپن برس کا تفاوت ہے علی ہذا القیاس اس طغیانی یعنے ۱۲۴۵ھ اور حال کی طغیانی مین اکاسی سال کا فرق ہے۔

پس اس کلیہ پر جو زور دیا جاتا ہے وہ بھی بڑی بڑی طغیانیون پر متعدد مدت کے لحاظ سے صادق نہین آتا علی ہذا وہ کلیہ بھی تاریخون سے صحیح معلوم نہین ہوتا کہ چھ طغیانیان دوشنبہ کے دن آئین اور ہر طغیانی کا ظہور کنوار کے مہینے مین ہوا تھا بجز دو تین طغیانیون کے اور صاحب گلزار آصفیہ نے جو بارہ برس کے بعد طغیانی کا ظہور لکھا ہے اس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہین ان سب باتون کے علاوہ تاریخی ثبوت اور شہادت اس امر مین موجود ہے کہ جب ایک یا دو سال قبل بارش نہین ہوتی ہے تو موسی ندی مین سیلاب کا آنا پایا جاتا ہے اور اسواسطے ہمنے جو سلسلۂ طغیانیون کا قایم کیا ہے اسی کے ذیل مین قحط اور امساک باران کا ذکر کر دیا ہے مگر بعض طغیانیون کے حدوث اور ظہور کے قبل جب مورخین نے کچھ نہین لکھا ہے تو ہم نے بھی اس تذکرہ کو چھوڑ دیا ہے۔ مقتضائے قیاس یہ ہے کہ مورخین کی فروگذاشت سے یہ لازم نہین آتا کہ گرانی اور قحط اس زمانہ مین نہ ہوا ہو اور بارش بھی ہوگئی ہو مورخین نے اس کی بابت کچھ بھی نہین لکھا ہے چنانچہ تزک آصفیہ کے مولف نے بعہد نواب غفرانمآب جس قحط کا تذکرہ کیا ہے وہ ۱۲۰۶ھ م ۱۷۹۱ء اور

سنہ ۱۲۰۸ھ مطابق ۱۷۹۲ء کے بعد تک ہے اور یہ ایسا سخت اور شدید تھا جس
کو اوس قحط کے مرادی سمجھنا چاہیے جو قطب شاہ کے وقت مین پڑا تھا اور جسکا ذکر ہم کر
آئے ہین ہزارہا آدمی روزانہ مرتے تھے جن کے سر اور جسم کی ہڈیان راستون پر دیکھے
مین آتی تھین اور لاشون کے انبار تھے مورخ لکھتا ہے کہ وقت پر بارش نہونے سے یہ
قحط پڑ گیا تھا مگر یہ نہین بیان کرتا کہ اس قحط کے بعد جو بارش ہوئی اوس کی حالت
کیا تھی اور جب یہ نہین بیان کرتا تو پھر کیونکر معلوم ہو سکتا ہے کہ طغیانی آئی یا نہین
صرف قحط کے شدآمد کی تصویر کھینچ دی ہے ذیل کے نقش و نگار کیا تھا -
اکثر بلاد ہندوستان مین قحط پڑا ہوا تھا یعنے قندہار اور کابل اور پنجاب اور گجرات
مین احمدآباد اور بندر سورت تک اور ان مقامات سے پایان گھاٹ اور کرناٹک
اور سیکاکول اور سواحل سمندر تک شروع ہوگیا اور ان ملکون کے خراب ہونے کے
بعد صوبہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد مین آیا جس کی وجہ سے خلقت تباہ اور برباد ہوگئی
اور ممالک محروسہ کے لوگ بہت سے مرے بھی اور بہت سے ادھر ادھر چلے گئے آدمی
آدمی کو کھا جاتا تھا اور ماں باپ کو اپنے لڑکون سے محبت باقی نرہی تھی شام کو ہر دکان
سے چار پانچ لاشین نکلتی تھین اور شہر کے گرد اور صحرا اور تالابون مین لاشین بے دفن
اور کفن پڑی ہوئی تھین - نواب غفرانمآب بہادر اس قحط کے دفعیہ مین ہمہ تن کوشان
تھے آپ نے احکام جاری فرمادئے تھے کہ غلہ فروش غلہ مکانون مین نرکھنے پائین بلدہ
مین قیامت انگیز شور اور غوغا بلند تھا اور نواب غفرانمآب بہادر کو لوگ برا بھلا کہتے
تھے مگر آپکو جو خسروانہ ہمدردی اپنی رعایا کیساتھ تھی ان برائیون سے آپ موثر ہو کے
بدلہ لینا نہین چاہتے تھے - بلکہ ہر شخص کی دلجوئی اور ہمدردی شب و روز فرماتے رہتے

تھے اور جو شان بڑے اور معظم بادشاہون کی ہے وہی جلوہ نما تھی کسی نے خوب کہا ہے کہ بڑا اپنی بڑائی دیکھتا ہے اور ادنی اور چھوٹے آدمی جو کچھ کہتے سنتے رہتے ہین اوسپر توجہ نہین ہوتی بلکہ رحمدلی اور ہمدردی اوسا اپنی رعایا کیساتھ سلوک بھی شان رحیم او رکریم بادشاہون مین پائی جاتی ہے اور یہی آپ سے بھی ظہور مین آتی رہتی تھی -

یہہ حالات تزک آصفیہ مین مفصل لکھے ہوئے ہین اور یہین تک حالات لکھہ کر مورخ موصوف نے اور حالات چھوڑدئے ہین جس سے ہم پتہ چلا سکتے ہین کہ یہہ قحط بارش کے نہونے سے پیدا ہوا تھا یا دوسرے اسباب تھے جو مورخ کی تحریر سے پائے جاتے ہین یعنی وہ اسباب کہ ہندوستان مین قحط پڑا جس نے بلدہ کو بھی قحط مین مبتلا کردیا تھا اور اس تاریخ کے بعد جو تاریخ گلزار آصفیہ لکھے گئے تھے اس مین بھی قحط کا تذکرہ مختصر طور پر کردیا ہے اور کسی مقام پر یہہ نہین لکھا ہے کہ اس قحط کی وجہ کیا تھی اور نہ یہہ لکھا ہے کہ بارش کے نہونے سے یہہ قحط پڑا تھا۔ بس مبارزخان کی آبادی کے بعد شہر حیدرآباد مین جو ویرانی پیدا ہوئی وہ اس قحط کی سبب سے تھی اور اگر بارش کے نہونے سے یہہ قحط پڑا تھا جس پر صحیح خیال قایم نہین ہوتا تو طغیانی بھی ضرور آئی ہوگی اور اگر ہندوستان کے قحط کی وجہ سے قحط شروع ہوا تھا تو پھر موسی ندی مین طغیانی کیونکر آئی مگر یہہ قیاس ہی قیاس ہے - جب کسی نے کچھ نہین لکھا تو ہم بجز اس کے اور کیا لکھہ سکتے ہین کہ آیندہ کیا حالت ہوئی -

باب ہفتم

عروس البلاد یا محبوب البلاد

قدیم حیدرآباد یہہ وہی شہر ہے جس کا نام قدیم زمانہ مین بھاگ نگر تھا پھر حیدرآباد ہوا اور بعد فتح کے شہنشاہ عالمگیر نے دارالجہاد نام رکھا بعد انتقال اورنگ زیب عالمگیر کے جب شاہ عالم بہادر شاہ بادشاہ ہوئے تو انہون نے فرخندہ بنیاد قرار دیا اور بعہد غفران منزل نواب ناصر الدولہ بہادر دستار ہند کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

جدید حیدرآباد اب کہ اسکو عروس البلاد یا محبوب البلاد کہتے ہین تو اس کی وسیع آبادی اور فروغ اور ترقی کے باعث حقیقت مین اس کی شان کے شایان یہی نام ہین اور اس زمانہ مین جو ترقی یافتہ زمانہ کہا جاتا ہے اوس کے لحاظ سے یہہ نام موزون ومناسب بھی ہین جسقدر اس کی آبادی کا حسن دوبالا ہوتا گیا اور وہ نورٌ علی نور کا مصداق ہوتا رہا اور اس کی زیبائش اور آراستگی بڑہتی رہی اوسی حد تک اوس کا شہرہ بھی ہوتا گیا یہانتک کہ اوس کی تمام خوبیان ہر لعزیز ہوتی رہین اور مختلف ملکون کے اخبارات اور کتابین اوس کی خوبیون سے مالا مال ہین اور سب سے بڑہکر اوس مین یہہ خوبی تھی کہ ہندوستان کے واسطے خصوصاً اور غیر ملکون کے واسطے عموماً اوس کے آفتاب فیض اور سخا نے وہ روشنی پہیلا رکھی تھی کہ ہر شخص اس کے قیام اور بقا اور اوس کے فروغ اور ترقی کی دعائین کرتا رہتا تھا اور یہی وجہ ہے اور یہی نمایان اور روشن ثبوت ہے کہ اس قیامت خیز

اور محشر انگیز طغیانی سے جو اس آباد اور ترقی یافتہ شہر کو صدمہ پہونچا اوس سے ہر
شخص چشم گریان اور دل بریان نظر آتا ہے اوجڑی ہوئی بستیون اور ویران
شہرون کے زیادہ ویران ہونے اور اوجڑ جانے سے اس درجہ صدمہ نہین ہوتا
جس درجہ کہ آباد شہرون کے ویران ہوجانے سے افسوس اور صدمہ ہوا کرتا ہے
پس شہر حیدر آباد جو آباد تھا اوسکے واسطے حال کی طغیانی نے وہی اثر کیا جو کسوف
اور خسوف آفتاب اور ماہتاب کے واسطے کبھی کبھی گزرتے ہین اگرچہ اس طغیانی
نے بیرون اور اندرون بلدہ کو نصف سے کسی قدر کم گہنا دیا ہے مگر جس خدا نے
اون کی روشنی کو ماند کردیا ہے وہی پھر اس عارضی کسوف اور خسوف کو دور کردیگا
اور پھر اندرون و بیرون بلدہ اپنی اصلی حالت پر آکر وہی اثر فیض رسانی کا ظاہر کرینگے
جو خدا نے ان مین ودیعت کر رکھا ہے اور یہ خوبی اور فخر وافتخار اسی شہر کو حاصل ہے
اور یہ کیون حاصل ہوا ہے اس کی فیض رسانی کے باعث کہ ایک عالم اوس کے
ایک ناگہانی صدمہ پر افسوس کر رہا ہے اور دنیا مین وہ کونسا ملک ہے جو اسکا
ہمدرد نہین ہے یہہ اس کی ہمدردی کی روشن اور نمایان دلیل ہے کہ دنیا کے
اخبارات مین اوس کا کم وبیش ذکر افسوس اور ہمدردی کے ساتھ پایا جاتا ہے اور
اس قدر تار اوس کی ہمدردی کے متعلق دنیا کے مختلف ممالک سے آئے ہین کہ
جن کا شمار نہین ہوسکتا اور یہ بھی اس کی بہت بڑی ہمدردی ہے کہ انگلستان
اور ہندوستان کے بہت سے مقامات مین بے طلب اوس کی اعانت اور امداد کے
واسطے فراہمی چندہ کے لئے ہر قوم کے افراد سرگرمی اور مستعدی کے ساتھ
کوشش کر رہے ہین۔ منجملہ اون تارون کے اعلیحضرت ملک معظم ایڈورڈ ہفتم

اور آپ کے ولیعہد بہادر ہیز رائل ہائنس پرنس و پرنسس آف ویلز نے جو تار حضور بندگانعالی کو ہمدردانہ اور افسوسناک الفاظ مین ارسال فرمائے ہین وہ اور حضور والسرائے کا تار معہ جواب حضور بندگانعالی ذیل مین درج کیے جاتی ہین - اس امر کے ثبوت کے واسطے کہ ایگانگت اور اتحاد دونون دولتون مین کس درجہ بڑھا ہوا ہے اور یہہ کہ ملک معظم اور آپ کے والسرائے کو کس درجہ ہمدردی اور کس قدر افسوس حیدرآباد کے اس ناگہانی صدمہ سے ہوا ہے -

تار شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم بذریعہ حضور والسرائے بہادر -	مجھے ایما کیا گیا ہے کہ یور ہائنس کے پاس ہز میجسٹی کنگ امپرر کا پیام ذیل پہنچایا جائے - حیدرآباد مین ہولناک طغیانی کی خبر سننے سے مجھے سخت

رنج ہوا جان و مال کا جو نقصان ہوا ہے اوس کی نسبت حضور نظام کے پاس ہمدردی کا اظہار کیا جائے - مین یقین کرتا ہون کہ اخبارون کی کیفیتین مبالغہ آمیز ہین -

جواب اعلحضرت بندگانعالی بذریعہ حضور والسرائے بہادر	حال کی آفت سے ہز میجسٹی نے بذریعہ تار جو شفقت آمیز اور پر اثر پیام ہمدردی روانہ

فرمایا ہے اوس کی نسبت مین چاہتا ہون کہ یور اکسلنسی میرا نہایت منت آمیز شکریہ کنگ امپرر کی خدمت مین پیش کرین مجھے یقین ہے کہ مصیبت زدون کو یہہ معلوم کر کے بہت تسلی ہوگی کہ موسٹ گریشس میجسٹی کی دلی ہمدردی ان کے ساتھ ہے -

تار ہیز رائل ہائنس پرنس و پرنسس آف ویلز	آپ کی ریاست مین

طغیانی سے جانون کا نقصان ہوا اوس کی نسبت پرنس اور ہین آپ کے اور آپ کی رعایا کے ساتھ گہری ہمدردی ظاہر کرتے ہین۔

جواب اعلیحضرت بندگانعالی ہماری اس سخت مصیبت مین میرے اور میری رعایا کے ساتھ نہایت درجہ کے الطاف آمود اور موثر ہمدردی جو آپ نے ظاہر کی ہے اوس کی نسبت مین یور رایل ہائنس اور پرنسس کا نہایت مخلصانہ شکریہ ادا کرتا ہون۔

تار ریاستی حضور ویسرائے بہادر حیدرآباد پر جو مصیبت آئی اور جانون کا جو نقصان ہوا ہے اوس کے سننے سے مین بہت غمگین ہون اور یور ہائنس کے ساتھ مین دلی ہمدردی کرتا ہون۔

جواب اعلیحضرت بندگانعالی اس سخت آفت مین یور اکسلنسی نے میرے اور میری رعایا کیساتھ جو پراثر ہمدردی ظاہر کی ہے اس کی نسبت مین آپ کا نہایت دلی شکریہ ادا کرتا ہون ہم اس مصیبت کے رفع کرنے کے لئے کوشش بلیغ کر رہے ہین۔

منجملہ ان تارون کے اور بہت سے ہندوستانی رئیسون اور والیان ملک کے پیام ہمدردی آمیز آئے تھے۔

باب ہشتم

طغیانیون وغیرہ کی خرابیون کے دفعیہ کی تدبیر

سابق کے زمانہ مین کیا ہوتا رہا کہتے ہین کہ قدیم حیدرآباد کی حالت یہ تھی

کہ قحط اور طغیانیون کے خراب نتایج کے دفعیہ کی تدابیر کچھ بھی نہ تھین اور قحط کے سوا
حیدرآباد مین جو طغیانیان پہلے وقت مین آئی ہین ان کا ذکر تو مورخین نے کیا ہے
مگر سیلاب نے جن محلات کو ویران کردیا تھا اور لوگون کو مصیبت زدہ بنادیا تھا یہانتک
کہ وہ مفلس اور بےخانمان ہوجاتے تھے اُن کی اعانت اور امداد سرکاری طور پر
جو ہونا چاہیے تھی اُس کا تذکرہ چھوڑ دیا ہے جس سے سمجھ مین آتا ہے کہ اوس زمانہ کے
مصیبت زدہ اشخاص اپنا آپ ہی علاج کرلیا کرتے تھے لیکن یہہ خیال حالات
واقعات سے قایم نہین رہ سکتا اس واسطے کہ اگرچہ مورخین نے ان حالات کو ترک
کیا ہے تاہم کم و بیش خزانہ سرکاری سے اعانت ضرور ہوتی ہوگی اور انتظام بھی کیے
جاتے ہونگے اس لیے رحمدل اور رعایاپرور شاہان قطب شاہیہ اور آصفجاہیہ جن کے
زمانہ مین ہزارون غریب سے امیر ہوتے رہتے تھے اور جو چشمہ فیض کا جاری تھا اوسکا
مقتضا یہی ہے کہ وہ اپنی رعایا کیساتھ اوس کی مصیبت مین شریک ہوکر اوس کی اعانت
ضرور کرتے ہونگے یہہ سچ ہے کہ تاریخون سے ایسی اعانت کا پتہ نہین چلتا بجز ایک
زمانہ کے جس کا ذکر ہم کرآئے ہین کہ نواب غفرانمآب میر نظام علیخان بہادر آصفجاہ
ثانی کے عہد مین جو طغیانی آئی اور لوگون کے واسطے مصیبت اور پریشانی پیدا ہوئی
تو اوس پریشانی کو آپ نے صرفخاص سے نقد و جنس عطا فرماکر دور کردیا اور جو پل
ٹوٹے تھے اُن کی درستی کیواسطے حکم صادر فرمایا جس حکم کے بموجب وہ فوراً درست
ہوگئے اور آمد و رفت خلایق کی ہونے لگی اور قحط کے دفعیہ مین تو آپ نے وہ
شاہانہ فیاضی اور ہمدردی اور رعایا پروری ظاہر فرمائی کہ وہ کارنامے آپ کے
ہمیشہ تاریخون مین یادرہین گے - بات یہ ہے کہ قدیم زمانہ مین ایسے حادثات کے نتایج

کے دفعیہ کی جو تدبیرین تھین وہ یہ تھین کہ رعایا اعانت و امداد سے فائدہ اٹھا کر اپنی مصیبتون کا آپ اس طرح پر علاج کرلیتی تھی کہ ندی کی طغیانی سے ویران محلون کو پھر آباد کرلیتی تھی اور اپنے گھر حسب حیثیت لوگ بنا لیتے تھے اوسی مقام پر جہان سیلاب سے وہ تباہ اور برباد ہوجایا کرتے تھے۔

موسی ندی کی طغیانیون کا سلسلہ بھی ہمیشہ سے یونہین چلا آتا ہے اور اوسی کے ساتھ رعایا کو اپنے اونہین مکانات کو آباد کرنے کی فکر رہتی ہے جو مکانات کہ طغیانی سے منہدم ہوجاتے تھے قدیم حیدرآباد کی حالت کا کہان تک ذکر کیا جائے جدید حیدرآباد مین جو طغیانی ۱۹۰۳ء مین آئی اور اوس نے افسوسناک نتایج کی نیرنگیان پیدا کین اون کے دفعیہ کی تدبیرین حضور بندگانعالی کے فرمان مین موجود ہین اور وہ رائین بھی اخبارون مین چھپی ہین جو اوس زمانہ کے جلسہ مین پیش ہوتی تھین جن مین صاف طور پر لکھا ہوا ہے۔ کہ ندی کے دونون کنارون پر مقامات ممنوعہ قرار دیدئے جائین اور یہہ رائے صائب سب سے پہلے حضور بندگانعالی کی تھی اور اوس زمانہ کے فرمان مین موجود ہے جو ہم پہلے لکھہ آئے ہین اور اوسوقت شاہانہ اعانت بھی کی گئی تھی تاہم لوگون نے ندی کے دونون کنارون پر پھر اپنے مکانات بنا لئے اور بجائے اس کے کہ کنارون سے کچھ ہٹکر بناتے چند گھر ندی کے اندر یعنے کنارون کے نیچے بھی بن گئے تھے۔

اب حال کی طغیانی نے جب اپنا قیامت خیز اثر پیدا کیا تو اوس اثر سے موثر ہوکر جو انتظامات ہورہے ہین وہ ضرور قابل تعریف اور توصیف ہین۔

قبل اسکے کہ انتظامون کی تشریح اور تفصیل ہو جو پسند خاص و عام ہین اور نہایت روشنضمیری اور عالی دماغی اور مدبرانہ اعلیٰ قابلیت اور لیاقت سے عمل مین آئے ہین اور

آئندہ بھی عمل مین آتے رہین گے - اس طرح پر اور ایسی عجلت کیساتھ کہ اور ملکون کی مثال
ان انتظامون کے مقابلہ مین پیش نہین ہو سکتی خاص کر ایسی حالتون مین کہ ایک
جانب مصیبت زدون کا کھرام مچا ہو اور ہر شخص تردد و پریشانی مین مبتلا ہو رہا ہو
پھر بھی نہایت استقلال کی ساتھ ایسے انتظام جلوہ نما ہون اور بیدار مغزی سے ان
کے عمل مین لانے کی کوشش ہوتی رہین اس کی نسبت بجز اس کے اور کیا کہا جائے
کہ اعلیحضرت حضور بندگانعالی اور نواب مدار المہام یمین السلطنۃ سر مہاراجہ بہادر اور
دیگر اراکین سلطنت اور عہدہ دارون کے قابو سے یہ بات باہر تھی کہ قدرتی سیلاب کو
روک دین جس نے کہ یہ کرشمے اور نیرنگیان پھیلا رکھے ہین باقی انسانی طاقت سے
جہانتک کام لیا جا سکتا ہے اوس سے کام لینے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین ہوا
ہے - ہم پہلے اعلیحضرت حضور بندگانعالی کی خسروانہ توجہات اور شاہانہ ہمدردیون
کا جو آپ کو اپنی رعایا کی نسبت ہین ذکر کرتے ہین اور بعدہ نواب مدار المہام سر مہاراجہ
بہادر کی شبانہ روز محنت اور جفاکشی اور اس عالی دماغی اور قابلیت کا ذکر کرینگے
جو انتظامات کے متعلق آپ سے ظہور مین آرہی ہین اور آپ کے مدار المہامی کے
زمانہ مین جو اور وزیر با تدبیر ہین اُن کا ذکر کیا جاویگا اور پھر معتمدین اور ماتحت عہدہ
دارون کا کہ ان سب نے رات کو رات اور دن کو دن نہ سمجھکر کس درجہ لیاقت اور عرقریزی
اور انتظامات کی تجویزون کے نکالنے اور کامون کی انجام دہی مین صرف کی ہے اسوقت بہت
سے کام باحسن وجوہ انجام پائے - اور جو باقی ہین اون کی نسبت قوی امید
کی جاتی ہے کہ وہ بھی انجام کو پہونچ جاینگے -

اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ خلد اللہ ملکہ کی رحمدلی اور فیاضی اور ہمدردی اپنی رعایا کیساتھ حقیقتاً مین جو

فیاضی اور رحمدلی اور ہمدردی آپ کو اپنی رعایا کیسا تھ ہے وہ اوسی طرح پر ہے بلکہ اس سے زیادہ جو آپ کے معظم اور محترم فرمانروا بزرگ ہیں تھی جن میں سے اعلیحضرت نواب غفرانمآب میر نظام علیخان بہادر کا ذکر ہم کر آئے ہیں اعلیحضرت حضور ہندگانعالی نے کئی سال ہوئے حسب ذیل کا شعر نظم فرمایا تھا۔

آصف کو جان و مال سے اپنے نہیں دریغ　　گر کام آئے خلق کی راحت کیواسطے

اوسی کے مضمون اور مفہوم پر آج تک حضور ممدوح الشان عمل فرمارہے ہیں اور سیلاب کے بعد جو فیاضی اور رعایا پروری آپ کی ذات اقدس سے عمل میں آئی ہے وہ اپنی آپ ہی نظیر ہے مثلاً جس سیلاب کو آنا تھا وہ آچکا مگر اوس کے بعد جو خرابیان پیدا ہوگئی تھیں اُن کے دفعیہ کیجانب آپ نے اپنی شاہانہ توجہات مبذول فرمائیں اور کئی مرتبہ اپنے شہر کی خراب اور خستہ حالت دیکھکر رنج وغم کا اظہار فرمایا اور حکم صادر ہوا کہ بے خانمانون کے رہنے کے لئے پیچ محلہ اور پرانی حویلی کھولدیجائے اور اندرون اور بیرون بلدہ میں مختلف مقامات پر مصیبت زدون کے لئے کھانا پکا کر اُن کو تقسیم کیا جائے چنانچہ حسب فرمان اندرون وبیرون بلدہ میں مختلف مقامات پر ہندو اور مسلمانون کے لیئے ہزارہا روپیہ کے مصارف سے کھانے پکوا کر تقسیم ہوے اور جبکہ تمام لوگ مصیبت مین گرفتار تھے تو اسلیئے دس روز تک تمام دفاتر میں تعطیل کردی گئی اور یہہ بھی حکم ہوا کہ جن ملازمون کو ضرورت ہو تو ایکماہ کی تنخواہ پیشگی لے لین اسی طرح پر ہزارہا روپیہ کے کپڑے مصیبت زدون کو تقسیم ہوتے رہے اور جاڑہ کے موسم کی وجہ سے ابھی تقسیم ہورہے ہیں

فرمان اول کی نقل سب سے پہلے جو فرمان ہمدردی رعایا کے متعلق نافذ ہوا ہے وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

فلک نما کیا سل۔ مہاراجہ مدار المہام پیشکار صاحب یمین السلطنت کل اور پرسون موسی ندی کی غیر معمولی طغیانی سے جو افسوسناک صدمہ جان و مال کا میری عزیز رعایا کو ہوا ہے اس سے مجھے بہت بڑا رنج ہوا خدائے تعالی آفت زدون کو صبر عطا فرمائے جس قدر جلد ہو سکے اس جانکاہ صدمہ کی پوری اور صحیح کیفیت عرض کی جائے اور غریب آفت زدون کی امداد کی تجویزین پیش کیجاہین۔ ندی کے چارون پلون مین سے جس پل کی مرمت جلد ہوسکتی ہے اور جسپر آدمیون اور گاڑیون کی آمد و رفت سر دست ہنگامی طور سے بلا خوف ہو سکتی ہے اوس کی مرمت جہانتک ممکن ہو جلد کردی جائے تاکہ شہر کے آنے جانے والون کو چندان تکلیف نہ ہونے پائے۔ اور تمام پلون کی تعمیر اور ترمیم وغیرہ کے تجاویز پیش کئے جائین۔

شرحدستخط مبارک

مرقوم ۱۰ رمضان المبارک سنہ ۱۳۲۶ھ

پھر بموجب حکم حضور بندگانعالی جریدہ غیر معمولی مطبوعہ ۲۵ آبان سنہ ۱۳۱۸ف مین جو حکم منجانب سر مہاراجہ بہادر یمین السلطنت مدار المہام سرکار عالی شایع ہوا وہ اس طرح پر ہے۔

نقل جریدہ غیر معمولی مطبوعہ ۲۵ آبان۔

چونکہ بوجہ طغیانی رود موسیٰ اکثر حصہ بلدہ اور بیرون بلدہ سخت صدمہ ناگہانی مین مبتلا ہوگیا ہے جس کی نسبت سرکار عالی بکمال افسوس اظہار ہمدردی کیا معہ احکام ذیل صادر فرماتے ہین۔

(۱) ۲۳ آبان سنہ ۱۳۱۸ف روز دوشنبہ سے ۲ آذر ماہ الٰہی سنہ ۱۳۱۸ف روز چہارشنبہ

تک تمام دفاتر بلدہ بند رکھے جاتے ہین تاکہ جو لوگ اس آفت ناگہانی مین مبتلا ہو کر جان و مال سے برباد اور پریشان ہو گئے ہین اُن کو آسانی کا موقع ملے - (۲) آبان ماہ آلہی ۱۳۱۸ف کی ماہوار اس دفتر کے دستخطی مطلوبہ پر جسکی دستخط سے ماہواری برآورد ات دفتر صدر محاسبی مین معمولاً روانہ ہوتی ہین بطور علی الحساب صدر محاسب صاحب سرکار عالی ادا کرینگے - حتی الامکان ہر افسر دفتر پر لازم ہے کہ اپنے اپنے دفتر کے متعلق مطلوبہ بھیجکر رقم علی الحساب طلب اور فوراً تقسیم کا انتظام کرین اور بعد اختتام تعطیلات تفصیلی برآورد ات دفتر صدر محاسبی پر بھیجکر علی الحساب کا تصفیہ کرا دیا جاے (۳) سرکار عالی بمزید مہربانی و امداد ملازمین خود یہ بھی منظور فرماتے ہین کہ ہر نان گزیٹیڈ افسر کو عموماً اون کی ایک ایک ماہ کی تنخواہ بطور پیشگی دیجا سکتی ہے اور ہر گزیٹیڈ افسر کو بھی اگر خواستگار ہون اور افسر متعلقہ کی راے مین اس کی ضرورت لازمی ہو تو ایک ایک ماہ کی پیشگی ماہوار دیجاے یہ رقم پیشگی ماہوار دار کی تنخواہ سے چھہ اقساط مین دے ماہ الہی ۱۳۱۸ف کی تقسیم سے وصول کی جاے گی - (۴) ۱۵ اسفندار آذر ۱۳۱۸ف تک خزانون کے حسابات بند نہ کئے جاتے ہین کیونکہ بوجہ وقوع تعطیلات جن رقوم کا خرچ اندرون آبان ماہ آلہی ۱۳۱۸ف نہ پڑ سکا ہے ان کا خرچ بدستور ۱۳۱۸ف کے حسابات مین لکھا جاے گا بشرطیکہ ۱۵ اسفندار آذر ماہ الہی ۱۳۱۸ف تک منظوری ضابطہ صادر ہو کر رقم کا خرچ پڑھا جاے -

ان احکام اور فرامین کے ساتھ ہی ساتھ رلیف کمیٹی کے انعقاد کا جو انتظام ہوا وہ نہایت ہی قابل تعریف ہے اور پھر فوراً ہر ویران محلہ مین مجسٹریٹ مقرر ہوے جن کی نگرانی مین جو مال برآمد ہوا وہ حق دار کو پہنچا دیا گیا اور جس مال کا کوئی

وارث دریافت نہوا وہ بحفاظت تمام رکھا ہوا ہے اس اعانت سے کہ جب اوس کے وارث پیدا ہون گے تو بعد تحقیقات اون کے حوالہ کیا جائیگا جب اس طرح پر انتظام اور کام شروع ہوگئے تو حضور بندگانعالی نے ذیل کا فرمان صادر فرمایا۔

فرمان مورخہ ۲۸ آبان	فلک نما کیا سل ۔ مہاراجہ مدارالمہام بہادر پیشکار

صاحب یمین السلطنۃ آپ کے دو عرائض معروضہ ۴ رمضان المبارک ۱۳۲۶ھ ملاحظہ کی گئی رود موسی کی طغیانی کی مصیبت کو جہانتک ہوسکے گھٹانے مین خود آپ نے معتمدین اور دیگر عہدہ دارون نے اور نیز فوج اور کوتوالی و صفائی والون نے اب تک بلدہ اور بیرون بلدہ مین جس مستعدی سے جو کام کیا ہے اوس سے مین خوش ہوا اور امید کرتا ہون کہ اور بہت سا کام جو باقی ہے وہ بھی آپ اور دیگر عہدہ داران وغیرہ ایسی ہی بلکہ اور زیادہ مستعدی سے کرکے خلایق کی بہبودی کے باعث اور میری خوشنودی کے مورد ہون گے ۔

شرحِ دستخط مبارک

سر مہاراجہ بہادر یمین السلطنت مدارالمہام سرکارعالی ۔	آپ نے بھی شب روز کی محنت اور جفاکشی سے اور جس مستعدی اور سرگرمی کے

ساتھ انتظامی امور اور کامون کی نگرانی فرمائی ہے وہ مدبرانہ کارنامے ایسے نہین ہین جو جلد بھول جائین بلکہ تاریخون مین لکھے جائینگے اور ہمیشہ یاد رہینگے مثلاً اس مصیبت کے زمانہ مین انتظامات کے ہر شعبہ کی دیکھ بھال اور ماتحتون کی نگرانی اور اون کو ہدایت کرنا اور اون سے اچھی طرح پر کام لینا یہ فرائض جس عمدگی سے آپ نے ادا فرمائے ہین اس طرح سے پہلے کسی زمانہ مین شاید ہی کسی

مدار المہام نے ادا فرمائے ہون کوئی کام بھی بغیر محنت اور جفاکشی کے انجام نہین پا سکتا
آپ نے کامون کو تجویز ہی نہین فرمایا بلکہ اُن کو عمل مین لاکر ثابت کر دیا کہ آپ کی مدبرانہ
لیاقت اور قابلیت کس درجہ بڑھی ہوئی ہے ابتدائے طوفان سے آج تک اور بھی
غیر محدود زمانہ تک ہر جلسہ مین آپ تشریف لائے ہین اور اوس سے پیشتر جن
جن مقامات پر لنگرخانہ جاری تھے اون کو برابر ملاحظہ فرماتے رہتے تھے اور راستون
کی صفائی اور پلون کی درستی کی نگرانی مین ایسی محنت برداشت فرمائی کہ اگر آپ
اس درجہ محنت نہ کرتے تو جو کام ختم ہو چکے ہین یعنے پل وغیرہ درست ہو کر اون
پر آمد و رفت جاری ہو گئی ہے۔ ایسے قلیل زمانہ مین ہرگز ممکن نہ تھے اس کے
علاوہ ہمنے خود دیکھا ہے کہ ہر ویران شدہ محلہ مین آپ سواری پر بھی اور پیادہ
تشریف لائے ہین اور حالتون کو ملاحظہ فرماکر اون کی اصلاحین فرمائی ہین اور
رعایا کی دلجوئی اور تالیف قلوب حقیقی طور پر کرتے رہے ہین اور یہ سب حالات
اور واقعات بین ثبوت ہین۔ سر مہاراجہ بہادر مدارالمہام سرکار عالی کی عالی
دماغی اور روشن خیالی کے اور یہہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو کمال درجہ کی ہمدردی
رعایا کے ساتھ ہے اور یہہ مہربانی اور شفقت جو آپ نے رعایا کے ساتھ کی ہے
اوس سے آپ کی ہر دلعزیزی کی ترقی روز افزون ہوتی جاتی ہے اور یہی وجہ
ہے سکندرآباد کے جلسہ اور دیگر جلسون مین جو آپ نے تقریرین فرمائی ہین وہ اس
لئے قدر اور منزلت کے لائق ہین کہ اون کو آپ عمل مین لاکر ثابت کر چکے ہین کہ جو
کچھ آپ زبان مبارک سے فرماتے ہین اوسکو عمل مین بھی لاتے ہین اون کا خلاصہ ذیل
مین درج کیا جاتا ہے۔

تقریر بمقام سکندرآباد حاضرین مجلس۔رود موسی کی غیر معمولی طغیانی نے جو آفت آسمانی کی طرح نازل ہوئی ہمارے شہر کو عام ماتم مین ڈال رکھا ہے پہلی تاریخ رمضان کی گویا روز عاشور تھے ۔

اس بلائے ناگہانی کے باعث ہزارہا گھر بے چراغ اور صدہا بچہ یتیم اور سیکڑون عورتین بیوہ اور ہزارون مرد خانہ بدوش ہوگئے ہین اس سانحہ کی نظیر ابتدائے سلطنت دکن سے آج تک تاریخ مین نہین مل سکے گی ۔

رود موسی ایک چھوٹی سی ندی ہے اور جاکر کرشنا مین ملتی ہے اس کی عام حالت تو یہ ہے کہ موسم گرما مین تو کیا آخر موسم سرما مین بھی اوس مین پانی نہین دکھائی دیتا تھا کیا کسی کے خیال مین آسکتا تھا کہ ایسی چھوٹی سی ندی محشر بپا کردے گی جس کے پرآشوب طوفان سے ہزارون عمارتین منہدم اور مسمار ہو جاینگی اور مویشی کا تو کیا حساب ہزارون بندگان خدا کی قیمتی جانین اوس کی بیرحمانہ تھپیڑون کی نذر ہونگی پرانا پل بیگم بازار۔افضل گنج بازار گھانسی میان چادر گھاٹ کولسواڑی وغیرہ بہت سے محلون کی حالت ایسی تباہ ہوگئی ہے کہ پہچانی نہین جاتی ۔

بہرحال اس طغیانی نے ایسا نقصان پہنچایا ہے کہ اس مصیبت کے وقت اہل دکن کی آنکھون مین زمانہ تاریک ہورہا ہے آفتاب کی ایک شعاع دکھائی دیرہی ہے وہ شعاع کیا ہے حضور پرنور بندگانعالی کی رحمدلی اور آپ صاحبون کی دلی ہمدردی اور یہہ اوسی کا نتیجہ ہے کہ یہان اسوقت ایک عظیم الشان جلسہ نظر آرہا ہے ۔

حضور بندگانعالی نے اپنے مراحم خسروانہ سے اپنی گورنمنٹ کو اجازت دی ہے کہ اس موقع پر جسطرح ممکن ہو عزیز رعایا کے لئے آسایش کے سامان مہیا کئے جاوین

چنانچہ ریلیف ورک اور پارچہ وغیرہ کی تقسیم اچھی طرح جاری ہے اوس کے علاوہ قحط زدہ
پرور نے بذات خود اپنی جیب خاص سے مدد دیدہ ریلیف ورکون کے لئے معقول رقم
صرف کرنے پر آمادگی ظاہر فرمائی ہے۔

مال خانہ افضل گنج کے معائنہ کی رپورٹ کا خلاصہ

سر مہاراجہ مدار المہام بہادر نے مال خانہ کو ملاحظہ فرماکر اوس کی رپورٹ بھی تحریر فرمائی ہے اور وہ یہ ہے۔

آج مین نے ہمراہی معتمد صاحب عدالت و نواب لطافت جنگ بہادر رکن مجلس عالیہ عدالت جو بیرون بلدہ مین اسپشل ڈیوٹی پر ہین اور اس علاقہ کے تمام اسپشل مجسٹریٹ اون کی ماتحتی مین کام کرتے ہین مال خانہ افضل گنج کا معائنہ کیا اور سب انتظام عمدہ پائے گئے ابتدا سے آجتک سولہ ہزار ایک سو ۷۵ روپیہ گیارہ آنہ چھ پائی کا قیمتی مال داخل ہوا تھا جو حسب ضابطہ ثبوت لینے کے بعد واپس کیا گیا اور بہت سا مال قابل تصفیہ ہے۔

علی ہذا القیاس اندرون بلدہ مین جہان نواب ذوالقدر جنگ بہادر اسپشل ڈیوٹی کا کام انجام دیتے تھے اوسکو بھی ملاحظہ فرمایا اور معائنہ کے بعد جو رپورٹ اونکی کی گئی ہے وہ بھی عمدہ ہے اور سب کام قابل اطمینان ہوتے ہین پھر آپ تحریر فرماتے ہین کہ مال خانہ کی تنقیح سے فارغ ہوکر مین نے مناسب سمجھا کہ اندرون بلدہ مین تمام مقامات متاثرہ کا دورہ کرون تاکہ معلوم ہو کہ مجسٹریٹ کس طریقہ پر اپنے فرائض منصبی کیو ادا کرتے ہین۔ آج چونکہ پہلا دن ہے کہ مجسٹریٹون کے فرض منصبی مین ریلیف کا کام بھی بڑھا گیا ہے اس لئے مجسٹریٹ کے خیمون کے قریب صدر امین

کی کچہری مین تمام حسب ذیل جمع تھے اور ایک تختہ کا نمونہ جس سے اون کو اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے مین آسانی ہو مرتب کر رہے تھے مین نے نمونہ مرتبہ کے دیکھنے کے بعد بعض ضروری ہدایتین کین ۔

اسیطرح یکم نومبر ۱۹۰۸ء کو عالیجناب مہاراجہ مدارالمہام بہادر نے محبوب گنج اور مہاراج گنج اور نخاس گنج مین تشریف لیجا کر غلہ فروشون سے نرخ اجناس دریافت فرما کر اون کو موجودہ نرخ سے تھوڑا ارزان نرخ پر غلہ فروخت کرنے کی ہدایت فرمائی تاکہ مصیبت زدہ لوگون کو غلہ کی گرانی کے باعث مزید تکلیف ہونے پائے آپ کی ہمراہی مین نواب سلطان یار جنگ بہادر کوتوال بھی تھے ۔

علاوہ اس کے فراہمی چندہ کا جلسہ جو باغ عامہ مین ہوا تھا بموجب فرمان حضور بندگانعالی مورخہ ۵ رمضان المبارک ۱۳۲۶ھ اور فرمان ۱۳ رمضان المبارک ۱۳۲۶ھ کے جسکا خلاصہ سر مہاراجہ مدارالمہام بہادر سرکار عالی اپنی تقریر مین ارشاد فرماتے ہین اور وہ یہہ ہے ۔

خلاصہ فرمان حضور بندگانعالی مورخہ ۵ رمضان المبارک ۱۳۲۶ ہجری ۔

رود موسی کی طغیانی کے مصیبت زدون کی امداد کے واسطے میرے شہر والے اور نیز عام طور سے ممالک محروسہ والے اظہار ہمدردی کے طور پر چندہ دینا چاہتے ہین تو بلدہ مین کسی روز ایک عام جلسہ آپ کی صدارت سے کیا جائے اور جو شخص چندہ دینا چاہے قبول کیا جائے تاکہ سب کو کار خیر مین شریک ہو کر ثواب حاصل کرنے کا موقع ملے اور میرا نام بھی اس چندہ کی فہرست مین لکھکر میری طرف سے ایک لاکھ روپیہ چندہ دینا بتایا جائے ۔

خلاصه فرمان مورخه ۱۳ رمضان المبارک ۱۳۲۶ھ | جب باہر والے اس کار خیر مین حصہ لینے کی ایسی کوشش کلکتہ بمبئی مدراس وغیرہ مین کر رہے ہین تو مجھے یقین ہوتا ہے کہ میری رعایا اس کار خیر مین کھلے دل سے شریک ہونے مین کبھی دریغ نکریگی۔

انہین احکام کے مطابق جلسہ ہوا اور اوس مین عالیجناب مہاراجہ مدارالمہام بہادر نے حسب ذیل تقریر فرمائی۔

خلاصہ تقریر | رود موسی کی گزشتہ طغیانی نے جو قیامت بپا کردی اور اوس سے غالباً اس جلسہ مین کوئی صاحب ناواقف نہون گے طغیانی نہ تھی بلکہ اس ہیبت صورت مین طوفان نوح تھا ہزارہا خلقت کو لقمہ نہنگ اجل بنادیا ہزارون خاندان بے خانمان ہوگئے سیکڑون شریف زادیان بیوہ ہوگئین اور صدہا بچہ یتیم پڑے ہین یہ ایک ایسا ناگہانی قہر الٰہی تھا کہ قضاء مبرم کی طرح فوراً سر پر آپہنچا ہر طرف ایک ہلچل پڑ گئی اور چشم زدن مین جو ہونا تھا وہ ہوگیا پھر آپ پُر اثر الفاظ مین نہایت فصاحت اور بلاغت کیساتھ فرماتے ہین کہ ستم رسیدون کی آہ وزاری کی آواز آسمان پر پہنچی اور اجل رسیدون کی لاشین تہ آب خلقت مین نفسی نفسی پڑ گئی لوگ مضطرب الحال ہوکر بھاگ نکلے وہ شریف اور پاکدامن خاتونین جنہون نے کبھی گھر کے دروازہ پر پاؤن نہین رکھا تھا بد حواس ہوکر باہر نکل کھڑی ہوئین اور اس سرایمگی کے ساتھ کہ اون کو اپنے پرائے کی خبر نہ تھی شوہر بیویون کو بیویان شوہرون کو باپ بیٹون کو بیٹے باپ کو مائین بچون کو بچہ ماؤن کو بھولے ہوئے تھے نیچے کے تعلقات اور فطرت کے رشتہ ٹوٹ گئے تھے غرض کوئی کسی کا نہ تھا۔

پھر اس افسوسناک سین کو آپ نے اپنے ہی ایک شعر کو لکھکر ختم کیا ہے اور وہ

شعر یہہ ہے جو اوسوقت کے حسب حال تھا۔

شعر

بیکسی کے وقت کوئی بھی نہ تھا اپنا شریک ۔ ہان رفیق اوسدم فقط ایک نام تھا اللہ کا

پھر آپ فرماتے ہین کہ لوگ اس بدحواسی کیساتھ گھر چھوڑکے باہر نکلے کہ اوسوقت سڑکین دریائے ذخاربنی ہوئی تھین اور جدھر آنکھ اٹھاتے تھے ایک سمندر لہرین مارتا ہوا نظر آتا تھا ان مین ایسے بھی نظر آئین گے جنھون نے اپنے بچون اپنی بیویون اور اپنے بیٹون اور بیٹیون کو اپنی آنکھ سے ڈوبتے اور جان دیتے دیکھا ہے اور بعض ایسے قسمت کے ستائے بھی ملین گے جو اپنے خاندان کے بیس بیس پچیس پچیس آدمیون کو اپنے سامنے نذر اجل ہوتے دیکھہ کے زندہ بچے ہین اور اپنے اس جینے پر نفرین کر رہے ہین۔

حاضرین اندازہ کرسکتے ہین کہ کسی بنی نوع انسان کا اگر کوئی ایک عزیز اس کی آنکھون کے سامنے دنیا کو خیرباد کہتا ہے تو اوس کی زندگی کس قلق کیساتھ گزرتی ہے ہاے افسوس ان بدنصیبون پر اُن کے دل کیا کہتے ہون گے جن کا خاندان بے چراغ ہوگیا دُنیا اُن کی آنکھون مین تاریک ہوگئی اور آیندہ کی ساری امیدون پر پانی پھر گیا مین نے سیلاب زدہ مقامات کو بذات خود پھر کے اور افتادہ پتھرون کی ٹھوکرین کھا کھا کے اپنی آنکھون سے دیکھا ہے اور مصیبت زدون کی مصیبت پر آنسو بہائے ہین جیسے جیسے عبرت ناک اور دلگداز اور جگرخراش سین میری نظر سے گذرے ہین اون کے بیان کرنے کی مجھہ مین تاب نہین اور نہ وہ قدرت کہ شان جبروتی کی نیرنگی میرے صفحہ دل سے محو ہوسکتی ہے الامان الامان مجھہ مین طاقت نہین تھی کہ مین کسی کو

دلاسا دیتا یا تشفی آمیز کلمات کہتا اور اگر کہتا تو کسکو ایک زخمی ہوتا تو مرہم رکھنے کی
فکر کرتا ہزاروں کلیجہ سوفار ستم سے چھد گئے تھے درحقیقت یہ واقعہ اس شعر کا مصداق
تھا۔

شعر

یکدل خیال آرزو و دل بہ کہ داشتیم — تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

اندرون اور بیرون شہر کے وہ محلے جو ندی کے کنارہ واقع تھے اسطرح برباد
ہوئے ہیں کہ عالیشان عمارتیں اور بارونق سڑکیں درکنار وہ زمین بھی باقی نہیں جس
پر لوگ بستے تھے اور جس کی چہل پہل ایک دو گھنٹے کے زمانہ میں خواب و خیال ہوگئی۔
جس عروس البلاد پیارے حیدرآباد کی آبادی اور اوس کی آرایش اور زیبایش
پر لوگوں کی نظریں پڑتی تھیں اور جسمیں مزید دلچسپی پیدا کرنے کی تدبیریں کیجاتی تھیں
آج کے روز اوس کی تباہی کے دور کرنے میں پریشان ہیں جو محلے ندی کے ذرا فاصلہ
پر تھے اور سیلاب میں آگئے وہاں سوائے پتھروں کے ڈھیروں کے جو پارہ ہائے
دل صدچاک کی طرح بکھرے ہوئے ہیں کوئی چیز نظر نہیں آتی جسطرف دیکھو ہر ایک کے
لب پر خدا کی یاد اور اوسی سے فریاد تھی مگر جو اوسکا ارادہ تھا وہ ہوچکا اور اب
اوسی خدائے پاک کی مدد اور اوسکا ہی سہارا ہر حال ہمارے کام آنے والا ہے خدا
کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہم سب ایک ایسے ظل اللہ عالی بارگاہ اور کجکلاہ جہان پناہ
کے سایہ عاطفت میں بسر کر رہے ہیں کہ ادہر دریائے مواج نے زور دکھایا اور
ادہر دریائے رحمت جوش میں آگیا فوراً تباہی زدوں کی خبرگیری کے سامان ہونے
لگے اور آفت رسیدوں کے امداد کی کوششیں کیجانے لگیں کیونکہ حضرت ظل سبحانی
بندگانعالی اس آفت اور مصیبت کی خبر سنتے ہی بیچین ہوگئے اپنی پیاری رعایا

کی تباہی پر انتہا سے زیادہ افسوس فرمایا اور بہ نفس نفیس دورہ کرکے اور ستم رسیدگان(۱)
طغیانی کی حالت کو بچشم خود ملاحظہ فرماکے مراحم خسروانی کا جوش دکھانے پر آمادہ
ہوگئے فوراً ہر قسم کی امداد پہنچانے کا سلسلہ جاری ہوگیا چنانچہ خانمان برباد لوگو(۱)
کو دو وقتہ(۲) کھانا تقسیم ہونے لگا اور جن لوگون کے پاس کپڑے نہ تھے اونہین کپڑے
دئے جانے لگے اور اونہین جو خانہ بدوش تھے اون کے سر چھپانے کے لئے علحدہ
جھونپڑے تیار ہوگئے ۔

ان احکام جہان پناہی کی تعمیل اور بجا آوری مین عہدہ داران سرکاری نے
اپنے آرام کو چھوڑ کے اپنی نیندین حرام کرکے جیسی مستعدی اور سرگرمی اور جیسی
دیانت اور ہمدردی کا اظہار کیا واقعی وہ شکرگزاری کے لایق ہے اور ہمارے
لئے یہ تھوڑا فخر نہین کہ اعلیحضرت نے بھی ہمارے افسرون کی کارگزاری و جانفشانی
کو پسند فرمایا بہرحال سرکار عالی کی یہ رعایا پروری اور مہربانی تھوڑی نہین کہ ایک
کافی زمانہ تک دونون وقت چالیس چالیس پچاس پچاس ہزار آدمیون کو کھانا کھلایا
گیا اور ہزارہا آفت زدون کو کپڑے عطا ہوئے اور خانہ بدوشون کے لئے سیکڑون
جھونپڑے تیار کئے گئے اور ہزارون آدمیون کی مدد قرضہ سے کیجا رہی ہے ۔
جس مین خزانہ سرکاری کا لاکھون روپیہ خرچ ہوگیا اور خرچ ہو رہا ہے ۔
اس سیلاب نے صدہا ایسے لوگون کو جو کل تک معزز اور محترم تھے اور ہزارون
روپیہ پر اقتدار رکھتے تھے مفلس اور نادار اور نان شبینہ کا محتاج بنا دیا ہے ۔
اگرچہ سرکار عالی رعایا پروری کے فرائض سے بخوبی واقف اور نہایت سیرچشمی
کیساتھ ہر قسم کی مدد دینے کے لئے آمادہ ہے لیکن بہت سی ایسی صورتین ہوتی

ہین کہ سرکاری مدد دستگیری کے لئے کافی نہین ہوتین اور لوگون کی بھی عام طور پر یہ
خواہش پائی جاتی ہے کہ اون کو اس ثواب کے کام مین شریک ہونے کا موقع
دیا جائے چنانچہ ہمارے عروس البلاد حیدرآباد پر اس آفت ارضی و سماوی کی
خبر ہندوستان کے دوسرے شہرون مین پہنچی تو لوگ فلاکت زدہ اور آفت
رسیدون کی اعانت اور دستگیری پر آمادہ ہوگئے اور مختلف شہرون مین چندہ کا
فنڈ کھولا گیا اگرچہ سرکار عالی نے بغیر اس کے کہ کسی سے مدد کی امید کیجائے رعایا
کی خبرگیری کا کام اپنے سر لے لیا جو کام کہ خزانہ پر بہت بڑا بار ڈال کے بڑی فیاضی
سے کیا گیا مگر جب ممالک غیر کی اس ہمدردی اور گرمجوشی کی خبر بندگان اقدس و
اعلی کے سمع ہمایون تک پہنچی تو فوراً فرامین مذکورہ بالا نافذ ہوئے اور اونہین کی
بموجب آج یہ جلسہ ہوا ہے۔

پھر جاگیرداران اور دیگر معززین سے خطاب فرما کر نہایت پر اثر الفاظ مین چندہ
کی تحریک فرمائی چنانچہ اوسکے بموجب ایک معتدبہ رقم چندہ کی وصول بھی ہوگئی۔

یہ نہایت پرجوش تقریر تھی جسکے اثر سے تمام حاضرین جلسہ کے قلوب موثر
ہو رہے تھے اور ہر شخص آپ کی لیاقت اور قابلیت اور آپ کی تقریر کی فصاحت
اور بلاغت کی داد دے رہا تھا اس مین شبہ نہین کہ آپ کی تقریر دلون کو جنبش
مین لانے والی اور سچ تو یہ ہے کہ پتھر کو موم کرنے والی تھی اور یہی وجہ تھی کہ ہر شخص
اسکو سنکر محو ہو رہا تھا۔

معین المہامان یعنے باوقار وزرائے صیغہ جات سرکار عالی

عالیجناب نواب مفخر الملک بہادر معین المہام عدالت امور عامہ کی ہمدردی اور محنت شاقہ آپ نے

بھی آعلی لیاقت اور قابلیت اور نہایت سرگرمی اور مستعدی کیساتھ جنرل ریلیف کمیٹی مین رزولیوشنون کے پیش کرنے اور کارآمد رزولیوشنون کی تائید مین سرگرمی ظاہر فرمائی ہے اور امید ہے کہ ہمین آیندہ بھی اپنی رایون سے اعانت اور امداد فرماتے رہین گے اور یہی نہین بلکہ ہر لنگر خانہ وغیرہ مین تشریف لیجا کر کامون کے انجام ہی کی نگرانی فرماتے رہے ہین یہان تک کہ آپ نے جو محنت اور جفاکشی کی ہے اور مددی ہے یہ آپ کی عالی دماغی اور روشن خیالی قابل تعریف اور لایق توصیف ہے اور یہ بھی آپ کی رحمدلی اور ہمدردی روشن اور نمایان الفاظ مین تاریخون مین یادرہیگی کہ آپ نے اپنا عالیشان مکان اسد باغ مصیبت زدون کے رہنے اور اون کو آرام و آسایش پانے کے لئے تجویز فرمایا چنانچہ صدہا مصیبت زدہ اور شریف متورات نے وہان رہنا اختیار کیا اور فراہمی چندہ کے لئے جو جلسہ عام باغ عامہ مین ہوا اوس مین آپ نے جو تقریر فرمائی وہ آب زر سے لکھنے کے لایق ہے اور اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کس درجہ ملک کے ہمدرد اور رعایا کی تکلیف اور مصیبت کی دفع کرنے مین کوشان ہین۔

خلاصہ تقریر عالیجناب نواب فخر الملک بہادر معین المہام عدالت و امور عامہ

آپ فرماتے ہین کہ انسانیت کا پتہ انسانی ہمدردی ہی سے مل سکتا ہے مگر ہمدردی کی توقع جتنی اپنون سے ہوتی ہے اوتنی دوسرون سے کوئی نہین کرسکتا مگر کسقدر تحسین و آفرین کے لایق وہ لوگ ہین جو بلالحاظ مذہب اور ملت انسانی ہمدردی کے لئے کمربستہ اور تیار ہین اور یہ وہی حضرات ہین جنہون نے اپنی کمال انسانیت اور سچی ہمدردی کو کام مین لاکر مصیبت زدون کی جن کے

مکانات اور اثاث البیت حتیٰ کہ اعزہ اور رہال بچہ تک رود موسی کے اوس خوفناک حملہ کا شکار ہوئے ہین اپنی الوالعزمی سے کی ہے جن کا مین رعایا اور جنرل ریلیف کمیٹی کی جانب سے شکریہ ادا کرتا ہون۔

اس ہمدردی کی بڑی وجہ یہہ ہے کہ حیدرآباد کے چشمہ فیض کی سبلین نہ صرف سند بلکہ ممالک مغربی مین پہونچی ہوتی ہین اس کے سایہ مین بے خانمان آکر پناہ گزین ہوتے ہین اور اوس کے خوان یغما سے ہر قوم اور ملت کے لوگ فائدہ اوٹھاتے ہین لکھوکھا بندگان خدا کا یہ ملجا وماوا رہا ہے اور بے شمار خلقت اوس کی عالی حوصلگی سے متمتع ہو رہی ہے اس کی بے انتہا تجارت نے بڑی بڑی دساورون کو اپنا مسخر کرلیا ہے یہی تسخیر ہے جو برقی قوت کا کام دیر ہی ہے۔

حضرات حیدرآباد جو آج سے تقریباً پونے دو مہینے پیشتر عروس البلاد کہلانے کا مستحق سمجھا جاتا تھا اور اپنی رونق اور عظمت کی وجہ سے ہند کے عظیم الشان شہرون مین شمار کیا جاتا تھا کسے معلوم تھا کہ اس طرح چند گھنٹون مین نقش برآب ہوجائیگا اور اوس کا چمکتا ہوا آفتاب اقبال نصف النہار ترقی پر پہنچنے ہی کو تھا کہ یون گہنا جائیگا۔ اور اوس کے خوشنما مناظر کو رود موسی حرف غلط کی طرح مٹا دے گی کونسی آنکھ ہے جو اس کی پرآشوب حالت دیکھہ کر نہ روئی ہو کونسی زبان ہے جس نے اوس کی حالت زار پر رنج و تاسف سے نوحہ خوانی نہ کی ہو کونسا دل ہے جو اوس کی تباہی اور بربادی اور سر بفلک عمارات کو زمین کے برابر دیکھہ کر اور ہزارہا نفوس کے اتلاف کی خبر معلوم کرکے اور ذی عزت پردہ نشین عورات کو بے سروسامانی کی حالت مین کوچہ گردانی کرتے دیکھہ کر خاک نہو گیا ہو۔

پھر آپ ۱۳۲۶ھ کی طغیانی یاد دلاتے ہین اور فرماتے ہین کہ حیدرآباد ایک شیر خوار بچہ کی طرح اوسوقت گہوارہ مین ہاتھ پاؤن مار رہا تھا تا ہم محمدی باغ جو قلعہ گولکنڈہ کے قریب واقع تھا بالکل تباہ اور برباد ہو گیا اور پرانے پل پر ایک نیزہ پانی بلند ہو کر بہتا تھا اور دارالشفا اور بادشاہی عاشور خانہ تک پانی آگیا تھا اوسوقت کے مدبرین نے اوس کے آئندہ انسداد کے لئے ایک کتوا سالکل ندی پر نہایت مستحکم بنایا جو رود موسی مین آکر ملتی ہے اس کتوے سے ایک نہر نکالی جو ملک کو سیراب کرے اور رود موسی کی طغیانی کی محافظ رہے حال کی طغیانی حیدرآباد کے حق مین طاعون سے زیادہ مہیب اور زلزلہ سے زیادہ خوفناک تھی اس لئے کہ حیدرآباد کی اس رونق کو جو اوس نے بحیثیت مجموعی تین صدیون مین حاصل کی تھی تین گھنٹے کے اندر قریب نصف کے خاک مین ملا دیا۔

حضرت حضور بندگانعالی نے جس ہمدردی اور دستگیری و رعایا پروری اور غربا نوازی کا ثبوت دیا وہی ایسی چیز تھی جس نے ناامید دلون کو مطمئن کر دیا اور جو گرداب بلا مین پھنس چکے تھے اون کو ساحل مقصود پر پہنچا دیا۔ بے خانمان اور پریشان لوگون کی اعانت لنگرخانون اور اجراے نقد و پارچہ سے امداد نہ کی جاتی تو کیا اون کا سنبھلنا آسان تھا یہ صرف اعلیحضرت کی اولوالعزمی تھی جس نے گرتون کو سنبھال لیا انتظام رلیف کی نگرانی مین جناب مہاراجہ مدارالمہام بہادر

لہ یہ غلط ہے۔ ابراہیم قطب شاہ کے وقت مین قبل آبادی حیدرآباد یہ کتوا بنایا گیا تھا اور ۱۲۴۷ھ کی طغیانی کے بعد اوس زمانہ کے مدبرین نے کوئی کتوا نہ بنایا تھا جب وہ کتوا خراب ہو گیا تو میر عالم بہادر نے ۱۲۲۲ھ مین اوس کو بنوا دیا تھا۔

تاریخ گلزار آصفیہ

یمین السلطنت نے جس خاص دلچسپی سے حصہ لیا وہ بھی رعایا کے لیے کس قدر حوصلہ افزا اور تسکین بخش تھا آپ کا بہ نفس نفیس ہر وقت شہر کی حالت کو دیکھنا حکام کو مناسب ہدایات دینا بے خانمانون کو اطمینان دلانا اور اُن کی تشفی کرنا کیا کم امید دلانے والی بات تھی انتظام ریلیف کی وجہ سے جو امداد وقتاً فوقتاً تباہ شدون کو پہنچی اور پہنچ رہی ہے وہی بڑی بات ہے دوسرے حکام اور منتظمین جو اس انتظام مین مصروف ہین اور جس سرگرمی اور جانفشانی سے ریلیف کا کام کیا ہے اونھون نے اپنے آقا ے ولی نعمت کے نمک کا حق ادا کیا ہے اور مولوی محمد عزیز مرزا صاحب اور مسٹر حیدری اور مسٹر فاضل سوراج اور نواب ناہر الدولہ بہادر نے بھی دلی ہمدردی کے ساتھ اس کام مین اپنے کو وقف کر دیا ہے۔

خلاصہ تقریر عالیجناب نواب شہاب جنگ بہادر وزیر کوتوالی و تعمیرات وغیرہ

آپ کی جانفشانی اور مساعی جمیلہ جو آپ نے اس زمانہ مین فرمایین وہ بھی لایق تعریف ہین اور آپ کی تقریر ہی سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو کس درجہ انسانی ہمدردی اور مصیبت زدہ رعایا کا خیال ہے۔

آپ فرماتے ہین کہ جس تحریک کا پیش کرنا اس جلسہ مین میرے متعلق کیا گیا ہے وہ بجاے خود اس قدر مدلل سوجہ صاف اور دلنشین ہے کہ اوس کی ترتیب یا تائید کے لیے مجھکو کسی لمبی چوڑی تقریر کی ضرورت نہین اس تحریک کو نہایت مختصر تمہید کے ساتھ آپ کی خدمت مین پیش کرنے کی خوشی حاصل کرتا ہون ہر جلسہ مین پہلے اوس جلسہ کے مقاصد اور منشا بیان کرنے کا عام قاعدہ ہے چنانچہ عالیجناب میر مجلس بہادر (یعنے مدار المہام سرکار عالی) انتہا توضیح و تشریح کیا تھا اوسکو

بیان فرما چکے ہین اسلیئے مجکو اس جلسہ کے مقاصد اور طغیانی کے تفصیلی حالات
بیان کرنے کی ضرورت نہین ہے۔

آپ حضرات شہر کی تباہی خاندانون کی بربادی مخلوق کی پریشانی غربا کی بے
سروسامانی بچشم خود دیکھ چکے ہین اون خوفناک اور حیرت خیز مناظر کا جو اثر آپکے
دل و دماغ پر ہوگا وہ ایسا نہین ہو سکتا کہ اوسکو سوا مہینے کی قلیل مدت آپ کے
صفحہ یاد سے مٹادی مدہم کر سکے اور اوسکو از سر نو زندہ کرنے یا چمکانے کے لئے کسی
مقرر کی جادو بیانی کی ضرورت ہو بہت سے آدمی جن کو یہ طغیانی مفلوک پریشان
حال اور خانہ برباد کر کے چھوڑ گئی ہے اون کے پاس نہ رہنے کو جگہ نہ کھانے کو
غذا اور نہ پہننے کو کپڑا ہے اون کا جو کچھ سرمایہ زندگی تھا سب نذر سیلاب ہوگیا
اس قابل رحم گروہ کی ہمدردی اور دستگیری دلجوئی آپ کے مذہبی اخلاق اور
تمدنی فرایض مین داخل نہین ہے ضرور ہے اور آپ لوگون کو اپنے آقائے ولی
نعمت یعنے اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی خلد اللہ ملکہم کے رحم اور کرم سے
سبق لینا چاہیئے جنہون نے اس گروہ کے ایک بڑے حصہ کو ٹھہرانے کے لئے
اپنے خاص بود و باش کے آراستہ اور پیراستہ محلون کے دروازہ کھولدئے ہین اور
جن مین اسوقت ہزارہا مخلوق خدا پناہ گزین اور آرام پذیر ہے حضرت کی فیاضی
نے نہ صرف اس پہ اکتفا کیا بلکہ طغیانی کے دوسرے ہی دن اپنی جیب خاص اور
نیز سرکاری طور سے جابجا لنگر خانے کھلوادئے جن مین ان خانمان برباد لوگون کی
نہایت کشادہ پیشانی سے ہفتون مہمانی ہوتی رہی اگرچہ اسوقت وہ لنگر خانہ موقوف
کردئے گئے ہین مگر اب بھی بذریعہ معتبر اور معتمد عہدہ دارون کے نقد و جنس اور

لباس کی شاہانہ امداد جاری ہے پردہ نشین عورتون کے لیے بذریعہ عورتون کے مدد پہنچائی جاتی ہے جن لوگون کے لیے شاہی مکانات مین گنجایش نہ تھی اون کے عارضی قیام کے لیے ہزار ہا روپیہ صرف کرکے مناسب مقامات پر شیڈ تیار کروے گئے۔ اور جو لوگ اون مین مقیم ہین اون کی تمام ضروریات زندگی کی فراہمی مین سرکار سے مناسب امداد دیجاری ہے ملازمین سرکاری کی ساتھہ جو مصیبت مین مبتلا ہوگئے ہین خاص خاص رعایتین کی گئی ہین دو دو ماہ کی تنخواہین ایک ساتھہ دی گئی ہے نہایت نرم شرایط کے ساتھہ مکان بنانے کو عام طور پر قرضہ اور زمین عنایت فرمانے کا حکم ہوا ہے غربا کو مفت چھپر وغیرہ دیا جاتا ہے غرضکہ مصیبت زدہ لوگون کی آرام و آسایش اور ہمدردی کے متعلق جو انتظام پیشگاہ خداوندی سے ہوا اور ہو رہا ہے اور وہ ایسا ہے کہ اوس کی نظیر اس زمانہ مین کیا قدیم تاریخون مین بھی ملنا دشوار ہے۔

بعد اوس کے دو گزشتہ طغیانیون کا ذکر فرماکر آپ نے قدیم حیدرآباد اور جدید حیدرآباد کی حالت جو مختلف زمانہ مین تھی اس کا فرق نہایت عالی دماغی سے بیان فرمایا ہے آپ فرماتے ہین کہ دو طغیانیان پہلے زمانہ مین آئی ہین اور جن کے حالات ہم تک پہنچے ہین ان سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی کا پھیلاؤ تقریباً اوس حد تک تھا جتنا اس مرتبہ تھا مگر جان و مال کا نقصان اس قدر نہین ہوا تھا اس کی وجہ ظاہر ہے کہ اس زمانہ مین نہ اندرون بلدہ کی اسقدر آبادی تھی نہ بیرون بلدہ کی۔ یہہ آبادیان تو رفتہ رفتہ بڑہکر ندی کی دامن تک پہونچ گئی تھین۔ علاوہ اس کے وہ زمانہ بھی ایسا تھا جس مین ہر ملک کے رنج و راحت اوسی ملک تک محدود رہتے تھے ایسی حالت مین باہر رہنے والون کو اس کا کوئی موقع نہ تھا کہ وہ کسی قسم

کی امداد یا اظہار ہمدردی کر سکیں اب زمانہ کی رفتار دوسری ہے حضرت بندگانعالی کے عہد میمنت مہد کی برکتوں نے ریل اور تار کی اجرا آمد و رفت کی آسانی اخباروں اور رسالوں کی اشاعت اور خود حضرت اقدس و اعلی کی فیاضی اور عالمگیر ہمدردیوں نے ممالک محروسہ اور غیر ممالک کے باشندوں کو باہم ملا جلا کر شیر و شکر کر دیا ہے اور ایک قومی رشتہ اخوت میں منسلک کرکے ایک دوسرے کا ہمدرد اور شریک رنج و راحت بنا دیا ہے یہی وجہ ہے کہ مصیبت زدگان طغیانی کی تکالیف اور مصائب کم کرنے کے لئے ہندوستان کے مختلف شہروں میں بعض فیاض بزرگ جن کے کشادہ دل بلالحاظ ملک و ملت اور مذہب خالص انسانی ہمدردی سے مملو ہیں نہایت جد و جہد اور دلسوزی سے چندہ جمع کر رہے ہیں۔

عموماً قول اور عمل دو مختلف چیزیں ہیں مگر شاہانہ اقوال افعال سے مختلف نہیں ہو سکتے جیسا کہ اس موقع پر ثابت ہوا خزانہ لٹ جا سکتے ہیں تجارتیں ڈوب سکتے ہیں بنک دیوالیہ ہو سکتے ہیں لیکن جو رقمیں خالص نیک نیتی سے بنی نوع انسان کی تکالیف رفع کرنے میں لگائی جاتی ہیں وہ ہمیشہ پھلتی اور پھولتی اور انکو کسی قسم کا جوکھم نہیں ہے۔

اس تقریر کے بعد نواب خانخانان بہادر معین المہام فوج اور مسٹر واکر معین المہام فنیانس نے تقریریں فرمائیں وہ بھی فراہمی چندہ کے واسطے تھیں وہ تقریریں خود ہی مختصر ہیں ان کا خلاصہ اس مقام پر لکھنا مناسب نہ تھا اس لئے ان کو ترک کر دیا ہے گو الفاظ قلیل اور مختصر ہیں مگر نہایت مطلب خیز اور پرمعنی ہیں اور ان سے اندازہ ہو سکتا ہے مقررین کی اعلی لیاقت اور بیدار مغزی اور روشن خیالی کا

جلیل القدر امراء مین نواب سالار جنگ بہادر ثالث کا ذکر بھی نہایت ضرور ہے کہ آپ نے باوجودیکہ آپ کے علاقہ مین بھی اس طغیانی سے لاکھون روپیہ کا نقصان ہوا تھا یہ حکم دیدیا کہ آپ کے ایوان مین جو مصیبت زدہ لوگ ٹھیرے تھے ان کو کھانا تقسیم کیا جائے اور اور طرح کی بھی امداد کی جائے اور ایک بڑی رقم چندہ مین بھی عطا فرمائی اور ان کی جدہ ماجدہ صاحبہ اور دیگر بیگمات نے بھی چندہ دیا -

اسی طرح نواب محمد معین الدین خان بہادر خلف اکبر نواب سر آسمانجاہ مرحوم نے بھی تمام ایوانات مین لوگون کو ٹھیرنے کا حکم دیا اور صدہا بندگان خدا کو جو مصیبت مین آگئے تھے دو وقتہ کھانا تقسیم کرایا اور ایک بڑی رقم چندہ مین دی -

نواب لطف الدین خان بہادر خلف نواب شمس الملک ظفر جنگ بہادر نے بھی کھانا مصیبت زدون کو کھلوایا اور ایک کمیٹی قایم کی جسمین چندہ جمع کیا جارہا ہے -

عہدہ دارون کی جانفشانی اور عرق ریزی

عہدہ دارون نے جس محنت اور مشقت سے اپنے مفوضہ کامون کو انجام دیا اوس کی تعریف حضور بندگانعالی اور عالیجناب مہاراجہ مدار المہام بہادر اور نواب فخر الملک بہادر نے فرمائی ہے جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے -

حقیقت مین تمام عہدہ دار اس تعریف کے مستحق ہین خاصکر مولوی احمد حسین صاحب پرایویٹ سکرٹری حضور بندگانعالی کی شب و روز کی محنت اور جفاکشی اور سرگرمی اور مستعدی قابل ذکر ہے کہ آپ نے علاوہ اپنے منصبی فرائض کے صدہا اور ہزارہا تاربرقیون کا جواب قابل اطمینان اعلحضرت کی جانب سے دیا اور باوجود اسکے

ہجوم کار و بار کے رلیف کے کاموں کے متعلق جو ہر عہدہ نشین عہدہ داران کا بابت سے پیش ہوتی تھین اُن کے جواب دیئے اور عہدہ داروں کو ہدایتین دیتے تھے جس لیاقت اور قابلیت سے آپ نے کام لیا وہ آپ ہی کے حصہ میں تھی حقیقت جس عالی دماغی سے آپ نے کام کیا ہے اور کر رہے ہین اوس کے عام و خاص مدح خوان اور ثنا گستر ہین اور تمام پبلک ممنون اور مشکور ہے -

مولوی محمد عزیز مرزا صاحب معتمد عدالت و کوتوالی وغیرہ - اونھون نے بڑی سرگرمی اور مستعدی اور لیاقت اور قابلیت سے کام کئے ہین اور یہی کام نہین کئے بلکہ اون کے ساتھ اپنے منصبی کامون کو بھی انجام فرماتے رہے ہین اور وہ اپنی بلیغ کوششون اور سرگرمیون کی وجہ سے اس قابل ضرور ہین کہ جہانتک اون کی قدردانی اور عزت افزائی اور اون کی مدح وثنا کی جائے کم ہے -

علی ھذالنواب سر بلند جنگ بہادر میر مجلس عدالت العالیہ ہین آپ نے بھی بعد طغیانی کے طغیانی زدہ مقامات کو ملاحظہ فرمایا اور نہایت بیدار مغزی سے نگرانی فرماکر بے خانمانون کی تشفی اور دلجوئی کرتے رہے اور تقسیم طعام کی نگرانی بھی اُن مقامات پر تشریف لیجاکر جہان کھانا تقسیم ہوتا تھا فرمائی کھانون کو دیکھنا اور طرز تقسیم سے آگاہ کرنا یہ اصلی اور حقیقی فرض آپ نے اپنا کر رکھا تھا اور اُن فرائض کو بلحاظ رحم ترسی اور اعلی رحمدلی کیساتھ برابر آپ ادا فرماتے رہے ہمنے خود دیکھا کہ ایکدن افضل گنج مین آپ پیادہ پا ان تمام امور کے انجام دہی مین اعلی روشنضمیری اور عالی دماغی کیساتھ مشورہ اور مجسٹریٹون کو راے دے رہے ہین اور لوگ مدح خوان اور ثنا خوان ہو رہے ہین حقیقت مین آپ نہایت باوضع اور نیک خصال اور عبادت گذار اور

پر یہ نگرانی ہوئے اور آپ [illegible] ایسے ہیں کہ [illegible] ان کو ہمیشہ یاد رہیں گے۔ علاوہ
ان کے [illegible] صاحب [illegible] ڈاکٹر صاحب اور [illegible] فضل [illegible]
[illegible] صفائی [illegible] کے [illegible]
[illegible] کے کام [illegible] اور [illegible] کے کام [illegible] ہیں اور آئندہ [illegible]
[illegible] کے [illegible] کاموں کے [illegible] میں مصروف ہیں۔

بابو [illegible] لال صاحب صدر محاسب سرکار عالی کا شغف [illegible] مستعدی اور [illegible]
کے ساتھ کامون کی انجام دہی میں مشغول رہا اور اپنے منصبی کامون کے علاوہ
سیلاب کے خراب نتایج کے رفع کرنے کے متعلق جو کام اُن کے سپرد ہوئے ہین اُن
کا انجام دینا سہل نہ تھا اور نہ سہل ہے مثلاً قرضہ دینے کی کمیٹی جس کے آپ سکرٹری
اور مولوی طالب الحق صاحب اور مولوی عبدالمجید صاحب ممبر ہین اور اسی طرح
اور کام اُن سب کو آپ اپنی لیاقت اور قابلیت اور اپنے لایق اور قابل دیانت
دار شریک مشیرون کی رائے سے نہایت قابلیت اور لیاقت سے انجام فرماتے
ہین اور ڈاکٹر سید سراج الحسن صاحب بیرسٹر ایٹ لا ناظم تعلیمات کو اگرچہ بوجہ اُن کی
منصبی کامون کے ریلیف کا کام سپرد نہ تھا مگر بہت سے کمیٹیون مین آپ نے شریک
ہوکر ریلیف کے کامون مین اپنی اعلیٰ رایون اور مشورون سے کارآمد اور مفید
امداد فرمائی ہے۔

ان سب کامون کے علاوہ نواب عظمت جنگ بہادر و نواب ذوالقدر جنگ
بہادر جو بیرون اور اندرون بلدہ کے مجسٹریٹون کے افسر تھے اونھون نے اپنی
زیر نگرانی مجسٹریٹون سے جس طرح پر کام لیا ہے اور جس قابلیت اور لیاقت سے وہ

بھی بہت بڑی تعریف کے مستحق ہیں ورا ایسے برگزیدہ اور لایق ماہر اور جلیل القدر عہدہ دارون نے کار مفوضہ کو صرف ملازمت سرکاری کی حیثیت سے انجام نہیں دیا بلکہ اپنی ذاتی نیکی اور خداترسی اور رحمدلی سے اپنے کامون کو باحسن وجوہ انجام فرمایا مثلاً راتون کو نکلنا اور گشت کرکے نگرانی کرنا اور حق بحقدار پہنچانا اور غریب مصیبت زدہ اشخاص کی دلجوئی اور تشفی فرمانا اور اون کی آرام و آسایش کا ہر وقت خیال رکھنا ور سب کی جان و مال کی حفاظت کرنا یہ سب کام بڑی محنت اور جفا کشی کے تھے جن کو وہی عہدہ دار بخوبی انجام دے سکتے ہین جو رحمدلی اور نیکی اور انسانی ہمدردی کے اعلی صفات سے موصوف ہوتے ہین۔ نواب عظمت جنگ بہادر اور نواب ذوالقدر جنگ بہادر نے اپنی زیرنگرانی اور مفوضہ فرائض کے متعلق رپورٹین بھی لکھ کر شایع فرمائی ہین جو آپ کی اعلی لیاقت اور قابلیت کا روشن اور نمایان ثبوت ہین۔

مولوی حبیب الدین صاحب ناظم تنقیح حسابات کا اس کام پر تقرر ہوا تھا کہ رود موسی کے کنارہ جو دیہات واقع ہین اون کا دورہ کرکے تحقیقات کرین اور دیکھین کہ وہان کیا حالت ہے بس اس کام کو آپ نے بڑی محنت اور جانفشانی سے انجام فرمایا۔

نواب عماد جنگ بہادر معتمد مجلس عالیہ عدالت جن کا تقرر اسپیشل ڈپوٹی پر ہوا تھا اور مجسٹریٹ درجہ اول کے اختیار عطا ہوئے تھے اونھون نے نہایت جفاکشی اور مستعدی و سرگرمی اپنے مفوضہ کام مین لیاقت اور قابلیت سے ظاہر فرمائی آپ نواب عماد جنگ بہادر مولوی محمد صدیق صاحب مرحوم و مغفور کے فرزند

ارتمیلیت بھی سرکار آصفیہ کے عہدہ دار دن مین ایک لایق اور فایق اور قابل وتجربہ کار اور نہایت کریم النفس عہدہ دار تھے اور جب تک آپ برسرکار رہے ہر شخص آپ کے اخلاق حمیدہ اور صفات پسندیدہ کا معرف اور ثنا خوان رہا اور بعد آپ کے انتقال فرمانے کے نواب عماد جنگ حال جو آپ کی روشن یادگار ہین وہ بھی آپ ہی کے قدم بقدم رفتار اختیار فرمائے ہوے ہین جس کا ثبوت رلیف کے کامون سے بخوبی تمام ہوگیا ہے۔

مولوی ابو رضا صاحب بہادر ناظر اول نے بھی علاوہ اپنے عہدہ کے کامون کے انجام دہی کے سخت سے سخت محنت اور مشقت گوارا فرماکر مصیبت زدون کی خبرگیری بعنوان شایستہ فرمائی اور بذریعہ اخبارات اپنی رایون اور تجویزون سے رلیف کے انتظامی امور مین اصلاحات کی تحریک کرتے رہے ہین وہ ایک نمایان ثبوت آپ کی لیاقت اور قابلیت کا ہے اور یہ بھی پایا جاتا ہے کہ آپ نے بھی تمام شہر کے مجسٹریٹ ہونے کے فرائض ہی کو پورا نہین کیا بلکہ آپ انسانی ہمدردی کو کام مین لاکر عمدگی سے شب و روز نگرانی کرتے رہے ہین۔

ماتحت مجسٹریٹون مین منجملہ اور مجسٹریٹ صاحبان کے مولوی سید محمد غلام جبار صاحب وکیل درجہ اول کی دیانت اور لیاقت کی تعریف ہونا چاہئے کہ اونہون نے بھی اپنی ذاتی سرگرمی اور اعلی لیاقت اور دیانت سے جو کام اپنی وکالت کے صدہا اور ہزارہا روپیہ کی آمدنی کو چھوڑ کر محض انسانی ہمدردی اور رحمدلی سے انجام فرمائے ہین وہ قابل مدح اور ستایش ہین اور آپ رحمدل اور انسانون کے ہمدرد کیون نہون اسواسطے کہ آپ کے والد ماجد مولانا مولوی سید بلحسن صاحب مرحوم

اور مغفور جو لکھنؤ میں نہایت متدین اور کریم النفس اور انسانوں کے ہمدرد اور مشرقی علوم و فنون کے عالم و فاضل فقیہ اور قانون دان وکیل مشہور و معروف تھے اور یہ کہ غلائق کے ساتھ نیکی کرنا اور ستم رسیدوں کو راحت اور آرام اور اعانت پہنچانا روپیہ سے اور محنت اور مشقت کیساتھ آپکا تا حیات یہی مشغلہ رہا اور پبلک کے خدمات یہاں تک آپ نے انجام فرمائے کہ آج تک آپکا ذکر اور مذکور لوگوں کی زبان پر ہے اور یہہ مولوی سید غلام جبار صاحب آپ ہی کے فرزند رشید ہیں جنھوں نے طغیانی کے مصیبت زدوں کے واسطے مجسٹریٹ اور سنٹرل ریلیف کمیٹی میں ممبر مقرر ہو کر نمایاں خصوصیات کیساتھ باوجود اس کے کہ صوم سے تھے نہایت مستعدی اور محنت سے کاموں کو انجام دیا۔ ہمیشہ اپنی ذات سے ان کا بھی یہی طریقہ ہے کہ صدہا روپیہ ماہانہ خاص اپنے پاس سے ارباب حاجت کو چاہے وہ عزیز ہوں یا غیر ہوں دیا کرتے ہیں اور اُن کی امداد کرتے رہتے ہیں اور اوسیکا ثمرہ ہے کہ خداوند عالم نے آپ کو ہر طرح کی دین و دنیا کی کامیابی عطا فرمائی اور یہی عالی ہمتی اون کی اسکا باعث ہے کہ ایک رقم کثیر چندہ میں مصیبت زدگان طغیانی کیواسطے عطا کی اور جب سرکار نے مجسٹریٹوں کے بھتہ کے واسطے تجویز فرمائی تو انہوں نے نہایت ادب سے گزارش کی کہ میں نے یہ خدمات اسواسطے نہیں کئے ہیں کہ مجکو اسکا کوئی معاوضہ مالی سرکار سے عنایت ہو بلکہ محض براہ ہمدردی انسانی و خداترسی ان خدمات کو کرنا چاہتا ہوں اور فخر سمجھتا ہوں کہ میرے خدمات گورنمنٹ اور پبلک کے کارآمد اور مفید ثابت ہوں اور باعث خوشنودی خدا و رسول ہوں۔

مولوی سید ہمایون مرزا صاحب بیرسٹر ایٹ لا سلاطین قطب شاہیہ کے وزیر سید

محمد نصیر اللہ خان جن کا قصبہ نصر اللہ آباد آباد کیا ہوا ضلع محبوب نگر مین موجود ہے اور یہ جا
اور عاشور خانہ بھی جسپر کتبے موجود ہین اور بہت سے مواضعات جاگیر مین ان کے بزرگون
کے پاس تھے جواب قبضہ مین نہین ہین - ان کی شرافت اور عالی خاندانی سب اس
مجمل کیفیت سے ظاہر ہے یہ بھی بڑے رحمدل اور انسانون کے ہمدرد مملکت آصفیہ
کے اطاعت گزار لوگون مین سے ہین - آپ نے بھی اس موقع طغیانی مین مجسٹریٹ مقرر
ہوکر بہت جانفشانی اور کوشش کی اور پانسو ستاون مقدمات فیصل کئے اور فوری تحقیقات
کرکے مصیبت زدون کا جومال برآمد ہوا تہا وہ ان کے حوالہ کرادیا اور ہر طرح کی مدد و امداد
مین مصروف رہے اور اپنے ذاتی کاروبار چھوڑ دئے اور اپنی عیش و راحت سب بندگان
خدا کی آسائش کیواسطے نذر کردی جسکا ثبوت رپورٹ مرتبہ نواب ذوالقدر جنگ بہادر جج
ہائی کورٹ و چیف مجسٹریٹ مصیبت زدگان سے بخوبی واضح ہے - اور یہ بھی ہوا کہ آپ
نے نہایت توجہ کے ساتہہ دعاوی پیش شدہ کا تصفیہ کیا جو نہایت اہم کام تہا - کیونکہ
زچگی خانہ مین جس قسم کا مال مختلف مقامات سے داخل ہوا تھا اسکی شناخت اور
لائق اطمینان ثبوت کا پیش کرنا مدعی کے لئے خالی از دقت اور مجسٹریٹ کو تصفیہ کے
لئے کچھہ کم دشوار نتہا لیکن مولوی ہمایون مرزا صاحب نے اپنے دیرینہ تجربہ اور
قابل قدر اختیار تمیزی سے مدد لیکر اس نازک اور پیچیدہ کام کو نہایت آسانی کے
ساتہہ سلجہا کر انجام دیا جو قابل قدر ہے - آپ نے بھی ایک رقم معتدبہ (۱۱۱ ؏)
چندہ مین دی اور پبلک کے کامون کے واسطے اپنی بیرسٹری کا کام نہین انجام
دیا - آپ مرزا صفدر علی صاحب مرحوم جو نظام سرو س مین ایک معزز اور خداترس
ڈاکٹر تھے اُن کے داماد ہین - آپکی بیگم صاحبہ نے بھی اس امداد مصیبت زدگان مین

بڑے کارنمایان کئے ہین۔ اپنے پاس سے چندہ دیا اور ایک زنانی کمیٹی قائم کی جسمین
تمام خواتین ہندوستان شریک ہوئین اور ہزار ہا روپیہ کا چندہ اس غرض سے جمع
کیا گیا کہ مستورات شرفا پردہ نشین کی مد دمین صرف کیا جاوے چنانچہ
اسکا عمل بخوبی جاری ہے۔ کمیٹی مذکور جسکے ممبرون مین علاوہ بیگم صاحبہ موصوفہ کے
جو اس کی بانی ہین محل نواب ذوالقدر جنگ بہادر اور محل نواب سرور جنگ بہادر
اور محل مولوی احمد مرزا صاحب فرزند جناب مولوی عزیز مرزا صاحب شریک ہین
اور یہ کہ وہ کمیٹی کامیابی سے کام کر رہی ہے۔ مشیر دکن و مخبر دکن مین اسکے حالات
شائع ہوتے رہتے ہین۔ ہندوستانی خواتین کی یہ پہلی کمیٹی ہے کہ جو حیدر آباد مین
قائم ہوئی ہے اور کمیٹی مین اسپیچین بیگم صاحبہ موصوفہ اور اراکین نے دی ہین وہ بھی
وقتاً فوقتاً شائع ہوئی ہین۔ کیون نہو آپ کس عالی نفس و حاجی الحرمین زائر حضرت رسول
الثقلین کی صاحبزادی ہین۔ آپ نے منوہر آباد اسٹیشن ریلوے کے متصل براہ انسانی
ہمدردی ایک سراے بنوادی ہے اور آپ ہمیشہ تعلیم نسوان اور ترقی نسوان مین کوشان
رہتے ہین اور ایک کتاب مشیر نسوان تصنیف کی ہے جسکے صلہ مین طلائی تمغہ ملا ہے۔
علاوہ ان کے اور بھی ماتحت مجسٹریٹ کھانا اور کپڑا تقسیم کرنے والے حضرات ہین
مثلاً مولوی ظفر علی صاحب بی۔ اے جو ایک لائق انشا پرداز اور شاعر ہین اُن کی
شبانہ روز کی کوشش سے بڑی اعانت پہنچی۔ اور مولوی عبد المجید صاحب مددگار
عدالت العالیہ اور مولوی محمد جامع صاحب اور مولوی عبد الغنی صاحب اور بابو موتی لال
صاحب اور سید حیات الحسن صاحب اور مولوی سید امین الحسن صاحب اور مولوی سید
سراج الحسن صاحب بیرسٹر ایٹ لا۔ اور مولوی محمد معراج الدین صاحب اور مولوی

نظیر حسین صاحب فاروقی اور شیخ الطاف حسین صاحب اور سید الطاف حسین صاحب
اور مولوی مسعود علی صاحب مددگار معتمد تعمیرات جو نہایت درجہ قابل اور لائق ہین اور
مولوی محمد اسمعیل صاحب انسپکٹر صفائی اور رائے پربھولال صاحب صدر مہتمم محکمہ فنانس
اور مسٹر وینکٹ راؤ داتار نائب مددگار صدر محاسبی اور مسٹر اتر سے ملازم دفتر کونسل
واضع قوانین اور ڈاکٹر احمد مرزا صاحب ہیلتہ افسر بلدہ اور ڈاکٹر حامد علی صاحب
ہیلتہ افسر چادر گھاٹ اور برادر سردار پریم سنگھ اور نواب وزیر جنگ بہادر ناظم نظم
جمعیت - سید عباس حسین صاحب مددگار کروڑگیری اور تجمل حسین صاحب وکیل و
جائنٹ رجسٹرار بلدہ اور مسٹر احمد علی صاحب انجنیر اور گوبند نایک صاحب مددگار
فنانس اور مسٹر بھوپندر ناتھ صاحب فرزند ڈاکٹر اگھور ناتھ صاحب مددگار ریونیو فنڈ
اور مولوی حاجی صفی الدین صاحب دوم مددگار سوم سکرٹری اور منتظم لنگرخانہ واقع
کتب خانہ آصفیہ اور مسٹر کنٹماچاری صاحب وکیل درجہ اول ممبر سنٹرل ریلیف کمیٹی
آپ نے بھی بڑی لیاقت و جفاکشی سے کام کیا ہے - اور آپ بھی وکیلون مین ایک
سربرآوردہ اور قابل وکیل ہین - اور مسٹر سیٹن صاحب پرنسپل نظام کالج مسٹر اسٹیونس
صاحب کمشنر صفائی اور مسٹر وارنر صاحب سپرنٹنڈنٹ صفائی اور مسٹر ویگ صاحب
اسپیشل ریلیف کمشنر اور جملہ افسران افواج باقاعدہ اور مسٹر ڈنلاپ صاحب بہادر معتمد
مالگزاری اور نواب سلطان یار جنگ بہادر کمشنر پولس یعنی کوتوال بلدہ اور مسٹر سنکن
صاحب بہادر انسپکٹر جنرل پولس اضلاع ہین - ان جملہ حضرات کی خدمات لائق شکر
گزاری پبلک ہین جنہون نے شب و روز حسن لیاقت اور قابلیت سے اپنے کارہائے
مفوضہ امدادی کو انجام فرمایا اور اسی وجہ سے قابل تحسین اور لائق آفرین ہین -

نواب سر افسر الدولہ افسر الملک سپہ سالار افواج سرکار آصفیہ نے تو کمال درجہ
اپنی شجاعت اور بہادری کے جوہر دکھائے کہ جب چادر گھاٹ کے پل پر پانی زوروں
پر جا رہا تھا تو آپ نے اپنا گھوڑا ڈالدیا اور یہ اس وقت کیا کہ حضور بندگانعالی نے
آپ کو طلب فرمایا تھا پس حقیقی جان نثاری اور جانبازی اسی کا نام ہے کہ آپ نے
اپنے آقائے معظم کے حکم کی تعمیل میں اپنی جان کا مطلق خوف نہ کیا۔ اور بلاخوف اس
طوفان اور تموج آب میں گھوڑے پر سوار ہوکر لبیک کہتے ہوئے نکل گئے اور پہنچکر
قدمبوس حضور بندگان عالی ہوئے اعلیٰ حضرت حضور بندگانعالی بڑی بہادری سے
ہاتھیوں کو لیکر اور بہت تماشا پانی میں جا کر ان لوگوں کو بچایا جو غرق آب ہونیوالے
تھے یہ سب کارہائے نمایاں آپ کے ایسے ہیں کہ ہمیشہ تاریخوں میں یادرہینگے۔

سرکاری حکام سے جن لوگوں نے مصیبت زدوں کے لئے اپنی راحت
اور آرام سے ہاتھ اٹھاکر ان کی ہر طرح کے آرام و آسائش کی فکر کی ان کے
علاوہ تمام شہر کے امرا متوسطین۔ ملازمین غیر ملازمین بہت سے ایسے ہیں جنہوں
نے اقسام اقسام کی امداد پہنچائی بعض اسمائے گرامی جو معلوم ہوسکے اس مقام
پر درج کئے جاتے ہیں۔

نواب محمود نواز جنگ بہادر جنہوں نے اپنا ذاتی مکان تمام سیلاب زدہ
اشخاص کے لئے وقف کردیا اور ہر طرح کی ان کی دلجوئی و امداد فرمائی۔ نواب بخشی
صارم جنگ عزیز الدولہ بہادر نے بھی اپنا کل مکان اس غرض کے لئے وقف
فرما دیا تھا۔ آغا محمد علی خان صاحب مہتمم کوتوالی صرف خاص ضلع اطراف بلدہ
بھی ان لوگوں میں ہیں جنہوں نے اس موقع پر سیکڑوں مصیبت زدوں کی جان

بچانے کی پوری کوشش کی اور ڈپٹی افسر پولیس ہین کہ ان کی لیاقت اور قابلیت مشہور ہے۔ ان دنون مصیبت کے زمانہ مین وہ بڑی مستعدی اور سرگرمی سے مصیبت زدہ اشخاص کی امداد کرتے ہین اور یہی وہ افسر ہین جو متصل نواب افسر جنگ بہادر کے یہ بھی جبکہ چادر گھاٹ کے پل پر طغیانی کا بہت زور شور تھا اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر پانی کو چیر کر نکل گئے تھے کمال دلیری اور جرأت کے ساتھ۔

مولوی عبدالغفور صاحب وکیل ہائیکورٹ نائب صدر نشین صفائی اور مولوی سید لطف علی صاحب وکیل اور مولوی عبدالباقر خان صاحب وکیل ان حضرات نے بھی اپنے اپنے مکانات مین مصیبت زدون کو ٹھہرایا اور انکی امداد و اعانت کی۔ مولوی سراج علی صاحب خلف نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی صاحب مرحوم سابق معتمد مال و فائنانس کے مکانون مین بھی صدہا آدمی پناہ گزین ہوے۔ مولوی آغا سید حسن صاحب فرزند مولوی سید افضل حسین صاحب مرحوم میر مجلس نے بھی اپنا کل عالیشان مکان اہل مصیبت کے لئے کھولدیا اور خود ہر طرح کی تکلیف برداشت کر کے ایک عرصہ تک تمام لوگون کو مقیم رکھا۔ مولوی عبدالرحیم صاحب وکیل ریاست پالوینچہ نے بھی بہت دنون تک ہزار ہا روپیہ کے مصارف سے اہل حاجت کو طعام و پارچہ تقسیم کیا۔ مولوی محمد زکریا خان صاحب سابق مددگار صوبہ دار کے مکان مین بھی ایک عرصہ تک لوگ مقیم رہے۔ اسی طرح مولوی سید تصدق حسین صاحب مہتمم کتب خانہ آصفیہ (جنکے بعض اجدا د گیارہوین صدی ہجری مین عہدہ جلیلہ قضاۃ خلد آباد صوبہ اورنگ آباد و ایلچپور صوبہ برار پر حسب الحکم سلاطین دہلی سرفراز ہوے اور اب تک اُن کی اولاد مین عہدہ مذکور باقی ہے) نے بھی اس موقع پر

کوئی دقیقہ ہمدردی و خدا ترسی و خدمت گزاری مصیبت زدگان کا اٹھا نہین رکھا سب سے
پہلے یہ کیا کہ سرکاری کتب خانہ کے ذیلی مکانات مین بہت سے بے خانمان لوگون
کو نہایت آرام سے ٹھہرنے کی جگہ دی اور ہر طرح سے اُن کی دلجوئی کی چنانچہ ایک
بہت سے بے خانمان نہایت آرام سے وہان مقیم مین اسکے علاوہ روزانہ ارباب
مصیبت کو بعد تحقیقات کامل سرکاری لنگر خانون سے طعام و پارچہ وغیرہ دلانے
کی پوری کوشش کی اور صدہا بندگان خدا کو مہتمان لنگر خانہ جات طعام و لباس
کے پاس بہجوا کر ان کی مدد کی -

مولوی محمد پناہ صاحب مددگار صدر محاسبی کی انسانی ہمدردی اور خدا ترسی
اور رحمدلی بھی قابل داد ہے کہ آپ نے طغیانی کی پُر آشوب زمانہ مین بے خانمانون
کو اپنے مکان مین باآرام تمام جگہ دی اور روپیہ سے بھی اعانت فرمائی - علی ہذا بابو
بانکے بہاری صاحب گتہ دار نے تقسیم کھانے کے زمانہ مین نہایت لیاقت و قابلیت
سے کام کیا ہے -

پنڈت کشن راؤ صاحب مالک اخبار مشیر دکن نے بھی از راہ انسانی ہمدردی
و رحمدلی تمام زمانہ طغیانی مین بڑی محنت اور جفاکشی ظاہر کی اور شب و روز ویران
شدہ محلات کو مشاہدہ کیا اور طغیانی زدہ اشخاص کی دلجوئی اور تشفی کی اور اپنی قابلیت
اور لیاقت سے مضامین لکہہ لکھکر اعانت اور امداد رلیف کیٹی کے افسرون کو
پہنچاتے رہے - مشیر دکن اخبار حیدر آباد مین ایک عمدہ اور کثیر الاشاعت پرچہ ہے
اور نہایت اعتدال کے ساتہہ گورنمنٹ نظام کو اپنے عمدہ مضامین سے مدد پہنچاتا
رہتا ہے - اور یہی ایک اردو اخبار اعلی درجہ کا حیدر آباد مین ہے جو روزانہ

شائع ہوتا ہے اور اپنے قابل قدر [illegible] پہنچاتا رہتا ہے۔

ہمدردی قوم [illegible]

مردوں کا کیا ذکر ہے [illegible] نے [illegible]
مصیبت میں مصیبت زدگان کی [illegible] اعانت کی ہے اور اپنے پاس سے [illegible] روپیہ
عنایت فرمایا ہے اور [illegible] بیٹیاں [illegible] مقامات قیام مصیبت
زدگان پر جا کر [illegible] فرمایا اور نقد و جنس سے [illegible] کی۔
اور بیماروں کا علاج کرایا [illegible] ان شادی [illegible] سیلاب ہو گیا تھا۔
اُن کے نکاح سرکاری امداد اور اپنے چندہ سے کرائے۔ اور کوئی دقیقہ امداد
مستورات شرفا جو مصیبت میں مبتلا ہوگئی تھیں اٹھا نہیں رکھا بعض کے اسمائے
گرامی ذیل میں درج کئے جاتے ہیں اور نقد و چندہ وغیرہ جو ان مستورات نے عطا
فرمایا ہے وہ اخبار مشیر دکن وغیرہ میں شائع ہوتی رہتی ہے۔

بیگم صاحبہ مسٹر محمد اکبر حیدری معتمد فنانس
بیگم صاحبہ ڈاکٹر کریم خان خدیو جنگ بہادر نائب ناظم طبابت۔
بیگم صاحبہ سید ہمایون مرزا صاحب بیرسٹر ایٹ لا
صاحبزادی عبد اللہ شاہ صاحب
خجستہ سلطان صاحبزادی نصیر الدین حیدر صاحب شاہزادہ دہلی۔

مسز مسٹر کیسن واکر معین المہام فنانس
مسز مسٹر سیٹن پرنسپل نظام کالج۔
مسز جیفری صدر معلمہ مدرسہ اعزہ نسوانیہ۔
مسز اسٹرج نائب پرنسپل نظام کالج۔
مسز وارنر مہتمم صفائی۔
مسز نائڈو۔

سلہ ان کو اور مسٹر واکر اور مسز نائڈو کو پیشگاہ اعلیحضرت ایڈورڈ ہفتم سے جلدوی ایسے کارہای نمایاں کے مڈل عطا ہوا ہے۔

باب ششم

جلسہ ہائے یادگاری

اضلاع مین فراہمی چندہ کے جلسے

سب سے پہلے اضلاع مین فراہمی چندہ کا جلسہ جناب ... صدر نشین صاحب بہادر صوبہ دار ورنگل نے از راہ انسانی ہمدردی منعقد فرمایا اور چندہ کی تحریک فرماکر معتدبہ رقم وصول فرمائی۔ راجہ صاحب موصوف بڑی اعلی لیاقت اور قابلیت و اخلاق سے ہردلعزیز ہو رہے ہین اور آپ کے مزاج مین انصاف پسندی اور رحم وکرم الناس کے ساتھ اس درجہ ہے کہ جو دیکھئے وہ آپ کا مدح و ثنا خوان ہو رہا ہے۔ علی ہذا مسٹر بزروحی صاحب المخاطب بہ نواب یزد جنگ بہادر صوبہ دار اورنگ آباد و نواب فرامرز جنگ بہادر صوبہ دار میدک اور مولوی سید یوسف الدین صاحب صوبہ دار گلبرگہ نے فراہمی چندہ مصیبت زدگان مین جو مساعی جمیلہ مبذول فرمائی ہین ان کے رحم وکرم کے کارنامہ ہمیشہ کیواسطے تاریخون مین یاد رکھنے کے قابل ہین۔

علاوہ صوبہ داران کے تعلقداران اضلاع نے بھی ہمہ تن فراہمی چندہ مین کوشش کی ہے جن مین سے مولوی سید امیر حسن صاحب تعلقدار پربھنی کا نام نامی اور آپکی بلیغ کوشش ایسی ہین کہ تاریخون مین روشن الفاظ مین لکھنے کے لائق ہین اسی طرح پر اور رحمدل اور لائق اور قابل تعلقدار صاحبان ہین مثل نواب رفعت یار جنگ

اول تعلقدار محمد آباد و بیدر و مولوی سید محمد صاحب بلگرامی اول تعلقدار نلگنڈہ اور
راجہ اندر کرن بہادر اول تعلقدار گلبرگہ اور مولوی سید زین العابدین صاحب بلگرامی
اول تعلقدار ضلع رائچور و نواب لیاقت جنگ بہادر اول تعلقدار نظام آباد و مولوی
محمد علی صاحب اول تعلقدار عادل آباد وغیرہ -

غیر ممالک کے ہمدردانہ جلسہ

غیر ممالک مین فراہمی چندہ مصیبت زدگان طغیانی حیدرآباد کے واسطے جو جلسے ہوے

اُن مین شہر لکھنؤ اور دہلی اور کلکتہ اور مدراس اور بمبی وغیرہ ہین - لکھنؤ مین بنابابو پراگ
نراین صاحب بہارگو رئیس اعظم لکھنؤ مالک مطبع اودہ اخبار نے ازراہ رحمدلی اور کریم النفسی
پر زور الفاظ مین چندہ کیواسطے اپنے مشہور اور معروف اخبار مین اپیل شائع فرمائی
اس اپیل کے شائع ہوتے ہی راجہ سر تصدق رسول خان صاحب بہادر کے - سی - ایس
ائی - تعلقدار جہانگیر آباد نے پندرہ سو روپیہ حیدرآباد کے مصیبت زدگان کے لئے عطا
فرمایا اور دیگر حضرات نے بھی - جناب راجہ صاحب کی سیرچشمی اور فیاضی شہرۂ آفاق ہی
اور آپ نہایت منتظم اور مدبر ہین اور آپ نے اپنی اعلی قابلیت اور لیاقت سے
اپنی ریاست کا ایسا عمدہ انتظام کر رکھا ہے کہ سب لوگ آپکی تعریف اور توصیف
مین رطب اللسان ہین - درحقیقت بابو صاحب اپنی سیرچشمی اور فیاض دلی مین مشہور
نزدیک اور دور ہین اور کیون نہون آپ فرزند رشید ہین جناب منشی نولکشور صاحب
بیکنٹھ باش کے جنہون نے اپنی دوران حیات مین لاکھون روپیہ تعلیم اور رفاہ عام
کے کامون مین بطور چندہ عطا فرمائے تھے پس بابو صاحب انہین مرحوم اور مغفور
کے روشن اور ممتاز یادگار ہین جو اپنے اخلاق اور حسن سلوک اور انسانی ہمدردی

اور رحمدلی سے مشہور ہو رہے ہین۔

علاوہ ان ہندوستانی جلسون اور تحریکون کے انگلستان مین جو شاندار جلسہ گزشتہ ایام مین ۱۹۰۸ء کو ہوا اوسکے حالات اسواسطے اس تاریخ مین لکھے جاتے ہین کہ اس سے پہلے ہندوستان کے متعلق کبھی اس خصوصیت کے ساتھہ جلسہ نہ ہوا تھا مخصوص حیدرآباد کے واسطے ایسے جلیل الشان جلسہ کا انعقاد جسمین بڑے بڑے لارڈ اور مارکوئیس اور وزرا اور دیگر ممبر آور رہ پنشن یاب مدبر اور منتظم عہدہ داران وغیرہ کی شرکت روشن اور بین ثبوت اس امر کا ہے کہ حضور بندگانعالی کے عہد معدلت مہد مین آپ کے فیض و کرم اور آپ کی مدبرانہ شاہانہ قابلیت سے اور اسبات سے بھی کہ آپ کو اپنی رعایا کا کس درجہ خیال شب و روز رہتا ہے اور حیدرآباد نے دنیا مین کس درجہ ہردلعزیزی پیدا کر رکھی ہے کہ اوس مین سیلاب کے آجانے سے تمام دنیا کے لوگون نے بڑی سرگرمی اور مستعدی سے ہمدردی کا اظہار کیا خاص کر انگلستان کے مشاہیر نے جلسے بھی کئے اور یہ عظیم الشان جلسہ لارڈ میئر صاحب کی صدارت مین منیشن ہوس مین منعقد ہوا تو اس درجہ ہمدردی کا اظہار حیدرآباد کے طغیانی زدہ اشخاص کی نسبت کیا گیا ہے کہ اس کی مثال نہین ملتی۔ اس جلسہ کی مفصل کارروائی کے دیکھنے سے اوسکی عظمت و جلالت اور علوی شان کا اندازہ ہوسکتا ہے اور ذیل مین تقریرون کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے تاکہ اس تاریخ کے پڑہنے والے سمجھہ لین کہ اہل انگلستان کو کیسی سچی اور حقیقی ہمدردی حیدرآباد اور اوسکی رعایا کے ساتھہ ہے۔

اس جلسہ کے صدرنشین لارڈ میئر تھے جنھون نے بموجودگی ہندوستان کے ہردلعزیز سابق گورنر جنرل لارڈ رپن اور رائٹ آنریبل مسٹر بکانن ممبر پارلیمنٹ و نائب وزیر ہند

اور لارڈ کرومر اور مسٹر ڈیوڈ ایڈیٹر کی بارہ وغیرہ مارکوئیس اور ارڈ ماہیا اور مولوی سید
حسین صاحب بلگرامی اور مسٹر سکے جی گپتا اور مسٹر رمیش چندر دت اور مولوی سید
امیر علی صاحب اور آنریبل مسٹر گوکھلے و چترہ وغیرہ ایک تقریر فرمائی جو اس طرح ہے -

خلاصہ اسپیچ لارڈ میئر

آپ نے فرمایا کہ تقریباً دو ہفتے کا عرصہ ہوتا ہے کہ
چند گھنٹہ کی تباہی نے پانچ ہزار سے اوپر جانون کا نقصان
کیا اور پانچ لاکھ کی آبادی میں سے ربع آبادی کے تمام مکانات کو برباد کر دیا جس کے
اثر سے ہزارہا آدمی بے خانمان اور روٹی کپڑے کو محتاج ہو گئے ہیں -

ریاست حیدر آباد ہمارے قدیم ترین وفاداروں میں سے ہے اور ایک صدی
سے ہم اور وہ باہمی معاہدہ پر قائم چلے آتے ہیں تاریخی اور انسانی ہمدردی کی بنا پر میں
آپ لوگون سے اس اپیل کے ساتھ ہمدردی کا خواہان ہون اور میں یہ کہنے کی اجازت
بھی چاہتا ہون خصوصاً اسوقت جبکہ ہندوستان کے دیگر حصص میں بےچینی پھیلی ہوئی ہے اور
طوائف الملوکی کے تکلیف دہ آثار ظاہر کئے جا رہے ہیں - مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم عملاً
باشندگان ہند کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کریں اور انہیں دکھائیں کہ ان کے ساتھ
ہمیں کیسی سچی ہمدردی ہے اور یہ کہ ہم اُن کا درد اپنے دل میں رکھتے ہیں اور ہم ان
کے زخموں کو اچھا کرنا چاہتے ہیں نہ کہ حقارت سے ہمکو دوسری طرف منہ پھیر لینا
چاہئے - اسکے بعد لارڈ میئر نے سر ڈیوڈ بار سابق رزیڈنٹ حیدر آباد کی نسبت چند کلمہ
کہکر رزولیوشن پاس کرنا ان کے حوالہ کیا - کرنل سر ڈیوڈ بار کی نسبت لارڈ میئر نے فرمایا
کہ یہ ہندوستان کے دیگر حصص میں ممتاز خدمات انجام دیکر پانچ سال تک حیدر آباد
میں رزیڈنسی کی اعلی خدمت پر ممتاز رہے ہیں اور اس خدمت کی انجام دہی کے دوران

مین اون کو بوجہ لیاقت اور ہمدردی حضور نظام کے مزاج مین رسوخ حاصل ہوگیا جو
ریاست حیدرآباد کے نہایت قابل اور لائق حکمران ہین اور سر ڈیوڈ بار کو رعایا ے
حیدرآباد کی حالت ضروریات اور حضور نظام کی رعایا کی وفاداری سے واقف ہونے
سے خوب موقع حاصل رہا ہے اسکے بعد کرنل ڈیوڈ بار صاحب نے جو رزولیوشن
پیش کیا وہ یہ ہے -

رزولیوشن جلسہ ہذا حضور نظام اور رعایاے حضور نظام سے اس
مصیبت اور تباہی پر اپنی دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے جو حال کی تباہی سے رعایاے
حیدرآباد کو لاحق ہوئی ہے اور یہ کہ حیدرآباد ڈسیسٹر فنڈ کمیٹی کو مجاز کیا جاتا ہی
کہ پبلک سے اپیل کرکے چندہ جمع کرے اور مصیبت زدگان حیدرآباد کی امداد
کی غرض سے بھیجے اونہون نے کہا کہ سب سے بڑھکر بہادری کا کام دو لیڈی
ڈاکٹرون یعنی مسز ہنٹوا ور مسز کوریا نے انجام دیا جنھون نے وکٹوریہ زنانہ اسپتال
کی تمام زنانہ مریضون کی جانین بچائین اونھون نے رلیف کی اون تدابیر اور
انتظام کا تعریفی الفاظ مین ذکر کیا جو اعلیحضرت حضور نظام اور مہاراجہ سرکشن پرشاد
بہادر اور اعلی عہدہ داران سرکار عالی اور امراے دولت آصفیہ نے فرمایا ہے
اور امداد مصیبت زدگان کے لئے چندہ کھولا ہے اور آپ نے لندن کے
رلیف فنڈ کے آنریری سکریٹری مسٹر لطیفی کی مستعدی اور جفاکشی کی بھی تعریف کی
اور انگلستان کے ہر طبقہ کے لوگون کو چندہ مین شریک ہونے کی ترغیب اور تحریص
دلائی ان کی تائید مین مسٹر ہکانن نائب وزیر ہند نے جو تقریر فرمائی اوسکا خلاصہ
یہ ہے -

خلاصہ تقریر مسٹر بکانن آپ نے فرمایا کہ یہ نہ سمجھو کہ حضور نظام نے ہمسے چندہ کی اپیل کی ہے ہرگز آپ سے اپیل نہین کی آپ صاحبان سرڈیوڈ بار صاحب کی زبان سے سُن چکے ہین کہ حضور نظام نے اپنی مصیبت زدہ رعایا کے ساتھ کیسی فیاضی اور ہمدردی کا سلوک فرمایا ہے اور آپ کی گورنمنٹ نے کس طرح مصیبت زدہ رعایا کی رفع تکالیف کی جانب مستعدی اور ہمنا کشئی ظاہر کی ہے پس حضور نظام کی مثال ہمارے لئے تمام اپیلون سے بہتر اپیل ہے اسکے بعد سر ایچ ایس کینگ ممبر پارلیمنٹ نے صدر انجمن کے لئے شکریہ کی تحریک پیش کی اور کہا کہ یاد رکھنا چاہئے کہ حضور نظام ہمارے ذکی اور وفادار دوستون مین سے ہین ہمکو چاہئے کہ ہم اون پر اور اون کی مصیبت زدہ رعایا پر یہ ظاہر کرین کہ ہم نازک وقت مین اون کو بھول نہین گئے ہین اس تحریک کی تائید مسٹر لطیفی آنریری سکرٹری نے کی اور کہا کہ مین باشندگان ہند کی جانب سے آپکے ہمدردانہ الفاظ کا شکریہ ادا کرتا ہون اور نیز اون دس ہزار بیواؤن اور یتیمون کی طرف سے بھی شکریہ ادا کیا جاتا ہے کہ جن کی خاطر آپ صاحبون نے اس قدر تکلیف برداشت فرمائی۔ اسکے بعد لارڈ میئر نے اسکے جواب مین تقریر فرمائی اور بعد اوسکے یہ جلسہ برخاست ہوا جو ہمیشہ تاریخون مین یاد رہیگا۔

باب نہم

سنے سنائے حیرت انگیز واقعات

باب ہذا اسواسطے قائم کیا گیا ہے کہ اس مین وہ تعجب خیز اور حیرت بخش دلچسپ واقعات لکھنے کے لائق ہین جو دنیا مین بڑے بڑے حوادث کے ظہور مین آنے سے

پیدا ہوتے رہے ہین ۔ گذشتہ زمانہ مین بھی اس قسم کے حوادث گذر چکے ہین یعنی جب کبھی
ایسے طوفان باد اور باران اور زلزلے آئے اور دریاؤن اور ندیون مین سیلاب نمودار ہوے
یا آتش زنی کے واقعات ہوتے رہے تو اون کے ظاہر ہونے سے یہ تو ہوا کیا ہے
کہ بہت سی جانون کا نقصان ہوتا رہا مگر ایسی محشر انگیز حالتون اور قیامت خیز واقعات
مین بھی ہوا کیا ہے کہ اکثر آدمی محفوظ بھی رہے ہین جنکے حالات سن کر اور دیکھکر مورخین
حیرت ظاہر کرتے رہے ہین پس یہ واقعات بھی اوسی طرح کے واقعات ہین جو موسی
ندی کی طغیانی سے زبان زد خاص و عام ہو رہے ہین ۔

جدید اور قدیم زمانہ کا فلسفہ اور سائنس بھی ان واقعات کو اور اس قسم کی تمام روایات اور
حکایات کو افسانون اور قصہ کہانیون کی کتابون کا ضمیمہ سمجھتا ہے مگر ان واقعات کے متعلق
جو اسباب بیان ہوے ہین یا ہوتے ہین وہ قابل اطمینان اون لوگون کے نزدیک نہین
سمجھے جاتے جو قدرتی نیرنگیون اور قدرتی کرشمون کی باریکیون کو سمجھتے ہین اور جانتے
ہین کہ جب قضا آتی ہے اوسی وقت انسان مرتا ہے اور جس کی قضا نہین ہے وہ ہر حالت
مین محفوظ رہتا ہے ۔ بڑی سی بڑی لڑائیون مین جہان گولیون اور گولون کا مینہ برسا کرتا
ہے وہان سب کہان مرجاتے ہین یہی حالت حوادثات زمانہ کی ہے اور طوفانون کے
واقعات کی کہ اون مین ایک شمار عظیم مبتلا ہو جاتا ہے مگر مرتے وہی ہین جن کی قضا آجاتی
ہے اور اون کی جانین محفوظ رہتی ہین جن کا قدرت نے دوسرا وقت مقرر کر رکھا ہے
اور یہی وہ باتین ہین کہ نہ پہلے سمجھی گئین اور نہ اب سمجھہ مین آتی ہین مثلاً پہلے جو کچھہ گذر
گیا وہ گذر گیا حال کے واقعات جو حیدرآباد کے عظیم الشان سیلاب نے پیدا کر دئے
تھے وہ کیا کم ہین قدرتی مرموزات اور قدرتی نیرنگیون کے ثبوت کے واسطے منجملہ اور

سنے سنائے واقعات کے چند واقعات ایسے ہین جو موسی ندی کی طغیانی
قدرتی نیرنگیون کے ثبوت کے واسطے چھوڑگئی ہے اوراس تاریخ کے پڑہنے والون کی
دلچسپی اوردل آویزی کے لئے ذیل مین درج کئے جاتے ہین -

واقعات یہ ہین (۱) اس طغیانی مین وہ لوگ جو کسی محفوظ مقام پرپہنچ گئے
تھے اون کا بیان ہے کہ سیلاب کے زور شور مین صدہا اور ہزارہا مردے مثل مرغابیون کے
بہتے ہوئے جارہے تھے اور چھپرون - چھتون اور درختون پر زندہ بیٹھے اور بہتے ہوئے نظر آرہے تھے
ان مین بھی بہت سے لوگ اگرچہ زندہ تھے یا دیکھتے ہی دیکھتے مرگئے اوربعض درختون پر
لٹک کر بچ گئے اوربعد طغیانی کے جو لوگ زندہ رہے تھے اون کی حالت زار دیکھی
نہین جاتی تھی -

(۲) یہ واقعہ بھی عجیب وغریب ہے کہ ایک مرزا تھے جب اونہون نے دیکھا
کہ مکان مین پانی آگیا بس وہ اپنی بیوی اوربچون اور متعلقین کو لیکر گھرسے نکل پڑے
ابھی اپنے مکان سے نکلے ہی تھے اور کسی جانب راستہ بوجہ پانی کے نہ ملتا تھا کہ دفعتاً
اونہون نے ایک عظیم الشان مکان کو گرتے دیکھا اوسکا گرنا ہی تھا کہ مرزا کے آگے
ایک بلند ٹیلہ ہوگیا یہ اوسکو اپنی پناہ کا مقام سمجھکر اوس ٹیلہ پر چڑھ گئے - اب چڑھنے کو تو
چڑھ گئے مگر وہان پہنچکر ایک گھوڑے کو بہتے ہوے آتے دیکھا - مرزا کو تیرنا آتا تھا اونسے
رہا نہ گیا اور وہ ٹیلہ پر سے اس ارادہ سے کود پڑے کہ گھوڑے کو پکڑ لین اور اوسپر
لوگون کو سوار کر کے نکال لیجائین - اب اونہون نے جاکر گھوڑے کو پکڑا اور اوسپر سوار
ہوگئے اور ایال پکڑ لئے گھوڑا تھا زبردست اوسکو اپنی ہی جان کے لالے پڑے ہوے
تھے جب اوس نے دیکھا کہ یہ کون بلا آگئی اب اوس نے اور وحشت کی لی اور مرزا کو

لے بھاگا تہوڑی دور پہنچکر گھوڑے نے پچھاڑ کھائی اور مرزا کو پانی مین پہینک کر آپ سبکدوش ہوا اتفاق سے مرزا کو ایک موٹی ناٹ یعنی شہتیر ملگئی اب مشہور ہے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا فورا اوسکے سہارے سے مرزا تیر کر ایک درخت تک پہنچے اور اوسپر چڑھ گئے اب وہ گھوڑا اوسی ٹیلہ پر پہنچا جس پر مرزا صاحب کے متعلقین پہلے سے تھے اور اوس نے لاتون اور ٹاپون سے ان سب لوگون کو مار کر پانی مین گرادیا اور گرنا تہا کہ پانی اون کو بہا لے گیا اور مرزا صاحب یہ سب کیفیت دیکھتے ہی رہگئے اور آپ بچ گئے۔

(۳) ایک صاحب کی ایک ہی لڑکی تھی اوسکے والدین نے اوسکو بڑے ناز و نعم سے پرورش کیا اور ہزارون ارمان اور لاکھون آرزوئین اوس لڑکی سے وابستہ تھین اوسکی شادی کے واسطے زیور وغیرہ سب بنوالیا تھا اوسکی نسبت بھی ہوچکی تھی دو مہینے مین اوسکی شادی ہونیوالی تھی کہ یکایک سیلاب آگیا اور اوسکے مکان مین پانی پہنچا اور پانی بڑہنا شروع ہوا اب سب کو موت کا یقین ہوگیا۔ لڑکی کے والدین کو اوسکی شادی کی تمنا دل کی دل ہی مین رہی جاتی تھی جب اونہون نے دیکھا کہ موت قریب ہے تو اونہون نے اپنی لڑکی کو زیور پہنا کر اور دولہن بنا کر دیکھنا چاہا اور اوسکو دولہن بنایا مگر اوس لڑکی نے کہا کہ موت یقینی ہے اگر یہ زیور جسم پر رہیگا تو اوسکے لئے نامحرم جسم پر ہاتھ لگائینگے۔ اللہ اللہ یہ کیسی باعفت لڑکی تھی جسکو یہ گوارا نہوا اور اوس نے تمام زیور اوتار کر دریا مین پہینکدیا اور سب کے سب کلمہ طیبہ پڑہکر آمادہ مرگ ہوگئے مگر قدرتی کرشمون مین یہ کرشمہ بھی عجیب ہے کہ دفعتاً پانی کا زور گھٹنا شروع ہوگیا اور سب کے سب محفوظ رہے۔

(۴) اس بڑی طغیانی مین بھی پرانا پل جیسا تہا ویسا ہی بنا رہا طغیانی اور سیلاب نے اوسکو صدہا اور ہزارہا جھٹکے دیے ہونگے مگر پرانی عمارتون اور پرانے پلون کا کیا کہنا کہ

اس طوفان مین بھی اون کو صدمہ نہ پہنچا اسپر جس درجہ حیرت کی جائے بجا ہے علی ھذالقیاس معبد گاہون کا محفوظ رہنا اچنبھے کی بات نہین تو اور کیا ہے یعقوب کی مسجد قریب دروازہ چادرگھاٹ دوسو برس کی پرانی مسجد ہے مگر اس طغیانی سے اوسکو ذرا بھی صدمہ نہین پہنچا۔

(۵) دوسرا گھوڑا جسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ پانی کے دھارے مین بہتا ہوا جو بہت بلند بہ رہا تھا اتفاق سے ایک مکان کی چھت پر پہنچ کر کھڑا ہو گیا قدرت خدا سے وہان ہری گھاس بھی کہین سے بہ آئی وہ بھی اوسی چھت پر رک گئی جب طغیانی دفع ہوگئی تو لوگون نے دیکھا کہ گھوڑا چھت پر کھڑا ہوا ہری ہری گھاس کھا رہا ہے۔

(۶) یہ واقعہ بھی قدرتی نیرنگیون کیواسطے کافی و وافی ہے کہ اس طغیانی مین کئی آدمی جو بہکر آئے تھے اور ایک درخت پر چڑھے ہوے بیٹھے تھے ایک اور صاحب بہتے ہوے آئے اور چاہا کہ اوس درخت پر چڑھ جائین مگر اوسکو جو لوگ کہ پہلے سے اوس درخت پر بیٹھے ہوے تھے اون مین سے ایک صاحب نے یہ سمجھکر کہ درخت کمزور ہے اگر یہ صاحب بھی اس درخت پر آجائین گے تو اور بھی لنگر ٹرہ جائیگا لات ماری اور اوسکو چڑھنے ندیا وہ پھر بہتا ہوا چلا گیا اور ایک مقام محفوظ پر پہنچکر بچگیا مگر جسنے لات ماری تھی اور اوسکو درخت پر چڑھنے نہ دیا تہا اوسکا حشر یہ ہوا کہ سیلاب نے درخت کو ٹکرین مار مار کر کئی مرتبہ پانی مین ڈبویا اور پھر اوبھارا اور اوسوقت تک یہی کیفیت رہی جب تک کہ لات مارنے والا اپنے کیفر کردار کو پہنچکر غرق نہ ہو گیا جب وہ غرق ہو گیا اوسوقت درخت قائم ہو گیا اور اور لوگ جو اوس درخت پر بیٹھے تھے وہ بچگئے۔

(۸) چادرگھاٹ مین طغیانی کے وقت ایک صاحب جا رہے تھے اونہون نے دیکھا کہ ایک عورت بہتی ہوئی آرہی ہے اونہون نے اپنی چادر کو جو اوسوقت اون کے

پاس موجود تھی پھینکا اور کہا کہ اسکو پکڑلے اور جب اوس عورت نے اوس چادر کو پکڑلیا تو اونہون نے اوسکو کنارہ کہینچ لیا اب دیکہا کہ ایک دوسری عورت بہتی ہوئی آرہی ہے اوس سے بھی اونہون نے کہا کہ اپنا ہاتہہ میرے ہاتہہ مین دیدے اوسنے جواب دیا کہ یہ ہاتہہ وہ ہاتہہ ہے کہ مین نے اسکو کبھی غیر کے ہاتہہ مین نہین دیا۔ یہ کہنا ہی تھا کہ پانی کے تہپیڑے نے اوسکو خود ہی کنارہ پر پہنچا دیا اور جبکہ اوس کی قضا نہ تھی تو وہ اسطرح پر محفوظ رہی ۔

(۹) ایک صاحب کا حال یہ سنا گیا ہے کہ اون کے مکان مین چارسو آدمی محلہ کے آکر جمع ہوگئے تھے مگر جب پانی کا ریلہ آیا تو سب کے سب بہہ گئے ابھی پانی برابر آرہا تہا اب جس بالائی درجہ مین یہ صاحب تھے اون سے اون کی لڑکیان لپٹی ہوئی تھین یہ صاحب بھی بہے اور لڑکیان اون سے چھوٹ کر بہہ گئین اور اون کی والدہ بھی بہ گئین مگر اون کا لڑکا بہکر کنارہ پر پہنچکر بچگیا اور وہ صاحب بھی بہتے ہوے ایک درخت کے قریب پہنچے اور درخت پر چڑہکر بچگئے ۔

(۱۰) ایک ضعیف اور ایک ضعیفہ پانی کے نل مین پائے گئے معلوم نہین کہ یہ کہان دب رہے تھے کہ بعد طغیانی بول اوٹھے کہ ہم یہان ہین ہمکو نکالو۔ جب لوگون نے آوازسنی اور ایسی آواز کہ گویا قبر سے آرہی ہے فوراً لوگ دوڑپڑے اور نل کو اولٹ پلٹ کر دیکہا تو یہ دیکہا کہ ایک کہن سال جوڑا اوسکے اندر زندہ موجود ہے ضعیف صاحب تو بعد نکلنے کے خدا کچھ سدہار گئے مگر ضعیفہ ابھی تک زندہ ہے اور شاید ابھی عرصہ تک زندہ رہے اسواسطے کہ لوگ کہتے ہین کہ جو اس طغیانی مین آکر بچگیا ہے وہ کبھی نہین مرے گا ۔

(۱۱) بیگم بازار مین بالکشن نامی ایک ساہوکار تھے اون کا بہت بڑا مکان تہا

اور چار پانچ لاکھہ روپیہ پر قادر بھی تھے اُنیس پاپیس علاوہ اون کے مکان کے آدمیون اور آدھی اون کے مکان مین پناہ گیر تھے پانچ سال کا عرصہ ہوا جب طغیانی آئی تھی تو انکا مکان محفوظ رہا تھا اس خیال سے مطمئن تھے کہ یہ طغیانی کیا کر سکتی ہے مگر حال کی طغیانی نے یہ کر دکھایا کہ اون کا مکان یکایک گرا اور جو لوگ اوس مین تھے وہ سب دب کر مر گئے صرف ایک لڑکا بہتے ہوے درخت کے سہارے سے بہت دور جا کر کسی مقام پر زندہ بچا ہوا سنا گیا ہے یعنی موضع ادیل مین جو حیدر آباد سے چھہ سات کوس ہے -

(۱۲) ایک اور محلہ مین یہ ہوا کہ لوگون کے گھرون کے باہر جو درخت تھے اون پر لوگ چڑہے ہوے تھے پانی کے زور اور ریلہ نے درختون کو اوکھاڑ کر اور آدمیون کو بہا کر غرق آب کر دیا صرف تین عورتین ہی تھین جو مختلف درختون پر تھین اور یہ وہ درخت تھے جو پانی کے جھکڑون سے بچ رہے تھے ان مین سے ایک عورت نے دیکھا کہ ایک سانپ بہتا ہوا آ رہا ہے اور وہ اوسی درخت کے نیچے پہنچکر درخت پر چڑہنے لگا اور چڑہکر ایک شاخ پر پہنچکر لپیٹ گیا جو اوس عورت کے سر پر تھی اب وہ عورت نیچے دیکھتی ہے تو پانی ہی پانی نظر آتا ہے اوپر دیکھتی ہے تو مار سیاہ لپٹا ہوا ہے اب کرے تو کیا کرے اسی مجبوری کے عالم مین پریشان تھی کہ اس عرصہ مین سیلاب رفع ہو گیا اور وہ بچ گئی -

(۱۳) یوسف بازار مین ایک صاحب تھے جو کمرہ مین رہا کرتے تھے طغیانی کے روز اون کے کمرہ مین پانی آ گیا اور جو تخت وہان تھا وہ بھی ڈوب گیا اب اونہون نے تخت پر کرسی بچھائی اور کرسی پر جا کر کھڑے ہوے کہ ڈوبنے سے محفوظ رہین کرسی بھی ڈوبی اور پانی یہانتک چڑہا کہ ان صاحب کی کمر تک پہنچ گیا اتفاق سے اونہون نے دیکھا کہ ایک شہتیر بہتی ہوئی آ رہی ہے اونہون نے اوس کو پکڑنا چاہا اور اس

خیال سے کہ اسکے سہارے سے کنارہ پر پہنچ جاؤن اور یہہ قصد کرکے جیسے ہی اوس کرسی پر ذرا ابہرے کہ کرسی اور تخت جو اون کے وزن کی وجہ سے دبا ہوا تھا وہ بہی پانی کے ریلہ سے اچہلا اس حالت مین شہتیر اون کو ملا نہین یہ گرکر غوطہ کہا گئے اور غوطہ کہا کر اوبہرے تو پہر شہتیر ان کے ہاتہہ مین آگیا اور اسکے سہارے سے ایک دوسرے کمرہ کے قریب پہنچ گئے اور اوس کمرہ مین جو لوہے کے سینچے لگے ہوے تہے اون کو پکڑ کر اوس مین لٹک رہے اور اسطرح بچ گئے۔

(۱۴) ایک لڑکا بہی نل سے زندہ نکلا جسپر طغیانی کا کچہہ بہی اثر نہ تہا وہ بہہ کر خدا کی قدرت سے نل مین پہنچ گیا اور چونکہ اوس کی قضا نہ تہی نل مین زندہ بیٹہا رہا

(۱۵) کچہڑون کے الاوہ کے عقب مین ایک صاحب کا مکان تہا جسکی چہت پر بہت سے آدمی بیٹہے ہوے تہے طغیانی سے چہت کا وہ حصہ گر گیا جس طرف آدمی نہ تہے اور وہ حصہ بچ گیا جسپر آدمی بیٹہے ہوے تہے۔

(۱۶) ایک صاحب کا اور ذکر ہے کہ جو تیراک بہی تہے وہ معہ اپنے فرزند کے بہے اوہنون نے اپنے لڑکے کو پیٹہہ پر لا دلیا اور تیرنے لگے اور یہ قصد کیا کہ کنارہ پر کسی طرح سے معہ اپنے لڑکے کے نکل جاوین مگر کنارہ دور تہا اور یہ تیرتے تیرتے تہک گئے تہے اب ان کا یہہ خیال ہوا کہ اگر اس لڑکے کا وزن میری پیٹہہ پر نہ ہوتا تو مین کنارے پر پہنچ جاتا اور یہ خیال کرکے اپنی جان کے مقابلہ مین محبت پدری کو جواب دیدیا اور اس امر کی کوشش کرنے لگے کہ لڑکے کو پانی مین چہوڑ کر کنارہ جا لگین لیکن لڑکا ان سے اور بہی زیادہ چپٹنے لگا اب باپ نے لڑکے کے ہاتہون مین کاٹنا شروع کیا تا کہ یہ میری گردن سے ہاتہہ نکال لے اور لڑکے نے باپ کی گردن دانتون

گھاٹ شروع کی کہ اس عرصہ میں پانی کے ایک تھپیڑے نے لڑکے کو اپنے باپ سے اور
باپ کو اپنے لڑکے سے جدا کر دیا اور پانی کے دوسرے ریلے نے ان دونوں کو کنارہ
پر پہنچا دیا اور وہ اسطرح بچ گئے ۔

(۱۷) سنا جاتا ہے کہ کنڈاریڈی ایک صاحب ہیں جو ملک پیٹھ میں رہتے
ہیں اور اون کے ایک مختار صاحب تھے جو چادرگھاٹ میں رہتے تھے کنڈاریڈی
نے مختار کو کسی قصور پر موقوف کر دیا تھا ان کے کاغذات اور اسناد جاگیر وغیرہ مختار
کے پاس تھے جس روز یہ طغیانی آئی اور مختار کا مکان گرا اور بہا تو اوس میں ایک
صندوقچہ بھی بہا جو کنڈاریڈی صاحب کے چبوترے کے کنارے جا لگا - اونہوں نے جو
اوسکو نکال کر دیکھا تو اپنے سب کاغذات و اسناد وغیرہ اس میں پائے - یہ واقعہ
بھی عبرت خیز ہے -

(۱۸) مولوی صبغۃ اللہ صاحب سررشتہ دار محکمہ صفائی کا بھی عجیب واقعہ ہے
اون کے متعلقین چودہ آدمی مع اہل وعیال تھے اور مولوی صاحب پندرہویں تھے
یہ سب پندرہ آدمی سیلاب میں بہے - صبغۃ اللہ صاحب ایک درخت پر چڑھ گئے وہ
درخت بھی بہا اور بہہ کر ایک دروازہ کے قریب جا کر رک گیا یہ دروازہ پکڑ کر بچ
رہے اور باقی چودہ آدمی جن میں ان کی خوشدامن اور بیوی اور سالیان اور بیٹے
وغیرہ تھے سب کے سب نذر سیلاب ہو گئے - مولوی سید کاظم حسین صاحب شیفتہ
کنتوری نے جو واقعات طغیانی کے نظم کئے ہیں وہ حقیقت میں قابل داد اور لائق
صاد ہیں اور آپ کی شاعرانہ قابلیت قابل تعریف ہے اوس نظم میں صبغۃ اللہ صاحب
کے کنبہ کے غرق ہو جانے کے متعلق جو اشعار لکھے ہیں اون کو پڑھکر افسوس اور رنج و

طلال نے سا تہہ یہ خیال ہوتا ہے کہ اس طغیانی میں ایسے ایسے دردانگیز اور تشت خیز اور حیرت افزا واقعات بھی گذرے ہیں اس واقعہ کے متعلق چند اشعار ذیل میں درج ہوتے ہیں ۔

کچھہ عجب رنج و غم و حسرت فزا ہی ماجرا — صبغتہ اللہ کا صفائی کے جو ہیں مہر شتہ دار
اونکا تہا بازار میں گھانسی میان کی اک مکان — سیل کی جگہو نکین اس بازار کا بھی ہے شمار
نکلتھی ہمراہ لیکر نکلین اپنے سب عزیز — پانی آیا گھر سے باہر باندہکر اپنا حصار
بندرستہ ہوگیا پہر یہ نکلتے کس طرح — زور سے پانی کے بیٹھین دفعتاً سقف و جدار
بہہ گئے امواج کے ساتہہ اونکی جو وہ سب عزیز — روبرو انکے گئے سب جانب دار القرار
سامس ہوی سالیان بیٹی تھے اور کچھہ بیٹیان — مرگئے سب یہ رہی زندہ بحال احتضار
بچگئے یہ کیون نہ بچتے موت ہی انکی نہ تھی — سچ ہے یہ انسان کو مرنے مین نہین ہی اختیار
جبکا کنبہ یون فنا ہو اوسکے دل سے پوچھئے — اور وہ بھی روبرو آنکھون کے ای پروردگار
بند رہ مین ایک زندہ صبغتہ اللہ رہگئے — رات دن کرتے ہین جو بیکس اجل کا انتظار

(۱۹) ایک دولہن کا بھی عجیب واقعہ ہے وہ شاید ایک رات کی بیاہی تھی کہ اوسکے گھر مین پانی آگیا اور سب لوگ بہہ گئے ۔ دولہن بھی جس پلنگ پر لیٹی تھی وہ پلنگ بہی نکلا یہان تک کہ دولہن خوف سے مربھی گئی اوسی طرح سے لاش پلنگ پر لیٹی ہوئی بہتی دیکھی گئی اور طرفہ ماجرا یہ ہے کہ جس شال کو وہ اوڑہے ہوے تھے وہ پانی سے بہیگی بھی نہ تھی ۔

(۲۰) ایک ڈاک خانہ کا ہرکارہ بھی مع اپنے تھیلے کے بہا تھا اور سیلاب نے اوسکو فاصلہ پر لیجا کر ایک ٹیلہ پر پہنچا دیا یا جس طرح پہنچا ہو اور وہ اوس ٹیلہ پر پہنچکر

رک گیا اور پانی کا اوتار شروع ہوگیا اور وہ اسطرح زندہ رہا۔

(۲۱) یہ بھی بیان ہے کہ ایک مکان مین ایک کمرہ مین کئی آدمی پناہ لئے ہوے تھے کہ اوس کمرہ سے ملحق جو عمارت تھی وہ سب بہہ گئی مگر جس کمرہ کے دروازہ پر یا حفیظ لکھا ہوا تہا اور جس مین سب آدمی بیٹھے ہوے تھے وہ باقی رہگیا اور لوگ محفوظ رہے۔ حضرت امجد حیدرآبادی

(۲۲) ایک اور صاحب امجد نامی ہین کہ جن کے مکان مین نو آدمی معہ اونکی بیوی اور لڑکیان وغیرہ تھین ان سب کو سیلاب بہالیگیا اور امجد صاحب بہکر کنارہ پر پہنچے اون کو عورتون نے نکال لیا اور اون کے جا بجا چوٹ بھی آگئی تھی۔ اور اون کے آٹھہ آدمی نذر سیلاب ہوئے ہین۔

(۲۳) یہ واقعہ بھی عجیب وغریب ہے کہ ایک صاحب ایک درخت پر چڑھ گئے اور جب درخت جڑ سے اوکھڑ کر بہا تو اونہون نے یہ کیا کہ اپنے کو دوپٹہ سے درخت مین باندہ دیا کہ درخت سے چھوٹ کر پانی کے بہاؤ مین بغیر کسی سہارے کے نہ آجائین۔ خدا بچانیوالا تھا کہ یہ اسیطرح درخت سے بندہے ہوے ملک پیٹھ مین پہنچکر زندہ نکلے۔

(۲۴) ایک لڑکا شہتیر پکڑے ہوے بہا اور ملک پیٹھ مین جاکر زندہ نکلا وہ خود اپنا حال بیان کرتا تہا اور سننے والے اوسکو کچھہ دیتے بھی تھے۔ اسیطرح یہ ایک اور لڑکے کا واقعہ ہے کہ وہ ملک پیٹھ سے اولٹا بہتا ہوا معلوم نہین کس جانب سے افضل گنج کے پل کے اوس جانب اندرون بلدہ مین زندہ ملا۔

(۲۵) عثمان شاہی کا واقعہ ہے کہ مدرسہ کا ایک طالب علم اور اوسکے اوستاد

صاحب درخت پر چڑہے ہوے تھے اونہون نے دیکہا کہ پانی پر ایک جانب دو نورانی شکل کے بزرگوار کہڑے ہین اور اون کے سامنے دو کالے کالے آدمی کہڑے تھے جن سے وہ کہہ رہے تھے کہ ان کالے آدمیون کو ڈبو دینا چاہیے - پس جب وہ ڈوب گئے تو پانی کا اوتار شروع ہوا اور وہ شاگرد اور اوستاد بھی جو درخت پر چڑہے ہوے تھے محفوظ رہے -

(۲۶) گھاسی میان کے بازار مین وہ مکان جو توپون کے پاس لب سڑک ہے وہان سیلاب کے خوف سے قریب سو آدمی کے چڑہ گئے اور تمام رات بیٹھے رہے صبح پانچ بجے مکان کی دیوارین گرنا شروع ہوئین اور پانی چہت کے برابر پہنچ گیا جسپر وہ لوگ بیٹھے ہوے تھے اب قدرت خدا سے ایک سیڑھی بھی بہکر وہان پہنچی امیر خان نامی ایک شخص نے اوس سیڑہی کو پکڑ لیا اور چہت پر گہسیٹ کر اوسکو نیم کے درخت مین لگایا اور اوسکے ذریعہ سے درخت پر چڑہ گیا اور اسی ذریعہ سے شیخ احمد جہنگہ والا بھی درخت پر چڑہ گیا کہ دفعتاً وہ چہت بیٹھہ گئی اور سب آدمی نذر سیلاب ہو گئے اور یہ دونون آدمی جو درخت پر چڑہ گئے تھے اور ایک منشی صاحب جو قبل سے درخت پر مقیم تھے بچ گئے -

(۲۷) یہ بہی عجیب و غریب واقعہ ہے کہ ایک عورت جب بہتی ہوئی جا رہی تھی تو اوسکو معلوم ہوا کہ اوسکو کسی نے کنٹوپ آنکہون پر پہنا دیا پہر اوس نے ایک آواز سنی اور یہ آواز کئی مرتبہ اوس نے سنی کہ اسکو ڈبو دو اور اسکو نکالو اسکے بعد عورت کنارہ پر آ گئی اور اوس نے یہی بیان کیا جو لکہا گیا -

(۲۸) افضل گنج مین یہ واقعہ ہوا کہ مولوی سید حیات الحسن صاحب معتمد منشی معتمد صاحب عدالت جب اس طغیانی مین مولوی سید ناظم علی صاحب مددگار محکمہ صفائی کے مکان تک پہنچے تو وہان بہی پانی آ گیا اب وہ اور سید ناظم علی صاحب اور مولوی اصغر علی صاحب

سکنڈ ماسٹر نارمل اسکول ایک فٹن پر جاکر کھڑے ہوگئے اور مولوی غلام محی الدین صاحب وکیل ایک دیوار پر چڑھ گئے اور اوس دیوار پر سے ایک درخت کی پتلی شاخ کو پکڑ کر درخت پر چڑھ گئے اون کا درخت پر چڑھنا تھا کہ دیوار گر پڑی اور یہ تینون حضرات جو فٹن پر کھڑے تھے ان کے گلے گلے تک پانی پہنچ گیا ان حضرات کی مایوسی بڑہتی جاتی تھی کہ خدا کی قدرت سے دفعتاً پانی کا اوتار شروع ہوا اور یہ سب حضرات اسطرح سے محفوظ رہے -

اٹلی مین قیامت خیز زلزلون سے جانون کا بچنا -

(۴۹) یہ عجائب اور غرائب امور حیدرآباد کی طغیانی کے حوادث مین پیش نہین آئے بلکہ اٹلی مین جو اس کے تخمیناً تین سو ایک مہینے کے بعد زلزلہ آیا اور طغیانی آئی اور آتش زنی ہوئی اوس مین بھی بہت سے آدمی بچگئے ہین جن کی نسبت باوجود اسکے کہ یوروپ مین فلسفہ اور سائنس زورون پر ہے تاہم وہان کے لوگون کو بھی قائل ہونا پڑا ہے جیساکہ اونہون نے لکھا ہے کہ بعض لوگون کا بچ جانا اعجاز خیال کیا جاتا ہے - ایک سپاہی سو رہا تھا مکان کی تیسری منزل پر کہ ایکایک زلزلہ آگیا اور سہ منزلہ مکان سے سپاہی گر پڑا مگر اوسکو ذرا بھی چوٹ نہین آئی اور وہ محفوظ رہا - دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک اور سپاہی اپنے پلنگ سے دریا مین بہہ گیا اوسکو ماہی گیرون کی ایک کشتی نے نکالا اور ساحل پر پہنچا دیا - اسیطرح ایک تین برس کا لڑکا جو ہزارہا من ملبہ مین دبا ہوا پڑا تھا وہ کئی دن کے بعد کھنڈرون سے زندہ نکلا - اسیطرح کھنڈرون سے صدہا اور ہزارہا آدمی زندہ نکل رہے ہین جو مکانون کے نیچے دب گئے مگر جن کی موت تھی وہ مر گئے اور بہت سے اون مین سے ایسے ہین جو زندہ بچ گئے ہین -

باب دہم

شعرا کی یادگار نظمیں

رود موسی کی عظیم الشان طغیانی کے متعلق شعرائے حیدر آباد نے طبع آزمائی کی ہے اور ہمیشہ سے جب ایسے بڑے بڑے حادثات وقوع پذیر ہوا ہیں ہوئے ہین تو شاعرون نے بھی حصہ لیا ہی۔ منجملہ شعرائے حیدر آباد کے مولوی حکیم سید بادشاہ علی صاحب متخلص بہ حقیقی ہین آپ کی علمی لیاقت اور قابلیت مسلم ہے اور نظم و نثر مین بھی آپ کو دستگاہ ہے۔ طغیانی کی نسبت جو اشعار آپ نے نظم کئے ہین وہ قابل داد ہین۔

مولوی سید امیر حسن صاحب وکیل درجہ اول جنہون نے مولوی نذیر احمد صاحب کی توبتہ النصوح کو مثنوی کی بحر مین نظم کیا ہے اوس نظم مین خیالی اور فرضی واقعات نہین ہین بلکہ وہ واقعات تعلیمی ہین کہ جن کو نظم کے پیرایہ مین اداکرنا دشوار تھا مگر سید امیر حسن صاحب نے اس خوبی اور خوش اسلوبی سے اون تمام واقعات کو نظم فرمادیا ہے کہ جسکے دیکھنے سے معلوم ہوسکتا ہی کہ آپ کو شاعری مین کیسی اعلی دستگاہ ہے۔ اور طغیانی کے حالات جو نظم کئے ہین وہ بھی بہت خوب ہین اور آپ کی شاعرانہ قابلیت تو کتاب ہذا کی تقریظ ہی سے ظاہر ہے جسکو کہ اس کتاب کے عنوان مین درج کیا گیا ہے۔

علی ہذا مولوی ظفر علی صاحب بی۔ اے کی نظم مطبوعہ قابل تعریف ہے جسکو کہ آپنے باغ عامہ کے جلسہ مین پڑہا تھا اور جسکو سن کر سامعین داد دے رہے تھے۔

مولوی سید علی رضا صاحب ماہر کنتوری نے طغیانی کے حالات اور واقعات کو نہایت

صورت کی سے نظم کیا ہے جس کا ایک حصہ اودھ اخبار مین چھپ کر شائع ہو گیا ہی اور باقی
اشعار ابھی طبع نہین ہوے ہین ۔ مگر جن لوگون نے پڑھا ہے وہ عش عش کر گئے ہین
واقعی واقعات کو خوب ہی نظم کیا ہے ۔

مولوی علی حیدر صاحب طباطبائی جو عربی اور فارسی خوب جانتے ہین اور اردو
کے شاعرون مین اُستاد مانے جاتے ہین اور آپکی اوستادی مسلم ہے اونہون نے بھی
طغیانی کے حادثہ کو مرگ انبوہ کے عنوان سے نظم کیا ہے وہ نظم اپنی آپ ہی نظیر ہے یہ
نظم بھی چھپکر شائع ہو گئی ہے ۔

مولوی سید کاظم حسین صاحب شیفتہ جنکا ذکر پہلے آچکا ہے اونہون نے کل واقعات
نظم کر دئے ہین اور اپنی نظم کا نام طوفان ہولناک رکھا ہے ۔ ایک نظم مصنفہ اعجاز علی صاحب
شہرت موسوم بہ شہر آشوب اور ایک مسدس مرزا محمد بہادر صاحب المتخلص بہ یاور وکیل درجہ
اول کی تصنیف سے اور ایک نظم فارسی طبعزاد قاضی بشیر الدین احمد صاحب حیدر آبادی
حسامی تخلص اوربھی نظر سے گزرین یہ جدا جدا طبع ہو چکی ہین اور بہت خوب ہین ۔

سید محمد عسکری صاحب عدیل تخلص جنکی تقریظ نظم مین درج ہو چکی ہے ایک نہایت
روشن خیال شاعر ہین اور واقعات تاریخی کا فوٹو اپنی نظم مین کہینچدیتے ہین اور حقیقت مین
جو کچھہ کہتے ہین خوب کہتے ہین ۔ آپ نے بھی طغیانی کے واقعات خوب ہی نظم کئے ہین اپ سید محمد
کاظم صاحب حبیب مرحوم کے جو اوستاد مسلم الثبوت تھے اور جن کے کلام کا بیشتر حصہ طبع ہو کر
شائع ہو چکا ہے بھائی ہین اور آپ اولاد مین حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کے ہین اور آپکے
خاندان کا حال تفصیل کے ساتھہ ملفوظ سید حامد صاحب بخاری اور تاریخ آئینہ اودھ سے ظاہر ہے
اور حبیب مرحوم کے خلف الرشید مولوی سید محمد ضامن صاحب نظم اور نثر اردو و فارسی

مین اپنے باپ اور چچا کے لائق قائم مقام اور یادگار ہین جن کی کتاب ارمغان فرنگ وغیرہ چھپ کر شائع ہوئی ہے ۔

باب یازدہم

لوگون کی جالون کو بچا لینا

درحقیقت رود موسی کی طغیانی اور سیلاب کے موقع پر جن لوگون نے اپنی جالون کا خوف نہ کرکے دوسرون کی جانون کو یعنی بہتے ہوے آدمیون کو کمال رحمدلی اور ہمدردی سے نکالا اون کے کارنامہ اس قابل ہین کہ تاریخون مین لکھدئے جائین تاکہ ہمیشہ کے واسطے یادگار رہین ۔ رود موسی کے سیلاب کے وقت جن حضرات سے ایسی نمایان اور ممتاز خدمات ظہور مین آئین وہ خدمات قابل تعریف ہین اور ایسی ہین کہ حضور بندگان عالی نے حسب ذیل فرمان واجب الاذعان مین اپنی خوشنودی کا اظہار فرمایا اور گورنمنٹ کی طرف سے اون کا شکریہ ادا فرمایا چنانچہ فرمان اقدس ذیل مین درج کیا جاتا ہے ۔ جو بپیشگاہ خداوندی سے ۲ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۶ھ کو نافذ ہوا تھا ۔

فرمان واجب الاذعان
حضور بندگان عالی

رود موسی کی طغیانی کے وقت مین جن صاحبون نے اپنی جان کی پروا نہ کرکے خلائق کی جانین بچانے کی کوشش کی اون کی کارگزاری کی رپورٹین آپکی (مدار المہام) یادداشت معروضہ ۲۶ شوال المکرم سنہ ۱۳۲۶ کے ساتھہ ملاحظہ کی گئین ۔ اونہون نے انسانی ہمدردی جو کی ہے اوس کی مین بہت قدر کرتا ہون اون کو میری خوشنودی کی اطلاع دے کر آپ میری گورنمنٹ کی طرف سے اون کا شکریہ ادا کرنا ۔ یہ رپورٹین رزیڈنٹ صاحب کے پاس اون کے حسب الطلب

بھیجی جا سکتی ہیں۔

حسب فرمان واجب الاذعان خداوندی مندرجہ ذیل صاحبون کی انسانی ہمدردی کی نسبت بندگان حضرت کی اظہار قدردانی وخوشنودی اور حضور اقدس کی گورنمنٹ کی جانب سے دفتر ہذا سے اون کا شکریہ ادا کیا گیا ہے۔

(۱) کرنل نواب افسر الملک بہادر کے سی آئی ای - ایم وی او - اے - ڈی سی - بندگان حضرت

(۲) نواب ناصر نواز الدولہ بہادر اے - ڈی - سی - بندگان حضرت

(۳) نواب افضل نواز جنگ بہادر اے - ڈی - سی - بندگان حضرت

(۴) مولوی محمد افضل غلام حسین سوداگر معتمد تعمیرات شعبہ عمارات -

(۵) نواب سلطان یار جنگ بہادر کوتوال اندرون و بیرون بلدہ

(۶) مسٹر ای - اے - سیٹن پرنسپل نظام کالج -

(۷) مسٹر ڈبلیو - جے پرنڈرگاسٹ فرسٹ اسسٹنٹ ماسٹر مدرسہ عالیہ و ہوز ماسٹر بورڈنگ ہوز نظام کالج -

(۸) مسٹر جی - یم - وارنر مہتمم صفائی چادرگھاٹ -

(۹) لفٹننٹ یچ - بیلی علاقہ توپخانہ افواج باقاعدہ سرکار عالی -

(۱۰) سب لفٹننٹ وی بیلی علاقہ تھرڈ لانسر افواج باقاعدہ سرکار عالی -

(۱۱) سارجنٹ میجر جے ڈفیلڈ علاقہ توپخانہ افواج باقاعدہ سرکار عالی -

(۱۲) لفٹننٹ جے گارڈنر ویٹرنری سرجن افواج باقاعدہ سرکار عالی

(۱۳) لفٹننٹ قادر بیگ فرسٹ لانسر حیدرآباد امپیریل سرویس ٹروپس -

(۱۴) مسٹر دسوندہ سنگہ برادر پریم سنگہ صاحب۔

(۱۵) حاجی نصیر الدین احمد صاحب اہلکار دفتر پولٹیکل و پرائیویٹ سکرٹری۔

باب دوازدہم

اضلاع مین طغیانی کا خراب اثر

بعد ختم تاریخی حالات بلدہ حیدرآباد باب ہذا بطور ضمیمہ شریک کیا گیا ہے اسوجہ سے کہ موسی ندی کی طغیانی نے جو اثر بلدہ اور بیرون بلدہ مین کیا وہین تک محدود نہتا کہ ہم اپنی تاریخ کو ختم کردیتے بلکہ اضلاع پر جو اثر اوس کا اور نیز اور ندیون اور تالابون کی طغیانی سے ہوا اوس سے اضلاع کو بھی نقصان عظیم پہنچا ہے جسکی تفصیل اور تشریح کا ثبوت سرکاری رپورٹ سے بڑہکر اور کوئی نہین ہوسکتا مگر قبل اسکے کہ تفصیل اور توضیح کی جائے بیڑ مین جو ندی بہنسرا نامی جاری ہے وہ بھی آبادی کی فصیل کے نیچے ہوکر مشرقی جانب جاتی ہے اور بیرون ندی کی آبادی ایسی ہی ہے جیسی کہ بیگم بازار کی آبادی موسی ندی کے کنارہ ہے بہنسرا مین ۱۲۵۱ھ مطابق ۱۸۳۵ع مین طغیانی آگئی تھی اس زور شور سے کہ مشرقی جانب جو فصیل ہے اوسکے دروازہ ڈہونڈ ہاپورہ سے دروازہ کاغذی واڑہ معہ دروازہ کوتوالی و محلہ آہنگران اور نیز تکیہ فقیران مین پانی ہی پانی تہا اس سے یہ سب محلہ برباد ہوگئے تھے کہ جنکا نام و نشان بھی باقی نہ رہا تھا۔ وہان کے لوگ کہتے تھے کہ جب سے اس مقام کی آبادی ہوئی ہے ایسی طغیانی نہ کبھی دیکھنے مین آئی نہ سننے مین کہ ہر گھر مین ندی کا پانی آگیا ہو۔ مورخ تاریخ گلزار آصفیہ لکھتے ہین کہ مین اوس وقت موجود تھا جب بماہ رمضان المبارک سنہ مذکور حسب الحکم سرکار

امیر نواز الملک بہادر نے فصیل تیار کرادی تھی جو قریب الختم کے ہوگئی تھی یہ بیان ہو صاحب گلزار آصفیہ کا ہے اور تاریخ پیٹرمین لکھا ہوا ہے کہ اس طغیانی سے حسب ذیل عمارات قدیم اور آثارات متبرکہ کو بہت بڑا صدمہ پہنچا تھا -

(۱) حضرت شاہ شمس الدین قدس سرہ کے روضہ منورہ کا برج اور تمام سنگین ستون ٹوٹ گیا - (۲) کوتوالی دروازہ کا سا گوانی کواڑ ٹوٹ کر موضع مکدرہ تعلقہ منجلیگاؤں تک بہتا ہوا چلا گیا تھا - (۳) کوتوالی چاوڑی کے پایہ اوکھڑ گئے تھے - اور وہاں تین چار ستار بے برابر عمیق غار ہو گیا تھا - (۴) حضرت معمور شاہ قیصی القادری کے روضہ منورہ کا گنبد نقارخانہ اور مسجد جو نہایت مضبوط اور سنگین بنی ہوئی تھی پایہ سے اوکھڑ گئی اوسکا پتہ اور نشان تک باقی نہ رہا اور درخت سپری اور بڑ (برگد) اور نیب جو نہایت پائدار تھے جڑ سے اوکھڑ گئے اور بہہ گئے صرف باولی بظاہر رہ گئی تھی - (۵) شاہ منور قادری کے روضہ منورہ کے مینار اور شاہ سجن اور شاہ سجن قدس سرہما کے قبور کے قدیم تعویذ تباہ ہو گئے - (۶) حضرت شیخ ابراہیم اور بادشاہ صاحب او حجرہ حضرت محبوب سبحانی و سید رضی الدین کی اور برہان الدین مجذوب اور اسد اللہ سہاگی کے روضہ ہاے منورہ طغیانی کے تلاطم مین بالکل ڈوب گئے - (۷) سلطان باغ کا مشرقی چبوترہ اور چادر گھاٹ کا بہت بڑا حصہ منہدم ہو گیا یہ طغیانی بروز یکشنبہ ۱۲ جمادی الاول سنہ مذکور مین آئی تھی -

پھر ۱۳۱۳ھ ۱۸۹۵ء مین جو طغیانی آئی اوسکی کیفیت مورخ موصوف نے بچشم دید لکھی ہی جو اسطرح پر ہے -

۱۶ ربیع الاول ۱۳۱۳ھ کی رات کے آٹھ بجے کے قریب مغرب و عشا کے اختتام پر طغیانی بڑے زور شور سے شروع ہوئی پہلے تو کناروں کے نیچے نیچے پانی تھا - اب

تماشائی گھر بھی پہنچنے نہ پائے تھے کہ سب کنارے لبریز ہو گئے۔ پیمانہ کی جانب جن لوگون کی نظر تھی وہ پیمانہ کا پتہ ڈھونڈھ رہے تھے کہ قندیلون کی روشنی نے اون کو دکھا دیا کہ ایک ہاتھ پیمانہ باقی رہے گا مگر تھوڑی ہی دیر مین وہ بھی غائب ہو گیا۔ راج گلی مین کھڑکی سے آیا ہوا پانی بانسون بلند تھا۔ اب لوگ تو جاگ رہے تھے وہ پہلے سے ہوشیار رہکر یہ کام کیا کہ جلدی سے اپنا سامان لیا اور مکانون سے نکل پڑے اور جس مقام میں امن سمجھا وہان جا کر ٹھہر گئے تمام مکانون کی بڑی گت ہوئی کہ وہ سب گر پڑے اور وہان کیچڑ ہی کیچڑ تھا۔ دہلی دروازہ پر اس بلا کی حالت تھی کہ ایک جانب سے ندی کا پانی بڑھتا ہوا بارہ دری سے آگے بڑھ گیا اور دوسری جانب سے بشیر گنج اور معادن تالاب اور نالیون سے بن کر دو دریاؤن سے سنگم کی طرح باہم بغلگیر ہو رہا تھا پنجار گلی مین بھی کمر کمر تک پانی تھا خاص باغ کے قریب کا طویلہ بہہ گیا اس محلہ کے لوگ خوف جان سے قلعہ مین آ کر ٹھہر گئے۔ مولسن پورہ مین یہ پانی بڑے زورون پر تھا جہان تک کہ قریب ندی کے مکانات تھے سب ڈوب کر رہ گئے اور دوسری جانب پیٹھ مین تو پانی سید باڑ دروازہ سے گزر کر محبوب گنج تک پہنچ گیا۔ تمام گھر ہوچیون کے صاف ہو گئے برائے نام مٹی کے ڈھیر نظر آتے تھے۔ چونکہ سطح مشرقی پیٹھ کسی قدر بلند ہے لوگ ادہر بھاگ گئے اور جانین محفوظ رہین مگر مالی نقصان بہت ہوا۔ بارہ بجے قریب پانی کا اوتار شروع ہو گیا اور لوگ اپنے اوجڑے گھرونکو واپس آئے اور جن کے مکان باقی رہ گئے تھے وہ آدھی رات کو آ کر سو گئے۔ معمر اشخاص اس طغیانی کو ۱۲۵۱ھ کی طغیانی سے زیادہ زور شور کی طغیانی کہتے ہین۔ اسکے بعد ہوا کا طوفان آیا کہ ڈھائی ہزار درختون کے قریب سر بسجود ہو گئے۔

رود بھنسرا پر ایک تاریخی پیمانہ

طغیانیون کی وجہ سے قدیم زمانہ مین سلطان محمد

تغلق بادشاہ نے جو بڑا عالم اور ریاضی دان تھا جب قلعہ بیڑ بنوایا تو اس پیمانہ کو بھی بنوا دیا تھا
اور سنہ ۷۳۲ھ مطابق ۱۳۳۲ع میں سلطان محمد تغلق ورنگل سے بیدر ہوکر قصبہ بیڑ میں آیا تھا اس
پیمانہ کا تذکرہ تاریخ بیڑ میں اس طرح ہے -

یہ پیمانہ بینسرا ندی کے اندر پچھلی کھڑکی کے قریب ڈھونڈ پورہ کے دروازہ کے
محاذی واقع ہے عمق اسکا آٹھ فٹ اور عرض مدور بائیس فٹ ہے اور پتھر سے بنا ہوا ہے
اس کی قدامت قلعہ بیڑ کی تعمیر کے وقت کی پائی جاتی ہے ریاضی کے جاننے والے دانشمندون
نے اس ندی کے نشیب و فراز سے بخوبی واقف ہوکر باشندگان قلعہ بیڑ کی نجات کا ایک مستقیم
راہنما بنا دیا ہے اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس ندی کی طغیانی اوسپر سے گزر جائے تو شہر
پناہ کے اندر پانی کی آمد اور مکانات کا انہدام مال و اسباب کا اتلاف اور بہت سے باشندے
غرق آب ہو جائینگے ہر سال موسم طغیانی میں باشندگان قصبہ اوسپر کی عام نگاہیں اس
پیمانہ پر لگی رہتی ہین اور وہ طغیانی کے اوتار اور چڑھاؤ کا موازنہ اس پیمانہ کے لحاظ سے اچھی
طرح کر سکتے ہین - ریاضی دان عالمون نے اس پیمانہ کو کچھہ ایسے اصول ہندسہ سے تعمیر
کیا ہے جس سے ہر نشیب و فراز کو پیمانہ کے ساتھہ یکسان نسبت ہے اور جب طغیانی اپنی
آنے والی موجون کے ساتھہ ترقی کرتی ہوئی پیمانہ کے اوپر کے کنارہ تک پہنچتی ہے اور شہر کے
اندر پانی پھیلتا ہوا نظر آتا ہے پیمانے ڈوب جاتے ہین تمام شہر مین شور و غل اور لوگون کے
دلون مین ہیبت چھا جاتی ہے بظاہر دیکھنے کے لئے یہ پیمانہ نظر مین نہین جچتا اور اوس سے
یہ قیاس نہین ہو سکتا کہ اوسکے اوپر پانی جائے تو شہر تباہ ہو جائیگا مگر اوسکے بنانیوالون نے
تمام ندی کا موازنہ کرکے ایک ایسے مقام پر بنایا ہے جسکا انتخاب کرنا اونہین کے لئے
سزاوار تھا بارہا دیکھا گیا کہ بڑی بڑی طغیانیان آئین مگر اس پیمانہ کے دامن سے لپٹ کر

نکل گئین بہرحال اس پیمانہ کے بنانیوالے علم ریاضی مین کامل دستگاہ رکھتے تھے ۔

ایساہی پیمانہ حیدرآباد مین رود موسی پر ہونا چاہیے

اس پیمانہ کا حال ہمنے اسیوجہ سے لکہا ہے کہ اسکو پڑہکر اعلی افسران گورنمنٹ نظام اگر اسیطرح کے پیمانہ دو تین بہت بلند موسی ندی مین بنوادین تو اونکو دیکھکر لوگ طغیانیون سے اپنی جانون کو محفوظ رکہہ سکتے ہین جیسا کہ بشیر مین ہوا کرتا ہے کہ جب کبھی وہان طغیانی آئی لوگون نے اوس پیمانہ کو دیکھکر اپنے مال او رجان کو بچا لیا صرف مکانون اور عمارتون کو نقصان پہنچا ہے ندی مانجرا دریا دیلہ یوئین بھی طغیانی آئی جن کی سیلابی حالت سے بہت نقصان پہنچا ہے وہ حال ذیل مین خلاصہ کے طور پر بنا سرکاری رپورٹ درج ہوتا ہے ۔

اضلاع مین طغیانی سے نقصان

تعلقہ دیگلور مین مانجرا ندی کی طغیانی سے کئی موضع غرق آب ہوے اور بہہ گئے موضع تملور مین صرف بارہ مکانات باقی رہے اور باقی زمین دوز ہو گئے رعایا کا تمام غلہ برباد ہو گیا اور چارہ بھی خراب ہوا اور تمام مویشی بہہ گئے جنکا پتہ نہین ہے مگر انسانون کی جان سوا دو کے محفوظ رہین تخمینہ اسی ہزار روپیہ کے نقصان کا کیا گیا ہے اور موضع میدر کلور مین مانجرا کی طغیانی سے پانی آبادی تک پہنچ گیا جسکے باعث چوبیس مکان منہدم ہو گئے اور مالکان مکان بالکل محتاج ہو گئے علی ہذا موضع سانگوئی مین بھی پانی پہنچا جس سے پانچ مکانات بچگئے جو بلندی پر تھے باقی سب منہدم ہو گئے اور موضع میدنی سیرگہ بالکل ویران ہو گیا ۔ باوجود اسکے کہ موضع ڈونلگی مانجرا ندی سے دو کوس کے فاصلہ پر تھا اسپر بھی وہان پانی پہنچا اور دس بارہ مکانات گر گئے ۔ ندی کی طغیانی سے کل مواضعات کے کہیتون مین پانی کے بہاؤ سے مٹی بہہ گئی اور کنکر نکل آئے اور فصل خریف کی تخم ریزی سالم بہہ گئی اور جو باقی رہی وہ سڑ کر تلف ہو گئی مگر فصل ربیع کے

کاشتوں میں رعایا مشغول ہے کیچڑ اور پانی کی بہ لو بہت ہے۔ آب و ہوا کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے
تعلقہ مدہول کے آٹھ موضع گنگا ندی کی وجہ سے متاثر ہوئے صرف اسٹنٹ کی کیفیت سے
معلوم ہوا کہ تیس مکان غرق اور برباد ہو گئے اور بہت سا مال و اسباب تلف ہو گیا جس کا
تخمینہ دس ہزار کیا گیا۔

صوبہ گلشن آباد میدک۔ ضلع نظام آباد کے تعلقدار صاحب کے تار میں کہ صرف تین
دن میں بارہ انچ بارش ہوئی وہاں بھی بہت نقصان پہنچا اور تعلقہ آرمور میں بوجہ انہدام
مکانات اور اتلاف مویشی فصل خریف کا اندازہ چھ آنہ کیا گیا اس تعلقہ میں تیس تالاب
شکست ہوئے ہیں۔

تعلقہ بودھن میں ستر تالاب شکست ہوئے اور موضع بہولنہ میں جو جاگیری موضع
ہے چار آدمی اور پانسو بکرے وغیرہ اور دو سو بیل اور تین سو مکانات بہہ گئے۔
تعلقہ کاماریڈی میں چھبیس مکانات بہہ گئے اور دو چار آدمی ضائع ہوئے اور تعلقہ یلاریڈی
میں بوجہ طغیانی رود مانجرا وغیرہ مواضعات (۱) نلدری جاگیر نواب سلطان نواز جنگ بہادر
سالم موضع۔ (۲) ترکاپلی سالم موضع۔ (۳) خالصہ نصف موضع وغیرہ اور اٹھاون تالاب
شکست ہوئے۔

ضلع نلگنڈہ کے قصبہ نلگنڈہ میں ۲۳ آبان ۱۳۲۷ف مطابق ۲۷ ستمبر ۱۹۱۷ء کو صرف
سات گھنٹے میں بارہ انچ باسٹھ حصہ پانی برسا نلگنڈہ کے غربی جانب کے دو کنٹے ٹوٹ
گئے سیکڑوں مکانات اور ملگیات بہہ گئے ہزارہا روپیہ کا سامان اور غلہ برباد ہو گیا
اور دو آدمی دریا برد ہوئے صدہا آدمی بے سر و سامان ہو گئے ہیں۔
تعلقہ بھونگیر میں ۲۳ آبان کو نو انچ سات حصہ بارش ہوئی اس تعلقہ میں موسی ندی

پرتشیس دیہات واقع ہین جن مین آدمی اور اراضی اور مویشیون کا اور درختون کا بہت بڑا نقصان ہوا اور جو مال برآمد ہوا ہے وہ سب بحفاظت تمام رکھہ لیا گیا ہے۔ اور میرزا باقر علی خان کی جاگیر کو سخت صدمہ پہنچا اور یہان بہت سی لاشین بھی برآمد ہوئین جنکو اونہون نے دفن کرا دیا علاوہ اسکے اس تعلقہ مین کل چھہ نالہ اور پچپن تالاب شکست ہونے کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔

ضلع محبوب نگر مین بوجہ کثرت بارش تالاب ٹوٹ گئے ہین اور تعلقہ امرابادمین بوجہ طغیانی مقامات کو صدمہ پہنچا ہے اور چونسٹہ تالاب شکست ہو گئے ہین۔

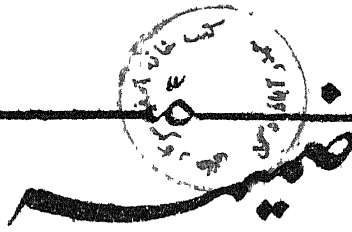
ضلع میدک قصبہ پٹن چرو تعلقہ کلبگور مین ۲۱ آبان یعنے ۲۶ ستمبر سے ۲۸ ستمبر ۱۹۰۸ء تک چودہ انچہ بارش ہوئی حیدرآباد ہمنا باد کی سڑک بہہ گئی اور چورالو سے مکانات منہدم ہو گئے رعایا کا زیادہ نقصان ہوا سرکاری مکانات کو بھی صدمہ پہنچا سرکاری تالاب دس اور جاگیر کے چھہ تالاب ٹوٹے اور تالاب پٹن چرو بھی ٹوٹ گیا۔

تعلقہ کلبگور کے شکستہ تالابون کی تعداد اکسٹھہ ہے اور صدہا مکانات گر گئے ہین زمین قابل کاشت مین مٹی اور ریت بھر گئی ہے تعلقہ باغات مین فصل استادہ کو نقصان پہنچا ہے اور بعض مواضعات کے تالاب اور کنٹہ شکست ہو گئے ہین جن کی تعداد دس ظاہر کی گئی ہے۔

تعلقہ اندور مین اکثر سرکاری بنگلہ متاثر ہوے اور تالاب جو ٹوٹے ہین اون کی تعداد تیرہ ہے۔ اور تعلقہ میدک مین اڑتالیس تالاب شکست ہوے ہین۔

علی ہذا القیاس صوبہ ورنگل ضلع ورنگل مین ایک روز مین یعنی ۱۲ آبان کو بارہ انچہ پندرہ حصہ بارش ہوئی ہنمکنڈہ اور بعض دیہات کے بڑے بڑے تالاب شکست ہوی ہین۔

ضلع کریم نگر مین ہزار ہا روپیہ کا مال اور جنس کا نقصان ہوا اور مکانات بہ گئے۔ اسی
طرح اور بہت سے مواضع ہین کہ اون کو نقصان اور ضرر پہنچا ہی۔ اور کل تالاب جو ممالک
محروسہ سرکار نظام مین ٹوٹے ہین اون کی تعداد آٹھ سو اٹھانوے بیان کی جاتی ہی۔
یہ رپورٹ جو شائع ہوئی کامل نہین ہے اس سے زیادہ ہی کا نقصان ہوا ہے اور
تالاب جو شکست ہوے ہین یہ تالاب وہ ہین جنکو لکھو کھا روپیہ صرف کر کے بنایا گیا تھا۔ اور
اب تخمینہ کیا جاتا ہے کہ ایک کرور روپیہ شکستہ تالابون کے بنانے مین صرف ہوگا۔
تالاب اسواسطے سرکار کی جانب سے بنوائے جاتے ہین کہ بارانی پانی محفوظ رہے
تاکہ کاشتکار اپنے کھیتون کی آبپاشی کیا کرین اسواسطے کہ ریاست حیدرآباد مین بارانی
زراعت پر دار و مدار ہے اور تالابون مین پانی کی محافظت پر ورنہ قحط پڑ جایا کرتا ہے
اور موسی ندی وغیرہ کی طغیانیون کے آفات مزید بران ہو جاتے ہین۔ فقط



ضمیمہ

بعد چھپ جانے کتاب کے ایک قلمی نسخہ تاریخ کا مولفہ منشی گردہاری لال صاحب دستیاب
ہوا۔ اس تاریخ کا نام ظفرہ ہے اور اسی لفظ سے سنہ ۱۱۸۵ ہجری مادہ تاریخ پیدا ہوتا ہے
جسکی نسبت مولف لکھتے ہین کہ سنہ ۱۱۸۵ ہجری تاریخ اتمام ظفرہ ہے اور اسی سے اسکا نام
ظفرہ رکھا گیا۔ یہ نہایت نادر اور عمدہ تاریخ دکن کی ہے جسکو ایکسو اکتالیس برس ہوتے
ہین۔ جب مولف نے تالیف کیا تھا اور اسی تاریخ مین مولف نے دو طغیانیون کے حالات

چشم دید لکھے ہین - ان طغیانیون مین وہ بھی طغیانی ہے جو بعہد نواب صلابت جنگ بہادر ۱۱۷۶ہجری مین آئی تھی - اس طغیانی کا حال ہمنے اسوجہ سے نہ لکھا کہ اوسکا حال ہمکو بجز اس تاریخ کے اور کسی تاریخ مین نہ ملا تہا - اب اس تاریخ مین اس طغیانی کا حال مولف موصوف نے چشم دید اسطرحپر لکھا ہے کہ ۲۳ ماہ محرم ۱۱۷۶ہجری مین زیادہ بارش ہوئی یہان تک کہ موسی ندی مین طغیانی آگئی - سیلاب پہیل گیا اور بیگم بازار و رکاب گنج و دولی دروازہ کو گھیر لیا اور شہر پناہ اور چارمحل کی چاردیواری کو گرا دیا - اس طغیانی کے متعلق مولف نے ذیل کا شعر لکھا ہے - ع

آن قدر طوفان دریا شد کہ دیوار و بروج　　　اوفتادہ سرنگون و سجدہ باچندین عروج

لوگون کا بیان تہا کہ اس سے پہلے ابراہیم خان کی صوبہ داری کے زمانہ مین اور حضرت مآب نواب آصفجاہ کے عہد مین دو طغیانیان جو آچکی ہین اون سے پل کو کسی قدر صدمہ پہنچا تہا - لیکن شہر کے اندر سیلاب نے بہت نقصان نہ پہنچایا تھا - اس طغیانی نے تو غضب کر دیا کہ شہر مین بہت سے مکان بہہ گئے اور آدمی بھی ضائع ہوے اور مال و اسباب بھی تلف ہوگیا بعدہ مطلع صاف ہوگیا اور لوگون کو اطمینان ہوگیا -

دوسری طغیانی ۱۱۸۵ہجری کی ہے جسکا تفصیلی حال ہم پہلے لکھہ چکے ہین مگر اس تاریخ مین اوس تفصیل سے زیادہ تفصیل ہے لہذا وہ تفصیل کتاب ہذا مین لکھی جاتی ہے اور یہ اس سے معتبر ہے کہ مولف تاریخ ظفرہ نے اس طغیانی کے حالات کو اپنی آنکھہ سے دیکھکر لکھا ہے اسطرحپر کہ اکثر تالاب بوجہ نہ بارش ہونے کے خشک پڑے ہوے تھے اب بارش کے ہونے سے لبریز ہوگئے اور اس درجہ بارش ہوئی کہ دس پندرہ تالاب تعلقہ ملکورا اور پرگنہ حویلی وغیرہ جو مغربی جانب تھے یکایک ٹوٹ گئے اور اونکا پانی

موسی ندی مین آگیا اور آدہی رات کو ندی کو طغیانی ہوئی۔ دروازہ پل سے چادرگھاٹ
تک بیس جگہ دیوار شہر پناہ شکست ہوگئی اور پانی شہر مین داخل ہوا۔ دروازہ پل کی آبادی
اور اوسکے درمیان مین جو آبادی تھی اور آبادی چار محل و رکاب گنج و چمپا دروازہ و دلی
دروازہ و مدد کی بازار و باغ شہسوار جنگ و بشیر پورہ و بہادر پورہ اور بارہ دری قاضی
خلیل اللہ خان اور آبادی چادرگھاٹ اور دیگر قطعات آبادی اور باغات اور بیرون
بلدہ چہارم حصہ کاروان و امام پورہ اور نصف حصہ مستعد پورہ اور بعض حصہ آبادی
لشکر اور بیگم بازار کے اور اکثر تکیہ درویشون کے مع بیراگیون اور گشائیون کے مٹھون کے
یہ سب کے سب نذر سیلاب ہوگئے مکانات کی دیوارین اور چھتین بہہ گئی تھین اور چوبینہ
وغیرہ پڑا تھا اور نشیب مین جہان جہان پانی کا گذر ہوا سوائے پتھرون کے جو جا بجا
متفرق اور پراگندہ پڑے تھے اور کچھہ دیکھنے مین نہ آتا تھا بیس ہزار گھر تباہ اور برباد
ہوگئے اور دو ہزار آدمی ضائع ہوئے اور دیہات مین جو خرابی پیدا ہوئی وہ مزید بر ان۔
مولف تاریخ مذکور ذیل کا شعر لکھکر ؎

باد و باران از تعدی بسکہ کردہ تاخت تاخت
خانہ را چون خانہ شطرنج بے دیوار ساخت

لکھتے ہین کہ بعض مکانات جنکی بنیادین مضبوط تھین مثل چار محل و عاشور خانہ اور بارہ دری
محمد سعید خان وغیرہ ان کو سیلاب صدمہ نہ پہنچا سکا رات تاریک تھی جب یکایک یہہ
سیلاب آگیا تہا پانی پل کے اوپر سے جا رہا تھا اور جب یہ حالت تھی کہ یکایک شب کو سیلاب
آگیا تو کوئی بھاگ بھی نہ سکا۔ ہزارہا آدمی بے خانمان ہوگئے تھے اور اونکا مال و اسباب نذر
سیلاب ہوگیا تہا مگر بہت ایسے تھے جو زر و زیور اور چوبینہ وغیرہ کو مال غنیمت سمجھ کر اٹھا لے
گئے تھے۔ یعنی چورا کرلے گئے۔

فہرست سلاطین آصفیہ

نمبر	اسمائے گرامی	سنہ جلوس		سنہ وفات		مدت سلطنت (سال)	عمر (سال)
		ہجری	عیسوی	ہجری	عیسوی		
۱	نواب مغفرت مآب نظام الملک آصفجاہ اول میر قمر الدین خان بہادر	۱۱۳۷	۱۷۲۴	۱۱۶۱	۱۷۴۷	۲۴	۷۶
۲	نواب غفران مآب نظام الدولہ آصفجاہ ثانی میر نظام علیخان بہادر	۱۱۷۷	۱۷۶۳	۱۲۱۸	۱۸۰۳	۴۱	۷۵
۳	نواب مغفرت منزل سکندر جاہ میر اکبر علیخان بہادر آصفجاہ نظام الملک	۱۲۱۸	۱۸۰۳	۱۲۴۴	۱۸۲۸	۲۶	۵۷
۴	نواب غفران منزل نواب ناصر الدولہ نظام الملک آصفجاہ میر فرخندہ علیخان بہادر	۱۲۴۴	۱۸۲۸	۱۲۷۳	۱۸۵۶	۲۹	۶۵
۵	نواب مغفرت مکان نظام الملک آصفجاہ افضل الدولہ میر تہنیت علیخان بہادر	۱۲۷۳	۱۸۵۶	۱۲۸۵	۱۸۶۸	۱۳	۴۲
۶	اعلیحضرت میر محبوب علی خان فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک مظفر الممالک آصفجاہ سادس مدظلہم العالی خلد اللہ ملکہ۔ حال فرمانروائے ممالک آصفیہ	ولادت ۔ ۵ ربیع الثانی ۱۲۸۳ھ ہجری، ۱۸ اگست ۱۸۶۶ء جلوس ۔ ۵ ذیقعدہ ۱۲۸۵ھ، ۲۹ فروری ۱۸۶۹ء کارفرمائی ۔ ۷ ربیع الثانی ۱۳۰۱ھ، ۵ فروری ۱۸۸۴ء					

فہرست سلاطین قطب شاہیہ

نمبر شمار	اسمائے گرامی	سنہ جلوس		سنہ وفات		مدت سلطنت	کل عمر
		ہجری	عیسوی	ھ	ع		
۱	سلطان قلی قطب شاہ	۹۱۸	۱۵۱۲	۹۵۰	۱۵۴۳	۳۲	۹۰
۲	سلطان جمشید قطب شاہ	۹۵۰	۱۵۴۳	۹۵۷	۱۵۵۰	۷	۰
۳	سلطان سبحان قلی قطب شاہ	۹۵۷	۱۵۵۰	۹۵۷	۱۵۵۰	۰	۰
۴	سلطان ابراہیم قطب شاہ	۹۵۷	۱۵۵۰	۹۸۸	۱۵۸۰	۳۱	۵۱
۵	سلطان محمد قلی قطب شاہ (بانی حیدرآباد)	۹۸۸	۱۵۸۰	۱۰۲۰	۱۶۱۱	۳۲	۴۹
۶	سلطان محمد قطب شاہ	۱۰۲۰	۱۶۱۱	۱۰۴۱	۱۶۳۱	۲۱	۴۳
۷	سلطان عبداللہ قطب شاہ	۱۰۴۱	۱۶۳۱	۱۰۸۳	۱۶۷۲	۴۲	۶۰
۸	سلطان ابوالحسن تاناشاہ قطب شاہی	۱۰۸۳	۱۶۷۲	۱۱۱۲	۱۷۰۰	۱۴	۵۶
	زمانہ تسلط عالمگیر معہ نائبان عالمگیر	۱۰۹۸	۱۶۸۶ تا	۱۱۳۷	۱۷۲۴	۳۸	۰

غلطنامہ تاریخ بہار و خزان حیدرآباد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳	۴	ہوچکی	آچکی	۵۲	۳	متحمل تھا	محتمل تھا
"	۵	ہوتی	آتی	۵۶	۱۵	پانی کا پہونچنا	پانی پہنچا
۱۴	۱۴	بنیاد	.	۶۶	۱۷	اس	اُس
۱۸	۴	خزانہ سے	خزانہ مین	۶۸	۱۶	اتی	آتی
۲۱	۸	تاریخونسے	تاریخونمین	۷۰	۵	جر	جو
۲۳	۱۲	عدم	بوجہ عدم	"	۱۲	بہٹت	بہت
۲۴	۱۰	تحقین	تھے	۷۱	۴	ایکانگت	یگانگت
۲۸	۸	دو	جو	۷۳	۶	-	اور
۳۱	"	چاہی تھے	چاہتے تھے	۷۵	۵	کوشش	کوششین
۳۲	"	بارش ہوتی تہو	بارش ہوتی تھی	۷۹	۱	اعانت	غایت
.	۱۷	اسی	اس	"	۷	معتمدین	اور معتمدین
۳۵	۱۹	اوسکے	اوسکو	۸۱	۳	تھے	تھی
۳۸	۱	کامران	کاروان	۸۳	۱۰	۵ ارمضان	۵ رمضان
"	۲	باغ	داغ	۸۸	۱	ودستگیری	دستگیری
۴۰	۴	ہوتی	آتی	۹۲	۲	شہر	شہر
"	۷	ہوتی	آتی	"	۱۵	تارید	تائید

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۳	۶	مدہم	یا مدہم
۹۷	۴	کام لیا	کام کیا
۹۸	۱۲	انجام فرمائے	انجام فرمارہے
"	۱۷	عظمت جنگ	نظامت جنگ
۹۹	۸	"	"
۱۰۹	۰	باب ہشتم	باب نہم
۱۱۲	۳	ایک	۰
۱۱۴	۰	باب نہم	باب دہم
۱۱۸	۱۶	اوراور	اور
۱۲۰	۶	اویل	اپیل
۱۲۷	۰	باب دہم	باب یازدہم
۱۲۹	۰	باب یازدہم	باب دوازدہم
۱۳۱	۰	باب دوازدہم	باب سیزدہم